المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام

حصہ اوّل

کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم برقی پریس لاہور میں طبع ہوا

۵

ایک لڑکے کا باپ دس روز کے بعد ہسپتال میں پھر گیا۔ اس نے دوائی کی پڑیاں مانگیں جس سے اس کے بیٹے کو کسی قدر افاقہ ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس کی بیماری کو بھول گئے تھے۔ سوال کرنے لگے۔ کہ "وہ کیسی پڑیاں تھیں"۔ اس نے کہا "میں تو نہیں جانتا"۔ "کیا تم نے لڑکے کو وہ نہ پلائی تھیں؟ کیا تم نے ان کا رنگ نہ دیکھا ہوگا؟" "میں ان کا رنگ کس طرح دیکھ سکتا تھا۔ وہ تو کاغذ میں بند تھیں"۔ "کیا تم نے کاغذ سمیت لڑکے کو پلا دی تھیں؟" "میں نے تو ایسا ہی کیا تھا۔ آپ نے کب کہا تھا۔ کہ کاغذ نوچکر پھینک دینا" +

۶

ایک روہیلا ایک گھڑی ساز کی دوکان پر گیا۔ اور ایک گھڑی دکھلائی۔ کہا اسکی مرمت میں کیا لاگت لگے گی۔ گھڑی ساز نے دیکھکر کہا۔ اس کی مزدوری تو اصل قیمت سے بھی دگنی ہوگی۔ روہیلے نے کہا۔ خیر کیا مضائقہ ہے جس کی یہ گھڑی ہے۔ اس کے میں نے ایک گھونسہ دیکر لے لی تھی۔ تمہارے دو دیدونگا +

۷

کسی گرجا میں ایک پادری اس زور سے چلا کر تقریر کر رہا تھا۔ کہ تمام گرجا گھر گونج رہا تھا۔ ایک پانچ برس کی لڑکی نے جو اپنی ماں کے پاس بیٹھی تھی۔ نہایت سادہ پن سے ماں کے کان میں کہا "میں سمجھتی ہوں۔ کہ یہ لوگ خدا سے بہت دور رہتے ہیں۔ ورنہ یہ لوگ کبھی بھی اتنی بلند آواز سے چلا کر اُسے مخاطب نہ کرتے"!

۸

ایک دیسی مکتب میں میاں جی صاحب ایک شاگرد سے پوچھنے لگے کہ "قطاع الطریق" (بٹ مار) کے کیا معنے ہیں۔ شاگرد نے بڑی سوچ وچار کے بعد جواب دیا۔ کہ "رستہ کاٹنے والا"۔ اور پھر بول اُٹھا۔ کہ "جی ہاں ہاں ریل"۔ "کیونکہ نہایت تیزی سے راستہ کاٹتی ہے" +

۹

ایک صاحب جن کی نئی شادی ہوئی - براہ محبت میم صاحب سے مخاطب ہوکر بولے
کہ لو ڈیر میری - کچھ روپے لیلو" میم صاحب نے (جو ابھی نو عروس تھیں) جوابدیا - کہ پیارے
شوہر! میں نہیں لیتی - ناحق ضائع جائینگے " ایک سال شادی کو گذرا - تو میم صاحبہ ایک
رات صاحب سے مخاطب ہوکر بولیں - کہ "پیارے جمیس! کل رات میں نے تمہارے پاکٹ
بک سے ایک پانچ پونڈ کا نوٹ لیا تھا"

۱۰

بیگم - میاں سے مخاطب ہوکر "شکر ہے - ہمارے ملک کی آب وہوا تو سبحان اللہ
عمدہ ہے" میاں "چُپ آہستہ بولو - کہیں سرکار نہ سُن لے - ورنہ لاٹ صاحب ولایت
جانے سے پہلے اس پر بھی ٹکس لگا جائینگے"

۱۱

ایک میم صاحبہ کی رکشا گاڑی میں ایک مرد مجرد جتا کرتا تھا - یعنی وہ مشٹنڈا ہلکی
پھلکی گاڑی کو اس کے سوار سمیت بازاروں میں اُڑائے پھرتا تھا - ایک روز اس نے
اُس بے بچھیا تخلیہ میں پاکر اس کو خلاف وضع فطرت میں اپنا شریک کیا - پولیس پر اسکے سوالی
کا حال کھل گیا - مقدمہ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا ملزم کے وکیل نے کہا - کہ یہ بچھیا کا باوا
بھی کچھ ایسا بہت آدمی نہیں - بر ابر بیل کا کام کرتا ہے یعنی گاڑی کھینچتا ہے

۱۲

ایک عہدہ دار صاحب بہادر کسی ہندوستانی اہلکار سے فرمانے لگے - کہ ڈالی دباغ
کی چیزیں اچھے تحفے کے طور پر تعلقدار وغیرہ بھیجتے ہیں - رشوت میں داخل نہیں - یہ تھے
حاضر جواب کہنے لگے جی ہاں بجا ہے - وا اتنی انا بھی اب باغل میں چلتے ہیں"

۱۳

ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ ایک دھوتی پرشاد ست بجھنے صاحب ایک - مشل
مجلس کے ممبر تھے - ذرا آپ کا قاعدہ تھا - کہ جب کبھی مجلس میں شریک ہوتے - کرسی پہ بیٹھتے

ہی پیاری ادنگ کی گود میں جا لیٹے۔ اتفاق سے ایک روز ایک موقعہ پر ایک متکلم کی تقریر ختم ہونے پر حضار مجلس نے تالیاں بجائیں۔ اور مجلس برخواست ہوگئی۔ میاں وہوتی پشادے سمجھ لیا کہ مجلس برخواست ہونے کی یہی علامت ہے۔ ایک روز آپ حسب معمول کرسی پر بیٹھتے ہی عالم بالا کو سدھار گئے جب مجلس کی کارروائی ختم ہو چکی تو ایک ممبر نے آپ کو ہاتھ سے ذرا ہلا دیا۔ آپ اُٹھتے ہی تالیاں بجانے لگے۔ حاضرین نے خوب قہقہے اُڑائے۔

۱۴

ایک صاحب بہادر کے کھانے میں دو مکھیاں نکلیں خفا ہو کر خانساماں کو پکارا "ول کہاں ساماں! دیکھو! دیکھو! یہ سوپ میں دو مکھی ہے" خانساماں بولا۔ ہیں! او تین کہاں گئیں۔ میں پانچ لایا تھا"

صاحب بہادر۔ اچھا تم جاؤ۔ یہ ہمارا حصہ ہے۔ تین میم صاحب کھا گیا ہوگا"

۱۵

وکیل (اپنے موکل کے مدعی کے گواہ کو جرح میں) "اچھا تو پھر جن دوستوں کے پاس تم رات رہے تھے۔ وہ چور تھے" گواہ ہاں شاید وہ چور ہوں گے۔ مگر وہ وکیل ہیں۔

۱۶

پہلا فقیر تم نے اس لیڈی کو کیوں سوال نہیں کیا۔ شاید اس نے تمہیں کچھ دیا ہے۔ دوسرا فقیر میں اپنے کام میں تم سے زیادہ ماہر ہوں۔ میں نے اُسے اسی واسطے نہیں بلایا کہ وہ اکیلی ہے میں عورتوں سے اس وقت مانگتا ہوں جب وہ ملکر چلتی ہوئی ملیں۔ کیونکہ اُس وقت وہ دونوں ضرور کچھ دے دیتی ہیں۔ دونوں سمجھتی ہیں کہ اگر کچھ سائل کو نہ دیا۔ تو دوسری مکھی چوس سمجھے گی۔

۱۷

جج (گواہ کو مخاطب کرکے) کیا جس چور کو تم نے دیکھا تھا۔ اس کی شناخت

کر سکتے ہو۔ اُس کا حلیہ بتاؤ"

گواہ "حضور وہ حرامزادہ آپ ہی کی طرح پستہ قامت تھا۔ ریش و بروت غائب اور رنگ حضور جیسا گورا گورا تھا غرض حضور سے بہت ملتا تھا +

۱۸

ایک ہمارے زمانہ کے لکھرار لکچر دے رہے تھے۔ کہ جوش میں آکر کہنے لگے دیکھو بھائیو۔ میں خدا کی زمین پر کھڑا ہوں" ایک موچی موجود تھا۔ جھٹ بول اُٹھا۔ جی جناب آپ تو میرے جوتے پر کھڑے ہیں جس کے ابھی دام بھی نہیں دیئے"

۱۹

ایک صاحب کا قول ہے کہ "عالم مستورات کے پورے پورے حالات کا علم حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنی بی بی کے اطوار کا سالہا سال مطالعہ کیا ہے لیکن تماشا یہ ہے۔ کہ کتاب کا مطالعہ کرنا اور عورت کا مطالعہ کرنا ایک بات نہیں کتاب کا جب ایک مرتبہ مطالعہ کر چکتے ہیں۔ تو پھر وہ دلچسپ نہیں رہتی مگر عورت باوجود ہمیشہ زیر مطالعہ رہنے کے برابر دلچسپ ہے"

۲۰

مشہور ہے۔ کہ ایک سردار صاحب جاہل مطلق کے سامنے ایک عطار نے عطر بطور تحفہ پیش کیا۔ اور آپ نے نوکر کو ارشاد کیا۔ کہ "ابھی رکھو۔ آج پرشاد اسی کے ساتھ کھائیں گے"۔ یہی حال سلطان مراکو اور اس کی "کار" کا ہے۔ جو فرانس نے آپ کے گذشتہ علالت میں تحفۃً دی تھی۔ آپ اس کے ذریعہ سے حرم کی بیگموں کو سزا دیتے ہیں +

۲۱

آقا (نوکر سے) کیوں رے اب کتنی رات گئی ہے۔ گھڑی تو بند ہے"۔ نوکر فوراً لالٹین روشن کر کے باہر دوڑ گیا۔ اور آکر کہنے لگا "حضور دھرم گھڑی (دھوپ گھڑی) میں دیکھ آیا ہوں۔ کیوں رات کتنے بجے ہیں۔

۲۲

صاحب: پیاری جلدی آؤ۔ دروازہ پر گاڑی کھڑی ہے۔ کہیں تمہارا باپ نہ آجائے۔ بیگم (جو نئے عاشق کے ساتھ غائب ہونے کو تیار ہے) ذرا ٹھہرو۔ میں اس ظالم کا یہ بھی کیوں حسان رکھوں۔ یو میں نے اپنے زیورات اُتار کر میز پر پھینک دیئے ہیں۔ اور اب میں بالکل تمہاری ہوں۔ مگر عاشق جو زیادہ زیورات کی خاطر اسے بھگا کر لے چلا تھا۔ اب وہیں بُت بن گیا۔

۲۳

ہمارے ملک میں بعض نام عجب کیفیت کے ہوتے ہیں چنانچہ نتھو بھی انہیں متبرک ناموں میں سے ایک ہے جس کی تعریف ایک شاعر اس بیت میں بیان کرتے ہیں۔

عجب نام است نام نحس نتھو کہ اول نہ بود در آخرش تہو

۲۴

ایک صاحب جن کو اس نام سے مسمی ہونے کا فخر حاصل تھا۔ ایک روز ضلع فیروزپور میں ایک مولوی صاحب سے دوچار ہوئے۔ اور ان سے پوچھنے لگے۔ کہ حضرت اسم شریف؟ مولوی صاحب تھے بڑے منکسر مزاج فرمانے لگے۔ کہ خاکسار کا نام فقیر حقیر پر تقصیر بندہ غلام دستگیر ہے۔ اور آپ کا اسم شریف؟ میاں نتھو گھبرائے۔ کہ اب اگر مولوی صاحب سے بڑھ کر قدم نہ مارا جائے۔ تو نام کو لاج لگے گی۔ بول اُٹھے "بندہ کا نام اخ تہو۔ کالے کتے کا گوہ شیخ نتھو ہے" ۔

۲۵

اسی قماش کے یک شخص کا نام وڈھرا (پنجابی نام بیل تھا)۔ میاں وڈھرا نے سنا ہوا تھا۔ کہ شاعر لوگ نام کا سجع بھی بنایا کرتے ہیں۔ ایک شاعر سے جاکر فرمائش کی۔ کہ میرے نام کا بھی سجع کہو۔ وہ شاعر تھے میاں مفلس۔ دراصل غرض سوچ سوچ کر یہ سجع موزوں کر دیا۔ ع وڈھرا غریب گاؤ نراس محمد است۔

۲۶

ایک شخص لکھن نامی کا ہجو ایک شاعر نے یہ موزون کیا ہے ع عالم ہمہ دروغ است محمد لکھن۔ اور لدھا نامی شخص کا پنجابی شاعر نے اپنی زبان میں خوب ہجو کیا ہے۔ "ڈھونڈ بھال محمد لدھا" (لدھا مرادف رد و لفظ پایا ہے)

۲۷

انگلستان میں قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی کا خاوند یا پیارا عاشق جدا ہونے لگتا ہے۔ تو معشوقہ یا بیوی بطور یادگار اس کو اپنے سر سے ایک زلف کاٹ دیتی ہے ایک نوجوان لڑکی سے ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت نے پوچھا۔ کہ بیٹی تمہارے سر کے بالوں کو کیا ہوگیا۔ لڑکی جواب دیتی ہے کہ اماں تم جانتی ہو ہمارے شہر میں جو رجمنٹ مقیم تھی۔ وہ کل ہی یہاں سے تبدیل ہوئی ہے۔ میں نے اپنے تمام دوستوں کو کل جدا ہوتے وقت یادگاریں دے دی تھیں ٭

۲۸

ایک نوجوان کنواری لڑکی سے ایک بیاہی ہوئی لیڈی نے پوچھا۔ کہ کیوں تم کہو سنا ہے۔ کچھ شادی کا ارادہ رکھتی ہو؟ جو سچ پوچھو۔ تو پہاڑ پر چڑھ کر غار میں گر پڑو۔ مگر شادی کا نام نہ لو۔ یہ ایسی مصیبت کا نام ہے۔ لڑکی نے چھوٹتے ہی جواب دیا۔ کہ بیوی صاحبہ اگر مجھے امید ہو۔ کہ غار میں شوہر کھڑا ہے۔ اور وہاں گرنے سے وہ مل جاویگا۔ تو میں ایک منٹ بھی دیر نہ کروں "

۲۹

ایک شخص نے ایک نوجوان لڑکے سے سوال کیا۔ کہ میاں شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ اس نے کہا۔ جب بیوی آجائے گی۔ تو میری علمی محنتوں میں ہرج واقع ہوگا۔ مجھے عورتوں کے نام سے نفرت ہے۔ اس نے کہا بھلا یہ تو بتاؤ۔ وہ علمی محنتیں کس قسم کی ہوتی ہیں۔ لڑکے نے کہا میں عشقیہ فسانے تصنیف کیا کرتا ہوں ٭

۳۰

ایک شیر فروش نے بیٹے کو کہا۔ کہ دودھ میں پانی ملادو۔ اس نے پانی ملادیا
باپ نے کہا۔ تم نے دودھ میں پانی کیوں ڈالا ہے۔ پانی میں دودھ ڈال دیتے۔ کیونکہ
ہم اکثر لوگوں کے روبرو قسم کھایا کرتے ہیں۔ کہ ہم دودھ میں پانی نہیں ملاتے۔ مگر
پانی میں دودھ ملا دیتے ہیں +

۳۱

حضرت ظریف ہوگئے بیمار۔ ڈاکٹر صاحب دوائی پلانے کے واسطے آئے۔ گھبراہٹ
زیادہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب بھی گھبرا گئے۔ بجائے دوائی کی بوتل کے دوات کو گلاس میں
اُلٹا دیا۔ اور غلطی سے ظریف صاحب کو سیاہی کا گھونٹ پلا دیا۔ اب جو غور سے دیکھتے
ہیں۔ تو مریض کو سیاہی پلا دی گئی +
ڈاکٹر۔ اوہو! اوہو! بڑا ہی غضب ہو گیا"
ظریف۔ کیوں جناب کیسے بنی"؟
ڈاکٹر "میں نے بیوقوفی سے دھوکہ کھایا۔ اور تم کو سیاہی کا گھونٹ پلا دیا +
ظریف۔ تو پھر آپ گھبراتے کیوں ہیں میں ابھی بلاٹنگ پیپر کاغذ سیاہی چوس کا ٹکڑا کھا
جاتا ہوں۔ وہ سیاہی کو خود سنبھال لیگا" +

۳۲

ولایت میں ایک شخص کی وفات پر ایک اخبار نے یہ فقرہ لکھا۔ کہ فلانی عورت
کا خاوند بیوفا گھر (دنیا) سے آزاد ہو کر اچھے گھر میں جا داخل ہوا ہے۔ اُس پر اس
بیوہ نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ اس اخبار پر دائر کر دیا +

۳۳

ایک بابو صاحب اپنے بنگلہ میں گیند کھیل رہے تھے۔ کہ ایک طوائف سلام کو
حاضر ہوئی۔ آپکو جو بدذوق نے گدگدایا تو بگڑ کر فرمانے لگے۔ کہ کیوں ری عزیزن تم گیند نہیں کھیلتیں
وہ دلی کی رنڈی کیوں چمکنے لگی تھی۔ کہا آپ میرے آگے کھیلتے ہیں۔ تو اب میں کیا کھیلوں!

۳۴

ایک شخص کی عورت جو بڑی گرانڈیل اور بھاری بھر کم تھی۔ قضا را فوت ہو گئی۔ ہمسایہ نے خاوند کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ کہ میاں تمہارا بڑا بھاری نقصان ہوا ہے۔ خاوند نے جواب دیا۔ کہ ہاں اس کا وزن تین من سے کم نہیں تھا +

۳۵

رحیمن نے پوچھا۔ کہ آیا تم نے بھی اس بچے کا حال سنا ہے جو ہاتھی کا دودھ پینے سے ایک ہفتہ میں ۱۰ سیر بھاری ہو گیا تھا۔ باپ نے جواب دیا بیٹی یہ کبھی نہیں ہو سکتا وہ کس کا بچہ تھا؟ رحیمن بولی ہاتھی کا بچہ "

۳۶

عاشق نے کمال اشتیاق اور فرط اضطراب سے اپنی معشوقہ سے کہا "پیاری جس طرح ہو سکے۔ تم میری ہو جاؤ" وہ بولی کہ "میں اتنی جلدی جواب نہیں دے سکتی۔ کچھ مہلت چاہیئے" دلباختہ عاشق نے جواب دیا۔ کہ نہیں مجھے ابھی جواب دو۔ کیونکہ ایک اور لڑکی پر بھی میری نظر ہے +

۳۷

ایک بدقسمت بقال نے ایک اخبار کے ایڈیٹر کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا۔ کہ میں حضور جناب میں نے ایک بل ایک چٹھی کے ہمراہ آپ کے پاس بھیجا تھا۔ اس کا آپ نے جواب نہیں دیا۔ ایڈیٹر نے سوچ کر کہا۔ کہ ہاں ہاں شاید آپ کی چٹھی کاغذ کے دونوں طرف لکھی ہوئی تھی۔ اور افسوس ہے۔ ہمارے ہاں قاعدہ مقرر ہے۔ کہ جو کاغذ دونوں طرف لکھا ہوا ہو۔ ہم اس کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔ آپ کی چٹھی ردیات کے ٹوکرے میں آرام کرتی ہو گی +

۳۸

نگارخانہ چین کی دیوار پر امتناع کتخدائی کے بارہ میں تصویریں کھینچی ہوئی ہیں جن کی کیفیت ایک شخص اس طرح لکھتا ہے۔ کہ پہلی تصویر ایک آزاد آدمی سوچ رہا

ہے۔ کہ شادی کروں یا نہ کروں۔ آخر اس کے دل میں یہی اُمنگ آتی ہے۔ کہ جلدی
یچھی نہیں منہ مقابل بند چاہئے۔ دوسری تصویر میں ایک نہایت افسردہ آدمی کھڑا
ہوا رنج و غم میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ شادی کر چکا ہے
اور دنیا داری کے بکھیڑوں سے سخت بیزار ہے۔ اس لئے پھر آزادی کی آرزو رکھتا ہے
تیسری تصویر میں وہی آدمی خوشی خوشی کودتا پھاندتا اور دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اور اس
کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ اب قید سے آزاد ہو کر اپنی پہلی حالت کو بدرجہا ترجیح دیتا ہے"

۳۹

ایک طوائف کا کچھ اسباب چوری گیا۔ وہ تھانے میں رپٹ کو آئی۔ اور چار پانچ ہزار
کی رقم مسروقہ لکھائی۔ چونکہ تھانہ دار صاحب با مذاق تھے۔ کہنے لگے۔ کہ بی صاحب آپ نے
یہ کیا لغو [illegible] کیا ہے۔ جو سنتا ہے۔ اس جھوٹ پر تمہارے آگے تھوکتا ہے۔ وہ
بولی تھانہ دار صاحب بندی کیسی ہے۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ کوئی آگے تھوکے۔ یا کچھ کہے
مگر غضب تو یہ ہے۔ کہ تم مستغیثوں سے مذاق کرتے ہو تھانہ داری کے ڈر سے تمہارے
آگے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ مگر ہر شخص تمہارے پیچھے تھوکتا ہے ؛

۴۰

کسی بخیل رئیس کے ہاں کوئی سپاہی نوکر تھا۔ جب بیچارہ کو کئی مہینے تک مشاہرہ
نہ ملا سپاہی نے کسی لالہ سے قرض لینے دینے کا حساب کتاب کر لیا۔ بنیئے نے یہ سمجھکر
کہ سپاہی کچھ لکھا پڑھا تو نہیں۔ جو چاہا لکھ لیا۔ سپاہی صاحب کی بڑے مزے سے
گذرنے لگی۔ ایک دن بنیئے نے سپاہی سے کہا۔ کہ میاں جی ہمارے ہاں بہت سے
سپاہی آئے۔ مگر ہمارا کوئی کچھ نہ کر سکا۔ ہم سب سے دو لنے دام لیا کرتے ہیں اس
نے کہا۔ لالہ جی کسی سپاہی سے کام نہ پڑا ہوگا۔ یہ سپاہی روز آدھ سیر آٹا اور چھٹانک بھر گھی
لیا کرتا تھا۔ ایک مہینے کے بعد آدھ سیر گھی اور چھٹانک بھر آٹا خریدنا شروع کر دیا۔ بنیئے نے
کہا۔ تم برعکس معاملہ کیوں کرتے ہو؟ سپاہی نے جواب دیا۔ کہ تم کو اپنے دام دمڑوں سے غرض
ایسے ویسے حساب سے کیا۔ چند روز اسی طرح خرید و فروخت ہوتی رہی۔ آخر کار جب حساب ہو

تو بنئے نے پڑھنا شروع کیا۔ کہ فلاں تاریخ میں آدھ سیر آٹا چھٹانک بھر گھی پڑھتے پڑھتے آدھ سیر گھی اور چھٹانک بھر آٹے کی نوبت آگئی سپاہی سراسر خفا ہو کر کہنے لگے۔ تو لکھنے میں بھول گیا ہے۔ آدھ سیر آٹا چھٹانک بھر گھی ہوگا۔ چخ چخ کی آواز سن کر محلے والے جمع ہو گئے۔ اور فیصلہ سپاہی کے حق میں ہوا ✦

۴۱

ہسپتال کے ڈاکٹر نے پوچھا۔ کہ کتنے مریض فوت ہو گئے۔ جواب ملا۔ کہ نو آدمی۔ ڈاکٹر نے کہا "کیوں میں نے دس کے واسطے دوائی بھجوائی تھی"۔ کمپونڈر بولا۔ حضور ایک نے اس کے پینے سے انکار کیا تھا ✦

۴۲

شملہ پر ایک میم کے پاس ایک شخص نے نوکری کی درخواست کی۔ میم نے جواب دیا۔ کہ میں اپنے نوکر چاکر ساتھ لائی ہوں۔ زیادہ آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ سائل نے عرض کی۔ کہ حضور یہاں دن بھر میں بہت ہی تھوڑا کام کیا کرتا ہوں میرا گذارہ ہو جائیگا ✦

۴۳

ایک مولوی صاحب نے ایک مراسی سے کہا۔ کہ جو شخص ایک روزہ رکھتا ہے اس کو بہشت بریں میں اتنا بڑا عالیشان محل رہنے کو ملتا ہے۔ کہ جس کا عرض و طول کوسوں ہوتا ہے۔ مراسی نے بھی دوسرے روز روزہ رکھا۔ مگر دوپہر کی گرمی نے اُسے تنگ کر دیا۔ اس نے پانی پی لیا۔ اور مولوی صاحب سے جا کر کہنے لگا۔ کہ صاحب جب دن بھر روزہ رکھنے کے لئے عالیشان محل ملتا ہے۔ تو آدھے دن روزہ رکھنے سے جھونپڑا تو مل ہی رہیگا ✦

۴۴

ایک بنئے کے بارہ لڑکے تھے۔ لیکن دوسرے سال ایک اور لڑکا پیدا ہو گیا پہلے لڑکوں نے کہا۔ باپ ہمیں علیحدہ کر دو۔ کیونکہ اگر ایک سال آپ کا ایسا اور لگ گیا

تو پھر ناچار ہمیں صبر کرنا پڑیگا +

۴۵

ایک امیر نے اپنے ملازم سے کہا - کہ مکان صاف کرا دیجئے گا - ملازم نے خوشی سے کہا - بہتر ہے - اور صاف نہ کرایا - دوسرے روز پھر انہوں نے تقاضا کیا - کہ اب تک مکان صاف نہ ہوا - کہا آج ہو جائیگا - اور اس روز بھی ملازم صاحب بھول گئے تیسرے روز امیر نے پھر نہایت خفگی سے کہا - کہ تم بڑے نمک حرام ہو - ابھی تک مکان بھی صاف نہ ہوسکا - تو ملازم صاحب کیا فرماتے ہیں - کہ یہ نہ کہو حضور میں نمک حرام نہیں ہوں کہا کیوں - فرماتے ہیں - کھانا میرا محل سے آتا ہے +

۴۶

ایک صاحب بہادر اپنی نوجوان بیٹی کو نصیحت کر رہے تھے - کہ بیٹی شادی کا خیال ابھی ترک کردو - یہ بڑی تکلیفات کا موجب ہوتی ہے ' جو لوگ شادی کرتے ہیں - وہ اچھا کام کرتے ہیں - لیکن جو شادی نہیں کرتے - وہ نہایت ہی اچھا کام کرتے ہیں - بیٹی نے جوابدیا - ابا جان شکر ہے میں اچھا کام تو کر سکونگی - لیکن نہایت اچھا کام جو کر سکتی ہیں - کیا کریں +

۴۷

ایک عاشق مزاج بیٹے کو باپ نے بہت کچھ سمجھایا - کہ عشق کا خیال چھوڑ دو - اور یہ قطعہ سنایا ؎

جان پدر تو سفرۂ بے ناں ندیدۂ ۔ جنگ عیال و گریۂ طفلاں ندیدۂ
ننشستۂ بگوشہ از خوف قرض خواہ ۔ در مفلسی تو آمد مہماں ندیدۂ

صاحبزادہ چراغ پا آہ سرد دل پر درد سے نکال کر جواب میں یہ قطعہ سناتے ہیں ؎

بابا مگر تو جلوۂ خوباں ندیدۂ ۔ چشم سیاہ و کاکل پیچاں ندیدۂ
ننشستۂ بگوشہ در انتظار یار
ناگاہ زود در آمدِ جاناں ندیدۂ

۴۸

ایک بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا۔ کہ مملکت کے تمام بیوقوں کی فہرست تیار کرو

وزیر نے فہرست تیار کر کے سب سے اوپر بادشاہ کا نام لکھا۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی۔

وزیر نے کہا۔ کہ حضور نے بعض ناواقف آدمیوں کو ایک لاکھ روپیہ ایک دور دراز ملک

میں گھوڑے خریدنے کے لئے دیدیا ہے۔ بادشاہ نے تامل کر کے کہا۔ اور جو وہ

گھوڑے خرید کر کے واپس لے آئے۔ تب وزیر نے عرض کی۔ کہ میں سرے سے آپ

کا نام کاٹ کر اس کا لکھ دونگا +

۴۹

ایک زمیندار اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ کہ ایک سفید پوش کھیت کی باڑہ

کے پاس آکر اس سے پوچھنے لگا۔ کہ "کیوں صاحب اس کھیت میں کیا اگا ہوا ہے؟"

اس نے کہا گیہوں کا کھیت ہے۔ کیا گیہوں کے اتنے اتنے بڑے درخت ہوتے ہیں

پھر پوچھنے لگا۔ وہ سامنے کیا جانور چر رہے ہیں؟ زمیندار بولا یہ گائیں اور بھینیس ہیں۔

سفید پوش یہ سنکر کہنے لگا۔ خوب مجھے معاف رکھنا۔ میں یہاں کی زراعت کے ہفتہ وار

اخبار کا عرصہ دس سال سے ایڈیٹر ہوں مجھے اس عرصہ میں باہر نکلنے کی کبھی فرصت

نہیں ملی۔ زمیندار نے حیران ہو کر کہا۔ تو آپ ہمیں کیا خاک تعلیم دیا کرتے ہیں۔

۵۰

پادری صاحب نے جنازہ کیوقت بیوہ سے دریافت کیا۔ کہ مرحوم مرنے سے

پیشتر مرنے (خدا کے حضور جانے) کے لئے تیار تھا۔ بیوہ نے کہا۔ ہاں عرصہ سے

تیار تھا۔ اس نے تین کمپنیوں میں اپنی زندگی کا بیمہ کرا رکھا تھا +

۵۱

ایک پنج سالہ لڑکا جبکہ مدرسہ میں بٹھایا گیا۔ تو پہلے روز جب شام کو گھر آیا۔ تو

ماں سے کہنے لگا۔ کہ "اماں" میں جانتا ہوں۔ کہ استاد کو کچھ نہیں آتا" ماں نے پوچھا

بیٹا کس طرح؟ وہ سارا دن لڑکوں سے سوال پوچھتا رہا ہے۔ کسی سے پوچھتا ہے

ادی کہاں ہے۔ کسی سے پوچھتا ہے۔ لاہور کدھر ہے؟ کیا وہ یہ بھی نہیں جانتا!!

۵۲

ایک روز شاہزادہ ویلز اپنے ایوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ خدمتگار نے اطلاع دی۔ ایک اخبار کا ایڈیٹر آیا ہے۔ اور یور رائل ہائنس سے ملنا چاہتا ہے۔ حکم دیا۔ کہ اس کو فوراً طلب کرو۔ کیونکہ اگر وہ دروازہ سے نہ آیا۔ تو روشندان سے آئیگا۔ مگر آئیگا ضرور۔ واقعی ایڈیٹر کی صحیح تعریف یہی ہے +

۵۳

کوئی مولوی صاحب وعظ میں فرمانے لگے۔ کہ قیامت کے دن مسخروں کا برا حال ہوگا۔ ایک ظریف نے دریافت کیا۔ کہ مولانا کیا حال ہوگا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے۔ کہ ننگا کرکے بدن پر کوڑے لگیں گے۔ ظریف نے کہا۔ یہ بھی ایک مسخراپن ہوگا +

۵۴

ایک ظریف نے ایک بڈھے سے دریافت کیا۔ کہ بڑے میاں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ بڈھے نے جواب دیا۔ جوانی۔ ظریف نے کہا۔ کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ قبر کے لئے زمین ڈھونڈتا ہوں +

۵۵

ایک خاص شہر کے منصف صاحب جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ہمیشہ عدالت کی کرسی پر بیٹھکر فرماتے تھے۔ کہ ہم کبھی کوڑی رشوت نہیں لیتے (اور درحقیقت کبھی کوڑی ہاتھ سے نہ چھوتے تھے) صرف روپیہ ہی روپیہ لیتے تھے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ اہل مقدمہ اپنی پشت کی طرف ہاتھ کرکے دے۔ اور نام نہ بتادے۔ کہ آیا مدعی ہے یا مدعا علیہ تاکہ قسم کھانے کو جگہ باقی رہے۔ کہ ہم نے کسی کے سامنے رشوت نہیں لی +

۵۶

ایک تندمزاج جج نے گواہ سے جو عدالت میں تھا۔ پوچھا۔ کہ فلاں فلاں چیزوں

میں کس قدر فاصلہ تھا۔ اس نے کہا۔ کہ تین گز دو فٹ سوا چھ انچ۔ حاکم نے پھر پوچھا کہ تم کو اس قدر صحت سے کیا وجہ ہے۔ کہ یہ فاصلہ یاد ہے۔ اس نے کہا مجھے پہلے ہی کھٹکا تھا۔ کہ ممکن ہے۔ کوئی بیوقوف اس طرح کے سوالات پوچھ بیٹھے۔ اس لئے ناپ لیا تھا +

۵۸

ایک میم صاحبہ کو دانت کے درد نے دانت نکلوانے پر مجبور کیا۔ دانتوں کا ڈاکٹر بلایا گیا۔ اور جبکہ دنداں ساز نے اسباب تیار کر کے دانت نکالنے کی تیاری کی۔ تو خاوند نے ڈاکٹر کو کہا ٹھیرو ٹھیرو۔ تم دانت تو نکال دوگے۔ اور اس سے میری بیوی کی خوبصورتی میں فرق آجائیگا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ میں تو دانت ہی نکالنے کے لئے آیا تھا۔ اگر نہ نکالوں۔ تو وہ درد سے بیزار ہو رہی ہے۔ صاحب بہادر نے کہا۔ تو بھی یہ دانت تو میں کبھی نہ نکالنے دونگا۔ کیونکہ مسکراتے وقت یہ میری بیوی کے منہ میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ کا نکال دو۔

۵۹

ایک زن مرید صاحب بہادر کی میم کو درد دنداں نے اس قدر تنگ کیا۔ کہ دانت نکلوانے کی ضرورت ہوئی۔ دانتوں کا ڈاکٹر کہیں قریب نہیں رہتا تھا۔ ۲۰ میں کے فاصلے سے خاوند بیچارہ جاکر دنداں ساز کو ہمراہ لایا۔ اور بیگم صاحبہ کے حضور میں گذارش کی۔ دنداں ساز حاضر ہے۔ جب ڈاکٹر نے زنبور کو تیار کر میم کے منہ کی طرف کیا۔ تو خاوند سے کہنے لگی۔ کہ میں تو ابھی دانت نہیں نکلواتی مجھے ڈر لگتا ہے۔ پہلے تم اپنا دانت نکلوا کر دکھلاؤ۔ مسٹر زن مرید صاحب کی کیا مجال تھی کہ تعمیل ارشاد نہ کرتے۔ فوراً دانت نکلوانے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر چونکہ دانت بالکل مضبوط تھا۔ اس کے نکلوانے میں شدت درد کی وجہ سے بڑی کشمکش ہوئی۔ آخر آخر صاحب کا دانت نکل گیا۔ اب میم صاحب سے التجا کی۔ کہ بیوی اب تو دانت نکلوا لو اس نے کہا میں تو کبھی نہیں نکلواؤں گی۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ دانت نکلوانے میں

زیادہ ہوتا ہے +

۶۰

ایک مرتبہ سفر میں کسی مسخرے کو روٹی پکانیکا اتفاق ہوا چولہے کو پھونکتے وقت کہیں سے پیچھے سے گوز نکل گیا۔ فوراً آپ چوتڑ پھیر کر کیا فرماتے ہیں۔ ابے کمبخت تو بڑی جلد باز ہے۔ تو تو ہی پھونک لے +

۶۱

ایک شخص کا گھوڑا ایسا دبلا ہو گیا تھا کہ مالک نے اس کی دم میں ایک پتھر باندھ دیا۔ کیونکہ اس کو شبہ ہو گیا تھا۔ کہ یہ یونہی چراگاہ میں پھرتا رہا۔ تو کسی روز آندھی کے جھونکوں سے اڑ نہ جائے +

۶۲

ایک نابینا ایک بینا دوست کے ہمراہ نقالوں کا تماشا دیکھنے گیا۔ اور دوست کے ساتھ یہ بات ٹھیرا لی۔ کہ جب نقال کوئی عمدہ حرکت کریں۔ کہ اس پر ہنسی آوے تو مجھے چٹکی سے خبر کر دینا جب نقال کوئی عمدہ سوانگ بھرتے تھے۔ اور لوگ اس پر ہنستے تھے۔ بلکہ اندھے میاں کا دوست بھی بیساختہ ہنستا تھا۔ تو اندھا چپکا بیٹھا رہتا۔ مگر جب مجلس خاموش ہو جاتی۔ تو دوست کو یاد آجاتا۔ کہ اندھے کو بھی چٹکی دے دو جب وہ چٹکی لیتا۔ تو اندھا صاحب ہنستے ہنستے لوٹن کبوتر ہو جاتا۔ یہ کیا کچھ کم مزیدار سوانگ تھا +

۶۳

ایک کسان کے سامنے ایک ناقابل آدمی شیخی مار رہا تھا۔ کہ میرا باپ امیر تھا۔ اور میرا دادا سات پشت سے منصبدار پنجہزاری اور جاگیردار تھا۔ کسان نے سوچ کر کہا۔ کہ میاں سمجھ لیا ہے جبھی تو تم ایسے نالائق ہو گئے ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جیوں جیوں تخم پرانا ہوتا جاتا ہے۔ اس کی فصل بھی ویسی ہی ناقص ہوتی جاتی ہے +

ایک نوجوان بیوہ نے نئی روشنی سے حصہ پاکر ایک اپنی پسند کے جوان سے شادی کرلی مگر اس لڑکی کے ایک بزرگ رشتہ دار کو اس کا یہ انتخاب پسند نہ آیا۔ اور بڑی سنجیدگی سے ازراہ ملامت اُسے سمجھانے لگا۔ کہ تم نے لائق آدمی اپنے لیے پسند نہیں کیا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا مرحوم شوہر اس وقت زندہ ہوتا۔ تو کبھی تم کو ایسے شخص سے شادی نہ کرنے دیتا +

۶۵

ایک منجم سے کسی بادشاہ نے پوچھا۔ کہ میں پہلے مرونگا۔ یا میری بیگم؟ منجم نے فوراً جواب دیا۔ کہ پہلے بیگم صاحبہ فوت ہونگی جب لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ کہ کیا سمجھکر تم نے ایسا جواب دیا منجم نے کہا۔ اتفاق سے اگر بیوی مرگئی۔ تو میں سچا ٹھیروں اور جو بادشاہ ہی پہلے مرگیا۔ تو پھر کیا مجھ سے بازپرس کرنے آئیگا +

۶۶

ایک جولاہے کو راستہ میں رہزنوں نے گولی ماری۔ جو اس کے ابرو کے پاس لگی۔ وہ بیچارہ اس سے جان بر نہ ہوسکا۔ جب لاش اس کے گھر میں لائی گئی تو اس کی ماں نے دیکھکر سجدہ شکر ادا کیا۔ اور کہا اگر یہی گولی ذرا نیچے آنکھ میں لگ جاتی۔ تو میرا بیٹا کانا ہو جاتا شکر ہے۔ آنکھ تو سلامت رہی کیا ڈر ہے۔ جو جان سلامت نہیں +

۶۷

ایک مسافر نے ایک ۶۔ ۷ سال کے بچے سے پوچھا۔ کہ وہ سامنے تمہارے دادا کھڑے ہیں۔ ان کی کیا عمر ہوگی۔ بڑے بوڑھے معلوم ہوتے ہیں۔ بچے نے جواب دیا کہ جب سے مجھے ہوش آئی ہے میں ان کو ایسا ہی ہمیشہ دیکھتا دیکھتا ہوں +

۶۸

کیا مزے کی بات ہے۔ کہ زن و مرد بیاہے جاتے ہیں۔ تو جو کچھ بیوی کو اپنے شوہر

میں نظر آتا ہے۔ وہ ان کے اور کسی مرد رشتہ دار اور دوست آشنا کو نہیں معلوم ہوتا اور جو کچھ شوہر بیوی میں دیکھتا ہے۔ وہ ان کے اور کسی زنانہ دوست آشنا کو نظر نہیں آتا +

۶۹

ایک ہائی سکول کے اول مدرس نے اپنی جماعت کے سب سے بڑے طالب علم سے مخاطب ہو کر کہا: "محمود بوسہ لینا کیا فعل ہے" محمود نے جواب دیا "یہ فعل لازمی بھی ہوسکتا ہے اور متعدی بھی" استاد نے پوچھا۔ وہ کس طرح؟ شاگرد نے کہا۔ لازمی لڑکے کی طرف سے۔ اور متعدی لڑکی کی طرف سے +

۷۰

ایک چڑیا والا چڑیا بازار میں ایک اُلو اور ایک اس کا بچہ فروخت کرنے کو لایا۔ ایک چربوز شخص نے قیمت دریافت کی۔ اس نے بڑے کے پانچ روپے اور بچے کے دس کہے۔ انہوں نے بچہ کی دوچند قیمت ہونے کا باعث دریافت کیا چڑیا والے نے کہا۔ کہ حضرت یہ تو صرف اُلو ہی ہے۔ مگر یہ اُلو کا پٹھا ہے۔ کیوں قیمت دوچند نہ ہو۔

۷۱

ایک کانے نے کسی سے شرط کی۔ کہ میں تم سے زیادہ دیکھتا ہوں۔ اور شرط لگاتے ہی بول اٹھا۔ کہ میں جیتا۔ کیونکہ میں تمہاری دو آنکھیں دیکھتا ہوں۔ اور تم میری ایک ہی دیکھتے ہو۔

۷۲

ایک شخص نے اپنے دوست کو کہا۔ کہ دیکھو۔ کہ سامنے سے میاں رفیق آرہے ہیں۔ اور چونکہ میں اُن کا کچھ تھوڑا روپیہ دینا رکھتا ہوں۔ اس لئے مجھے راستہ سے ایک طرف ہوجانے دو۔ کہ وہ مجھے دیکھکر ٹھہر نہ جائیں۔ دوست نے جواب دیا۔ کہ میاں بالکل مطمئن رہو۔ اس نے میرے بہت سے روپے دینے ہیں۔ وہ ہرگز اس طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیگا۔ ٹھہرنے کا تو کیا ذکر ہے +

۷۳

نیویارک ہرلڈ اخبار میں ایک مضمون شرابیوں کی ہجو میں نکلا۔ ایک ڈبل شرابی اس کو پڑھ کر جل گیا۔ اور بڑا سا لٹھ لیکر ہرلڈ کے پریس میں آیا۔ کہ ایڈیٹر کی خبر لے۔ ایڈیٹر صاحب اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے مضمون لکھ رہے تھے۔ کہ میاں شرابی غصہ میں لال پیلے آنکھیں نکالتے ہوئے اندر جا گھسے۔ اور ایڈیٹر ہی سے دریافت کیا۔ کہ تمہارے اخبار کا ایڈیٹر کہاں ہے۔ ایڈیٹر تھا عقلمند تیوروں سے تاڑ گیا۔ جھٹ کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ آپ تشریف رکھیں میں ابھی ایڈیٹر کو لاتا ہوں۔ شرابی صاحب اخبار کو جس میں ان کی ہجو لکھی تھی۔ ہاتھ میں لئے ہوئے کرسی پر ڈٹ گئے۔ ایڈیٹر ایک دوسرے راستہ سے باہر کی طرف نکلے۔ کہ اتنے میں ایک اور شرابی اسی اخبار کو ہاتھ میں لئے ہوئے پہنچا اور ایڈیٹر ہی سے نہایت غصہ کی حالت میں پوچھا۔ کہ اس اخبار کا ایڈیٹر کہاں ہے ایڈیٹر نے براہ چالاکی اس پہلے شرابی کی طرف اشارہ کیا۔ کہ وہ بیٹھے ہیں۔ ایڈیٹر تو آگے کو چلتا بنا۔ لیکن پچھلے شرابی صاحب پہلے شرابی پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے خوب طرفین سے جوتی پیزار کی بوچھاڑیں ہوئیں۔ اس نے اس کو اور اس نے اس کو ایڈیٹر سمجھا۔ حالانکہ دونوں شرابی تھے۔ آخر کار راز فاش ہونے پر دونوں نادم ہو کر ہنسے ہوتے خود کردہ کا درماں کیا تھا +

۷۴

ایک ظریف یک چشم نے ایک تھیٹریکل کمپنی کے ٹکٹ تقسیم کرنے والے سے نصف ٹکٹ طلب کیا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ تو خاصا کٹا جوان ہے۔ سارا ٹکٹ کیوں نہیں خریدتا۔ اس نے کہا۔ اس واسطے کہ لوگ دونوں آنکھوں سے دیکھتے اور میں ایک آنکھ سے جس پر خوب قہقہے اڑے۔ اور اسے مفت تماشا دکھایا گیا +

۷۵

عدالت سے ایک ملزم کو حکم ہوا۔ کہ گواہان صفائی پیش کرے۔ مس نے نہیں خاکروب اور نہیں بہشتی ملازم میونسپلٹی پیش کردیتے۔ منصف نے ملزم سے

بیان کیا۔ کہ حضور منتروں اور بہشتیوں سے بڑھ کر صفائی کے حالات کون سمجھ سکتا ہے

۷۶

نادر شاہ اور محمد شاہ ایک روز آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ نادر شاہ نے دریافت کیا۔ کہ اگر زن ہندی ہو۔ اور مرد افغان۔ تو اولاد کیسی ہو۔ شاہ ہند تو خاموش ہو گئے۔ مگر وزیر نے دست بستہ جواب دیا۔ کہ سبحان اللہ بچہ بہت نادر ہوتا ہے۔

۷۷

اتفاقاً ایک مجوسی مسلمان ہوا گھر والے سب منع کرتے رہے۔ اور یہاں تک پابند مذہب ہوا۔ کہ پانچ وقت نماز ادا کرنے لگا۔ خدا کی قدرت سے اس کی دو چار بھینسیں گائیں تھیں۔ سب مر گئیں۔ اب رہ گئے کورے قلاش۔ گھر والوں نے کہا۔ یہ نماز کا قہر ہوا ہے۔ تب اس کا تصئے آنو کی چڑھ بنی۔ جب کسی پر ناراض ہوتا۔ تو فوراً کہتا۔ خدا کرے تو ہی مرے۔ پڑھوں نماز۔ کروں ستیاناس۔

۷۸

جب چھوٹا بیٹا اٹھ کر باپ کے پاس روتا ہوا بڑے بھائی کی جو سات سال کا تھا۔ فریاد کی۔ کہ اس نے مجھے مارا ہے۔ تو باپ نے بڑے بیٹے کو بلا کر ملامت کی۔ اور سمجھایا کہ اپنے سے چھوٹوں کو مارنا بڑی بزدلی اور بے انصافی ہے۔ تو لڑکے نے سر اٹھا کر کہا۔ لالہ پھر آپ مجھے کیوں مارا کرتے ہیں۔ کیوں یہ بزدلی نہیں؟

۷۹

ایک سپاہی نے افسر کو کہا۔ کہ آپ مجھے نہیں پہچانتے۔ اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ تم کون ہو۔ سپاہی نے کہا۔ تم ہی نے فلانی فلانی لڑائی میں میری جان بچائی تھی۔ افسر نے پوچھا۔ وہ کس طرح؟ اس نے جواب دیا۔ کہ جب آپ میدان سے بھاگے تھے۔ تو میں بھی ساتھ ہی بھاگ آیا۔ ورنہ اگر میں میدان میں رہتا۔ تو کبھی نہ بچتا۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ کہ آپ ہی کی طفیل میری جان بچی۔

۸۰

ایک محرر کانجی ہوس کو سرکار نے موقوفی کا حکم دیا۔ کہا حضور کیوں موقوف کیا
جاتا ہوں۔ کہا تو بیوقوف ہے۔ کہا حضور واہ۔ میں تو پندرہ برس کانجی ہوس میں رہ
چکا ہوں۔ کہا تنہا رہنے سے عقل کیا تھوڑی ہی آتی ہے۔ کہا حضور ہمیشہ تنہا نہیں۔
پندرہ برس ڈنگروں کے ساتھ کانجی ہوس میں رہا ہوں +

۸۱

ایک چھوٹے لڑکے کو والدین ہمیشہ مدرسہ میں حاضر ہونے اور سبق یاد کرنیکی
تاکید کرتے تھے۔ مگر وہ ان باتوں سے بہت ناخوش ہوتا تھا۔ ایک روز پادری نے
اس سے پوچھا۔ کہ بابے تو گرجے میں جاکر کیا دعا مانگتا ہے۔ اس نے سادہ مزاجی
سے جوابدیا۔ کہ یتیم ہونے کی آرزو رکھتا ہوں +

۸۲

دیکھو آج کے اخبار میں لکھا ہوا ہے۔ کہ مسٹر شاک فوت ہوگیا۔ اور اخبار
والا لکھتا ہے۔ کہ مرحوم بڑا معتبر اور نیک مرد تھا۔ کیوں مسٹر فرینڈ ہم سے اس نے
کونسا کام بڑھ کر کیا تھا۔ اس نے جوابدیا۔ کہ مرنا۔ تم نے سنا نہیں۔ موئے بابے
کی بڑی بڑی آنکھیں +

۸۳

گاؤں کے ملانے ایک مراسی کو کہا۔ کہ تو نے فلاں شخص سے جو بکرا لیا تھا تو
پھر اس کو واپس نہیں دیا۔ قیامت میں جب تم دونوں روبرو ہوگے۔ تو خدا کے
حضور میں مالک کو کیا جواب دوگے۔ مراسی بولا۔ کہ کیوں مولوی جی بکرا بھی وہاں حاضر
ہوگا۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ تو مراسی کہنے لگا۔ پھر اچھا موقعہ ہاتھ آئیگا۔ بکرا کان سے
پکڑ کر کہونگا چودھری صاحب شکر ہے۔ آپ موقعہ پر آپہنچے۔ یہ اپنا بکرا لیجئے +

۸۴

ایک مجلس میں ایک جنٹلمین نے ایک لیڈی سے درخواست کی۔ کہ میں
آپ کے داہنے ہاتھ بیٹھوں۔ لیڈی نے جوابدیا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ قد پر بھی

بیٹھا کرتے ہیں۔ کرسی پر بیٹھو +

۸۵

ایک حضرت بنگالی بابو کو فارسی سیکھنے کا خبط چرایا۔ تو جھٹ آپ کسی مکتب میں جا بیٹھے۔ استاد نے بتایا۔ کہ ہاتھی کی فارسی ہے پیل اب بابو صاحب یاد کرتے ہیں پیل پیل ملنے ہاتھی۔ اس کا آگے بھی پوش ہوتا ہے۔ اور پیچھے بھی پوش ہوتا ہے !!

۸۶

کہتے ہیں۔ کہ ایک افغان نصیب کی یاوری سے رفتہ رفتہ عہدہ جلیلہ وزارت پر سرفراز ہو گیا۔ ایک روز آپ بسواری فیل سڑک پر چلے جاتے تھے۔ ناگاہ آپ کی برادری سے کوئی بھائی بند ادھر کو چلا آتا تھا۔ آپ کو اس تجمل و شوکت میں دیکھکر ایک درخت کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ جب آپ درخت مذکور کے مقابل پہنچے۔ تو اس نے باواز بلند کہا۔ بھائی السلام علیکم۔ آپ حیران ہو کر اس کا منہ تکنے لگے۔ وہ بولا کہ بھائی کو دھیان کہاں۔ آپ تو ہاتھی پر ہیں۔ ہم آپ سے بھی برتر بالائے درخت ہیں +

۸۷

ایک نوجوان پریزاد ہاتھ میں نکالے ہوئے چلی جا رہی تھیں ایک دل لگی باز نے حسرت سے کہا۔ کاش ہم بھی نکالا ہوتے۔ عورت بولی۔ ہر روز جوتے کھا کھا کر سیدھے ہوا کرتے +

۸۸

ایک شوقین کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا۔ کہ کیا اچھا ہوتا۔ جو میں کتاب ہوتی تاکہ تمہاری نظروں کے سامنے ہمیشہ رہا کرتی۔ اور تمام وقت جو کتاب کے مطالعہ میں صرف ہوتا ہے۔ اس کا لطف مجھے حاصل ہوتا۔ پیارے شوہر نے جل کر جواب دیا۔ کہ نہیں۔ تم بجائے کتاب کے جنتری ہوتیں۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ کہ میں ہر سال بدل ڈالا کرتا +

۸۹

کسی جلسے میں ایک جرمن صاحب بیٹھے ہوئے شیخی بگھار رہے تھے۔ کہ جرمنی زبان سب سے قدیم اور پاک ہے۔ چنانچہ بہشت میں حضرت آدم بھی یہی بولتے تھے۔ ایک ظریف مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بات کاٹ کر بولے۔ جب ہی بہشت سے نکالے گئے۔

۹۰

کسی زمیندار کے گھر میں طعام و عزت تھی۔ ایک مراسی بھی آیا۔ زمیندار نے شوربا اور روٹیاں اس کے آگے رکھدیں۔ میراسی نے جب دیکھا۔ کہ رکابی میں بوٹی کا نام بھی نہیں۔ زمیندار سے سوال کیا۔ کہ چودھری جی آج کیسی دعوت ہے۔ چودھری نے کہا گیارھویں کی۔ مراسی فوراً زمین چوم کر بولا۔ کہ قربان جایئے۔ جس نے بارہ برس بعد دریا سے کشتی نکالی۔ وہ دیگچہ میں بوٹیاں کیوں چھوڑنے لگا تھا۔ تمام ہنسے۔ اور مراسی کو عمدہ کھانا دیا گیا۔

۹۱

انگلستان کے ایک حکیم نے لکھا ہے۔ کہ جب بارش ہوتی ہے۔ تو کئی لوگ زن و مرد چھاتے لگا کر دوڑتے ہوئے آتے ہیں۔ غور سے دیکھو۔ کہ اگر مرد پر چھاتی کا بڑا حصہ ہے۔ اور عورت پر زیادہ ہے۔ تو سمجھو۔ ان کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ اور اگر عورت پر تھوڑا سایہ ہے۔ اور مرد پر زیادہ۔ تو جان لو۔ کہ وہ بیاہے ہوئے ہیں خوب۔

۹۲

ایک چھوٹی سی معصوم لڑکی جو راستہ میں اپنے چچا سے جدا ہو گئی ہے۔ ایک آدمی سے پوچھتی ہے۔ جی کیوں آپ نے کسی ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے۔ جو اکیلا جاتا ہو۔ اور اس کے ہمراہ کوئی چھوٹی لڑکی نہ ہو۔ اس شخص نے کہا کیوں نہیں اس سے کیا کام ہے۔ لڑکی بیچاری بسورتی ہوئی بولی کہ میرے چچا نے مجھے گم کر دیا ہے۔ اور میں نے سمجھا تھا۔ کہ اگر تم نے کسی آدمی کو جس کے ساتھ لڑکی نہ ہو دیکھا ہو۔ تو مجھے اس کے پاس پہنچا دو۔

۹۳

ڈاک خانہ کے پاس ایک لڑکا کھیل رہا تھا۔ ایک شخص نے اسے پوچھا کہ کیوں

میاں دیکھے تمنے یہاں ایک روپیہ پڑا پایا ہے۔ لڑکے نے کہا "اجی روپیہ اگر یہیں یہاں روپیہ پاتا۔ تو تم سمجھے۔ بتنگ کیوں لڑا پاتے ہیں شہر کی دوسری طرف ہوتا +

۹۴

ایک سب ایڈیٹر اپنے اخبار میں لکھتا ہے۔ کہ ہم اپنے اخبار کے تمام خریداروں سے جو قیمت پیشگی بھیجیں۔ یہ رعایت کر سکتے ہیں۔ کہ اگر وہ کسی اتفاقی حادثہ سے مرجائیں۔ تو ہم ان کے مرنے کی خبر مفت چھاپ دینگے۔ شاید سب خریداروں نے اس ترغیب پر تو قیمت پیشگی ہی دیدی ہوگی +

۹۵

ڈاکٹر۔ کمپاونڈر سے "کیوں جی! ہم نے وہ دوائی سفید سفوف مریض کو دس بجے دے دیا تھا؟" جناب دیدیا تھا۔ "اور وہ عرق ۱۱ بجے دیدیا تھا؟" "حضور نہیں" "کیوں رے! بیوقوف۔ تم ہمارا حکم نہیں مانتے۔ اچھا ہم تمہیں موقوف کر دیں گے۔" جناب کس کو عرق دیتا۔ مریض تو پونے گیارہ بجے ہی سدھار گیا تھا +

۹۶

اُستاد نے جماعت سے پوچھا۔ کہ تم آسان سوال بھی نہیں حل کر سکتے۔ آؤ میں تم کو سمجھاتا ہوں۔ فرض کیا۔ تم میں سے ۸ لڑکوں کے پاس ۴۸ آم ۳۲ شفتالو۔ انزو تھے تو تم میں سے ہر ایک کو کیا ملا۔ ایک لڑکا جھٹ سے ہی بول اُٹھا "ہیضہ مہلک"

۹۷

ایک سات سال کے بچے نے اپنے بوڑھے دادا سے پوچھا۔ کہ بابا تمہاری عمر کتنے سال کی ہے۔ اس نے کہا۔ ۷۸ سال کی۔ بچہ بول اُٹھا۔ کہ اجی تم مجھ سے صرف ۸۰ سال بڑے ہو۔ ادھو! تم کو تو میرے پیدا ہونے تک بڑا انتظار کرنا پڑا ہوگا +

۹۸

ایک میم نے اپنے شوہر سے پوچھا۔ کہ جان من اب تو تم گاہے ماہے ہی میرا بوسہ لیتے ہو لیکن شادی سے پہلے تو تم بوسے لیتے لیتے مجھے حیران کر دیتے تھے۔ شوہر بولا۔

"پیاری ہیں خود اس بات سے بے خبر نہیں۔اب میں آئندہ کے لئے ذخیرہ رکھتا ہوں
کہ کام آئیں +

۹۹

ایک مدرسہ میں ایک مسلمان عربی مدرس ہمیشہ کہا کرتا تھا۔ کہ جو شخص حساب
کتاب میں پورا اتریگا۔ وہی قیامت میں بہشت پائیگا۔ ایک لڑکا اس کی جماعت
کا ہمیشہ اس بات کو سنکر گھبراتا تھا۔ کیونکہ اپنی جماعت میں حساب کے مضمون میں
وہ ناقص تہا۔ اور اس لئے اس نے آئندہ کے لئے عربی کا گھنٹہ بھی حساب ہی کی نذر
کرنا شروع کیا۔ ایک روز عربی مدرس نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔ اس نے جوابدیا
کہ "جناب آپ جو فرمایا کرتے ہیں۔ کہ جو حساب کتاب میں پورے اتریں گے۔ وہی قیامت
کو بہشت کے وارث ہوں گے۔ اس لئے میں حساب سیکھنے میں زیادہ محنت کرتا ہوں۔

۱۰۰

ایک میم صاحب نے چپڑاسی سے کہا۔ کہ ہمارے بابا لوگ کے واسطے گدہا لاؤ۔
چپڑاسی سادہ لوح ایک کمہار کا گدہا جو پاس چر رہا تھا۔ پکڑ لایا تھا۔ میم صاحبہ نے
اوپر نیچے سب طرح دیکھکر کہا "ول یہ تو ساحب کا ماپھک ہے۔ ہمرا ماپھک لاؤ" یعنی
گدہی لاؤ +

۱۰۱

ایک کریہ صورت پادری صاحب وعظ فرما رہے تھے۔ کہ لوگوں نے اُن کا ایسا
مضحکہ کیا۔ اور کھلی اڑائی۔ کہ بیچارے وہاں سے چلتے ہوئے ایک صاحب نے ان سے
پوچھا۔ کہ وعظ کہتے نہ تھے۔ واپس چلے آئے ہو۔ پادری صاحب جلے ہوئے تھے کہنے
لگے۔ وہ سب سور ہیں۔ اور دوزخ میں جانے والوں سے ہیں۔ وہ شخص بولا جبھی آپ
ان کو وعظ میں بھائی بھائی کہہ رہے تھے +

۱۰۲

ایک نواب صاحب کا انتقال ہوا۔ اور ان کے صاحبزادہ بلند اقبال مسند ریاست

پر متمکن ہوئے۔ بہت کچھ خیرات کی۔ ایک روز ایک بینوا فقیر ایک مریل ٹٹو پر سوار دربار میں آ وارد ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ۔ نواب صاحب مرحوم خلف الصدق کے نام ایک پیغام لایا ہوں۔ آپ نے عالم رؤیا میں مجھے یہ فرمایا تھا۔ کہ میرے جانشین سے کہنا۔ کہ تم کو ایک عمدہ عراقی گھوڑا مع ساز و یراق کے دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت دیکر رخصت کرے۔ بیٹے نے کہا۔ اچھا صبر کرو۔ ہم رات کو قبلہ عالم سے دریافت کرلیں دوسرے دن بینوا نے عرض کی۔ کہ حضور میرا کام؟ نواب صاحب نے کہا۔ کہ ہاں رات کو حضور میرا کام؟ نواب صاحب نے کہا۔ کہ ہاں رات کو حضور مغفور سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس بینوا کا ٹٹو چھین کر کپڑے اتار لو۔ اور کوڑے مار کر نکلوا دو۔ اس لئے اب اس کی تعمیل ہوگی۔ بینوا نے کہا۔ کہ مجھے تو اس سے کچھ انکار نہیں مگر نواب صاحب مرحوم بڑے ولدالحرام تھے۔ کہ مجھے کچھ کہا۔ اور آپ کو کچھ کہدیا۔ نواب خاموش ہوگیا۔ اور اس کو خوش کرکے رخصت کیا +

۱۰۳

تماشاگاہ میں ایک یہودی لیڈی نے زور سے جمائی لی۔ ایک یورپین ڈاکٹر قریب بیٹھے تھے رو فرمانے لگے۔ کہ بی مجھکو نہ نگل جانا۔ لیڈی نے کہا۔ آپ اندیشہ نہ کیجئے۔ میرے مذہب میں سور حرام ہے +

۱۰۴

ایک انیری کسی کنوئیں میں گر گیا۔ اتفاقاً ایک بنیا بھی اس میں جا گرا۔ انیری نے بنئے سے کہا۔ تو کون ہے؟ بنئے نے کہا۔ میں بنیا ہوں۔ تم کیا کہتے ہو۔ اچھا ذرا ساگڑ تو دیجئے +

۱۰۵

ایک محفل میں شادیوں کا ذکر آیا۔ ایک پیر مرد بیساختہ بول اٹھا۔ کہ جی ہاں امسال لڑکیوں کی نسبت لڑکے زیادہ بیاہے گئے ہیں +

۱۰۶

ایک دائی چھوٹی (دس سال) کی لڑکی کو کہتی ہے۔ کہ دیکھو مٹی شکر نہ لینا۔ تمہاری اماں نہیں دیکھتی۔ مگر کوئی تو دیکھتا ہے۔ لڑکی اپنی معصومانہ سادگی سے کہتی ہے۔ ہاں میں جانتی ہوں۔ خدا دیکھتا ہے۔ مگر وہ تو اماں کو نہیں بتائیگا +

۱۰۷

ایک لکچرار صاحب نے اثنائے تقریر میں دیکھا۔ کہ سامعین میں سے اکثر اونگھ رہے ہیں۔ فرمانے لگے۔ حاضرین! میں مشکور ہوں۔ آپ نے بڑی توجہ سے میری گفتگو کو سنا۔ اور اس پر وجد کیا۔ اب میں آخیر کلام پر ان سب صاحبوں کو جو وجد میں نہیں گئے۔ زیادہ متوجہ کرنا چاہتا ہوں +

۱۰۸

ایک حضرت جاڑوں میں ہلکی سی رضائی دوہری کرکے سویا کرتے تھے کسی شخص نے کہا۔ کہ میاں اس رضائی میں سردی تو کیا جاتی ہوگی۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ اس میں تین پاؤ روئی ہے۔ جس دن سردی زیادہ ہوتی ہے۔ میں رضائی کو دوہری کر لیتا ہوں۔ اس ترکیب سے تین پاؤ روئی خاصی ڈیڑھ سیر ہوجاتی ہے +

۱۰۹

ایک حسین لیڈی اپنی تصویر کھچوا رہی تھی۔ اور یہ سمجھکر کہ منہ کا چھوٹا ہونا بہت بڑی خوبی ہے۔ یہ کوشش کی۔ کہ منہ چھوٹا اترے۔ اس واسطے منہ سکوڑنے لگی۔ مصور نے یہ عجیب طریقہ دیکھکر کہا۔ میڈم! آپ کیوں اتنی تکلیف کرتی ہیں۔ اگر کہئے۔ تو میں بے منہ کے تصویر بنادوں +

۱۱۰

ایک میراسی کو خواب میں کہیں سے بیل ملا۔ اسے لیکر گھر کو آرہا تھا۔ کہ کسی نے راستہ میں پوچھا۔ کیوں میاں میرزادے بیل بیچوگے۔ جواب دیا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ کیا لوگے۔ میراسی بولا۔ پچاس روپے لونگا۔ خریدار نے کہا۔ تین روپے کا بیل ہے۔ میراسی نے طیش میں آکر کہا۔ کیا میرا بیل تین روپے کا ہے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ دیکھا

یل ہے نہ خریدار۔ نہ تین نہ چار۔ بڑا غمگین ہوا۔ جھٹ آنکھیں بند کر لیں۔ اور ہاتھ
پھیلا کر بولا۔ بھلا تین روپیہ ہی دیجیا +

۱۱۱

ایک حکیم صاحب بڑے فخر سے ایک عام مجمع میں فرمارہے تھے۔ کہ بھلا کوئی شخص
ں کا میں نے معالجہ کیا ہے۔ نہ تو دے کہیں نے کسی تشخیص مرض یا معالجہ میں غلطی
ت۔ یہ سنکر ایک ظریف کہ اُٹھا۔ کہ ہاں حکیم صاحب بجا فرماتے ہیں۔ سچ ہے ؎

کس نکند چوں ورشکایت باز   برنیاید ز کشتگاں آواز

۱۱۲

نقل ہے۔ کہ جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے سوال کیا گیا۔ کہ اس کوہ نور ہیرے
کا جو آپ کے پاس لاثانی ہے۔ کیا قیمت ہے؟ تو اس بہادر راجہ نے جنگی جواب دیا۔
ہوتا۔ بس جس کے ہاتھ میں جوتا ہے۔ اس کے قبضہ میں کوہ نور ہے +

۱۱۳

جب نادر شاہ کے بیٹے کی شادی دہلی کے چغتائی بادشاہ کی لڑکی سے ہونے
ں ہتو نکاح کے وقت دلہن کے خاندان نے نادر کو کہلوا بھیجا۔ کہ آپ اپنی سات پشت
کے نام بتائیں۔ ہماری رسم ہے۔ کہ جب دلہن دولہا کی سات پشت کے نام سن لیتی
ہے۔ تو اسے منظور کرتی ہے۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ تو ابھی کل گڈریا تھا اتنی
ت سے تو شرمندہ ہوگا۔ کہ اس کی سات پشت میں ایک بھی صاحب تاج و تخت
ہیں گذرا۔ نادر نے یہ سنتے ہی کہا۔ "بروگوید نادر قلی ابن نادر۔ نادر ابن شمشیر ابن
شمشیر بن شمشیر۔ ہفت نہ بل تا ہفتاد پشت بگوئند +

۱۱۴

ایک شخص کی جورو بدخواہ اور بدصورت شدت سے بیمار ہوئی۔ قریب نزع اس نے
اپنے شوہر سے کہا۔ کہ مجھے اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہیں مگر اس بات کا غم ہے۔ کہ تم
میری فرقت میں کیونکر جیو گے۔ شوہر نے کہا۔ فکر تو یہ تھا۔ کہ تم زندہ رہتیں۔ تو میں

کیونکر جیتا +

۱۱۵

ایک ہوشیار وکیل نے ایک گواہ پر سوالات جرح کرتے ہوئے اُس کو کہا۔ کہ میں بدمعاش آدمی کو چہرہ سے دیکھکر معلوم کر جاتا ہوں۔ گواہ نے کہا۔ مجھے تو معلوم نہیں تھا کہ میرا چہرہ آئینہ کا کام دیتا ہے +

۱۱۶

ایک حکیم دنداں نے اپنا تجربہ مشتہر کیا۔ کہ جو عورتیں بہت باتیں کرتی ہیں۔ اُن کے دانت جلد جاتے رہتے ہیں۔ شاید کسی خاوندوں کی جماعت نے اس کو رشوت دیکر یہ بات مشتہر کرائی ہوگی +

۱۱۷

ایک دیہاتی نوجوان لڑکی نے اپنے عاشق کو کہا "جان جی اگر ہمیں خشک روٹی اور پانی بھی ملیگا۔ تو محبت سے اسی پر گذارہ کرینگے" بعد دعاشق نے کہا کہ "ہاں پیاری تم روٹی کما لیا کرو میں جوں توں کرکے کہیں نہ کہیں سے پانی تو لے ہی آیا کرونگا +

۱۱۸

ایک تجربہ کار بیڈی کا مقولہ تھا۔ کہ اگر کسی کو شوہر پسند کرنا ہو۔ تو ایسا آدمی پسند کرے۔ جو دیر میں کھانا پینے کے وقت بھی نہ گھبرائے۔ اسی بیڈی کا شوہر کہا کرتا تھا۔ کہ عورت قبول کرنے کے لئے یہ قاعدہ یاد رکھو۔ اور دیکھو۔ کہ کون عورت کھانا جلد اور وقت معین پر تیار کرتی ہے +

۱۱۹

ایک ماسٹر نے امتحان کے وقت شاگرد سے دریافت کیا۔ کہ کیوں سمندر میں طغیانی کبھی نہیں آتی۔ شاگرد نے جواب دیا۔ کیوں کہ خداوند کریم نے اس میں بہت سے اسفنج بو دیئے ہیں +

ایک لڑکا چھیچھڑے پہنے ہوئے بازار میں کھڑا رو رہا تھا۔ ایک رفیق القلب کریم النفس پاس سے گذرا۔ اور سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ میرا پیسہ یہاں گر گیا ہے۔ اس نے کہا۔ رومت۔ اور یہ لو پیسہ۔ لڑکا جیب میں ڈال کر پھر رونے لگا۔ اس نے پوچھا اب کیوں روتے ہو۔ لڑکا بولا۔ اگر اس وقت وہ بھی موجود ہوتا۔ تو اب دو پیسے جیب میں ہوتے +

۱۲۱

ایک سنگتراش کی دوکان کے پاس سے ایک ڈاکٹر گذرا۔ اور اس کو کام میں مصروف پاکر بولا۔ کہ شاید تم ہمیشہ دعا کرتے ہو۔ کہ اس کتبہ کے ختم ہوتے کوئی اور مرے۔ اور اس کی قبر کا کتبہ کھودوں۔ سنگتراش نے کہا۔ نہیں مجھے دعا مانگنے کی تو ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ جو معلوم ہوتا ہے۔ کہ فلاں شخص بیمار ہے۔ اور آپ اس کا علاج کرتے ہیں۔ تو مجھے یقین ہوجاتا ہے۔ کہ جلدی ہی مجھے اس کا کتبہ کھودنا پڑیگا +

۱۲۲

ولایت میں ایک میم صاحب نے تجارت کی دوکان کھولی۔ اور اس کے لئے تختہ لکھوایا۔ رنگ ساز نے بجائے مسز میں ایک ایس ہونے کے دو ایس غلطی سے لکھ دیئے (انگریزی میں قاعدہ ہے۔ کہ میاں کو مسٹر کہتے ہیں۔ اور بیوی کو مسز جو مسٹر کے بعد ایس کا حرف ایزاد کرنے سے لکھا جاتا ہے) میم نے پوچھا۔ کہ تم نے دو ایس کیوں لکھدیئے۔ رنگساز جو ظریف تھا۔ اس نے جوابدیا۔ کہ کیوں جناب کیا آپ کی دو شادیاں نہیں ہوئیں۔ پہلی شادی پر آپ مسز یک ایس تو ہوگئی تھیں۔ دوسری شادی پر مسز بدو ایس لکھنے میں کیا شبہ رہا +

۱۲۳

ایک جرمن پروفیسر کی نوجوان بیوی نے چاہا۔ کہ کسی طرح اپنے عالم خاوند کے خشک دل کو نرم کرے۔ اور اس لئے نہایت رقت آمیز گریہ وزاری شروع کی۔ اس کے رونے سے اتنا اثر ضرور ہوا۔ کہ شوہر نے مطالعہ کی میز سے سر اٹھا کر کہا۔ اب جاؤ۔

[illegible] نے دو آنسو بہا[illegible] سے فائدہ کیا۔ میں نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ بذریعہ حل و [illegible] کے اجزاء معلوم کئے ہیں۔ ان میں کسی قدر چونہ کا فاسفیٹ کسی قدر سوڈا کا کلورائیڈ ہوتا ہے۔ اور باقی صرف پانی ہے۔ عورت نے رونا بند کرکے پوچھا کہ للہ یہ ضرور بتلانا کس کے آنسو ایسے خالی (بے تاثیر) تھے +

۱۲۴

ایک پادری صاحب وعظ کہتے ہوئے سامعین سے کہنے لگے۔ کہ بتاؤ دنیا کی خوشی کی کیا قیمت ہے "۔ ایک سوداگر جسے نیند آگئی تھی۔ جاگ اٹھا۔ اور چلا کر کہا چار آنے فی درجن +

۱۲۵

ایک جج نے عدالت میں ایک بیرسٹر سے جو کسی مقدمہ کی پیروی کر رہا تھا۔ پوچھا کہ بیرسٹر صاحب فرض کیجئے۔ کہ ہم اور آپ گھوڑے اور گدھے ہوں۔ تو آپ کیا ہونا پسند کرینگے بیرسٹر نے کہا۔ کہ میں گدھا ہونا پسند کرونگا۔ کیونکہ عرصہ سے مجھے جوڈیشل لائن میں کسی عہدہ پانے کی فوراً خواہش ہے۔ اور اب تک جس قدر تجربہ مجھے بہم پہنچا ہے۔ اس کے اعتبار سے گدھے اکثر جج ہوتے ہیں +

۱۲۶

ایک مرتبہ مسٹر ہرلڈ ایک دعوت میں شریک تھے۔ میز پر ان کے ٹھیک سامنے ایک انتہا درجہ کی بدصورت صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر ہرلڈ نے حسن پرست آدمی دیکھتے ہی جل بھن کے کباب ہوگئے۔ مگر مجبور تھے کچھ کہنا ممکن نہیں تھا۔ اتفاقاً مسٹر ہرلڈ نے ایک گلاس اٹھایا۔ اور ٹوٹ گیا۔ ان کے سامنے والے حضرت سے رہا نہ گیا۔ کہنے لگے۔ کیا میرے دوست تم اب تک گلاس توڑا کرتے ہو۔ لیتہ لڑکپن لڑکپن میں مجھ سے بھی گلاس ٹوٹا کرتے تھے۔ مگر اب نہیں۔ ہرلڈ بھرے ہوئے تو بیٹھے ہی تھے۔ کہا کہ شفق تم جب گلاس (آئینہ) دیکھا کرو۔ توڑ ڈالا کرو +

۱۲۷

ایک مہاجن نے کسی شخص پر قرضہ کی بابت جب اصل پر سود بڑھانا شروع کیا تو وہ شخص بہت پریشان ہوا۔ اور کوئی عذر نہ کر سکا۔ کچھ دیر سوچ کر کہا۔ کہ دسمبر کا مہینہ ہے۔ ان دنوں دن بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ تو دراصل دن کی قیمت جس کی بابت تم سود شمار کرتے ہو۔ کم ہونی چاہئے +

۱۲۸

ایک جگہ گھوڑوں کے کرایہ کا نرخ اس طرح لکھا جاتا تھا لمبی دم کے گھوڑے فی ہفتہ عہ۔ چھوٹی دم کے گھوڑے فی ہفتہ عہ۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ بڑی دم والا مکھی دم سے ہانک لیگا۔ اور تھوڑے عرصہ میں دانہ کھا کر فارغ ہوگا۔ اور کام پر مستعد ہوجائیگا۔ مگر چھوٹی دم والا اپنی گردن بار بار پھیریگا۔ اس میں وقت زیادہ خراب ہوگا۔ اور دیر میں دانہ کھا کر فارغ ہوگا۔ اور کام کریگا +

۱۲۹

ایک مرد نیلسوف نے توبہ کی۔ اور دعائے توبہ پڑھتے ہی داڑھی منڈوا ڈالی لوگوں نے کہا۔ اے مرد توبہ کرتے دیر ہوئی۔ اور داڑھی منڈواتے دیر نہ ہوئی۔ اس نے کہا۔ کہ یہ داڑھی زمانہ معصیت کی تھی +

۱۳۰

ایک انگریز نے کسی پادری سے کہا۔ کاش آپ سینٹ پیٹر ہوتے۔ اور بہشت کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہوتیں۔ تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ اس وقت آپ خوشی سے مجھے اندر جانے دیتے۔ اس نے کہا۔ کہ مجھ سے آپ کس طرح ایسی بے ایمانی کی امید رکھ سکتے ہیں +

۱۳۱

ایک شخص حنفی المذہب مسلمان جو کہ پکا مقلد تھا۔ ایک روز طنزاً کسی مجمع میں کہہ رہا تھا۔ کہ وہابی (جس سے اس کی مراد اہل حدیث کی تھی) ایسے ناپاک ہوتے ہیں۔ کہ جس چیز کو وہ ہاتھ لگاتے ہیں جلانے کے قابل ہوجاتی ہے جس مسجد

ہیں صف پر نماز پڑہیں۔ وہ سب سو ختنی ہوتی ہے۔ اتنے میں ایک وہابی بہی اس کے پاس جا بیٹھا۔ اور اس کی داڑہی کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ کہ دیکھیے میں وہابی ہوں۔ اس ریش مبارک کو آگ دکھلایئے ٭

۱۳۲

ایک بادشاہ کی آنکھوں میں درد تھا۔ حکیم نے آکر تلووں میں مہندی ملوائی ایک خواجہ سرا نے کہا۔ کہ اے حکیم بادشاہ کی آنکھوں میں درد ہے۔ اور تو تلووں میں مہندی ملواتا ہے۔ بہلا آنکھوں کو تلووں سے کیا نسبت ہے۔ حکیم نے جواب دیا۔ کہ جو نسبت انثیین کو تیری ٹھوڑی سے ہے یعنی انثیین کاٹنے سے ایک بال تیری ٹھوڑی پر نہ نکلا۔ بادشاہ ہنسا۔ اور حکیم کو انعام دیا ٭

۱۳۳

ولایت میں قاعدہ ہے۔ کہ لوگوں کو بہت بڑے حق الخدمت دے کر اخبارات والے مضامین یا داستانیں لکہواتے ہیں۔ اور جو لوگ بڑے مشہور لکہنے والے یا عالم ہوتے ہیں۔ اگر ان کی تحریریں معمولی بہی ہوں۔ تو وہ بہت اعلے اور قیمتی سمجہی جاتی ہیں اسی طرح ایک مرتبہ ایک ایڈیٹر نے ایک مشہور فسانہ نگار کو لکہا۔ کہ آپ ہمارے اخبار کے لئے ایک فسانہ لکہیں۔ ہم آپ کو اس کے عوض میں تین سو ڈالر دیں گے مگر اس رقم میں پانچ ڈالر تو فسانہ کی معمولی اجرت سمجہیے۔ اور ۲۹۵ ڈالر اپنے نام کی قیمت تصور فرمایئے۔ فسانہ نگار صاحب لکہتے ہیں۔ کہ فسانہ لکہنے کی تو مجہے فرصت نہیں۔ لیکن نام میرا جہاں چاہو۔ استعمال کرلو۔ اور اس لئے فسانہ کی قیمت ۵ ڈالر وضع کر کے باقی ۲۹۵ ڈالر مجہے بہیجدو ٭

۱۳۴

بہائی وقار! مگر پتی کے جو تم اس درجہ شوقین اور دلدادہ ہو۔ تو پارٹ دی بیوں نہیں کر لیتے۔ جو وہ اس مشاطہ گری کو خوب انجام دیگی۔ اور تم زحمت سے بچ گئے۔ واہ حضرت واہ! معلوم ہوا۔ کہ آپ میری باتوں ہی کے نہیں۔ بلکہ سر کے بہی دشمن ہیں!!

معاف کیجئے بیوی! اس لئے کہ جہاں تک مجھے تجربہ ہوا ہے ع خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
میں نے تو اکثر چوبدو والوں کو ٹانٹ چپلی ہو جانے کے بعد گنجا ہی دیکھا ہے +

۱۳۵

ایک مرتبہ ایک خود مختار مشرقی سلطان نے اپنے اہل دربار سے سوال کیا۔ کہ کیا میں بڑا یا میرا باپ بڑا بادشاہ تھا۔ کسی کو مجال نہ تھی۔ کہ کوئی اس کے باپ کی اس پر فوقیت رکھتا۔ لیکن ایک سال خوردہ وزیر اس اثنا میں بول اٹھا۔ کہ قبلہ عالم آپ کا باپ آپ سے بڑا تھا۔ اگرچہ اس میں کوئی بات آپ سے اعلیٰ نہ تھی۔ لیکن ایک نہایت ہی لائق بیٹا پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ کہ جس کی مثال آپ کے پاس نہیں۔ بادشاہ نے فی الفور اس کی عزت افزائی کی +

۱۳۶

ایک شخص نے جیلخانہ میں جا کر ایک قیدی کو کہا۔ کہ بڑا افسوس ہے۔ تمہارے بیان زبی آدمی یہاں ہو۔ اس نے کہا جی میں مسجد میں جانے کا قصوروار ہوں۔ اس نے دریافت کیا۔ کہ وہ کیسے؟ کیا کوئی کسی کو مسجد میں جانے سے بھی گرفتار کرتا ہے۔ قیدی بولا۔ کہ نہیں۔ کہ مجھ پر جوتیاں چرانے کا الزام لگایا گیا تھا +

۱۳۷

ووڈن (جس کی شادی چھ مہینے قبل اینگلنیا سے ہوئی ہے) "کیوں جانن تم نے اس جوان آدمی کو دیکھا جو بالکل اداس بیٹھا ہوا ہے؟" اینگلنیا "ہاں اس کی اداسی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے کوئی بہت بڑا رنج پہنچا ہے" ووڈن "ہاں پیاری سچ مچ کہتی ہو۔ ابھی دن کا عرصہ گذرا۔ کہ وہ کمبخت ایک اعلیٰ درجہ کی خوبصورت لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا" اینگلنیا "شاید وہ لڑکی کسی اور دوسرے سے پھنس گئی ہو؟ کیسے غضب کی بات ہے۔ شاید وہ مر گئی ہو؟ کیوں صاحب کیا بات ہے" ووڈن "بیگم ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ بلکہ اس لڑکی کی شادی چھ مہینے کا عرصہ ہوا۔ کہ ایک اور شخص سے ہو گئی" اینگلنیا "ووڈن تم بڑے پاجی ہو"

۱۳۸

ایک چھوٹا لڑکا جو بڑے بھائی کے اترن پہنا کرتا تھا۔ ایک روز اپنی ماں سے کہنے لگا۔ کہ اماں جان جب بڑے بھائی مرجائیں گے۔ تو ان کی بیوی سے میری شادی ہوگی +

۱۳۹

ایک صاحب اپنی معشوقہ سے فرط محبت میں فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہارے عشق میں مجنوں سودا ہوں معشوقہ بھی تنہیں طبیعت دار فرماتی ہیں۔ اس امر کو تو اباجان سے فرمایئے۔ وہ پاگل خانے کے ڈاکٹر ہیں +

۱۴۰

احمد علی (اپنے دوست محمد کریم سے مخاطب ہوکر) بھائی صاحب آجکل بہت تنگی ہے۔ آپ براہ بندہ نوازی ایک روپیہ قرض دیجیئے۔ (محمد کریم) آپ کے پاس ایک سونے کی انگشتری ہے۔ اور اس میں ایک بیش بہا ہیرا جڑا ہوا ہے۔ اس کو رہن رکھکے آپ کیوں نہیں روپیہ حاصل کرتے (احمد علی) اس کو تو میں نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ وہ میری چچی مرحومہ کی یادگار ہے (محمد کریم) آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ روپیہ تو میرے والد آنجہانی کی یادگار ہے +

۱۴۱

ایک دہقان گواہی کے لئے عدالت میں پیش ہوا۔ (وکیل مخالف) تم قسم سے کہو کہ سچ کہونگا (دہقان) ہاں منہ سے کہتا ہوں سچ کہونگا۔ (وکیل) تم نے جو دیکھا ہو وہ بتلانا جو سنا ہو وہ بیان نہیں کرنا (دہقان) بہتر۔ (وکیل) تمہارا نام کیا ہے (دہقان) چپ رہا (وکیل) اجی تمہارا نام کیا ہے۔ کیوں نہیں بیان کرتے (دہقان) اجی اتنا شعور بھی نہیں۔ کہ نام میرا دہقان ہے۔ میں نے اپنا نام کبھی نہیں دیکھا۔ تم نے کہا تھا۔ کہ سنا ہوا بیان نہ کرنا۔ سو چپ ہوں +

۱۴۲

چار شخص بے روزگار صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے روبرو گئے۔ آپ۔ تو تم

کا جولاہا۔ دوسرا تیلی۔ تیسرا دھوبی۔ چوتھا سید تھا۔ صاحب بہادر نے حکم دیا کہ بہتر ہے
ان کے نام امیدواروں میں لکھے جائیں۔ محرر منشی نے لکھنا شروع کیا۔ جولاہے نے
اپنی ذات شیخ بتلائی۔ اور تیلی نے پٹھان اور دھوبی نے سید بیان کیا۔ اور جب سید صاحب
سے دریافت کیا۔ تو آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے خدا ہی لکھ لو +

۱۴۳

ایک بانوا فقیر کسی پنساری کی دوکان پر پہنچکر کہتے ہیں۔ کہ بچہ ایک پیسہ کی الائچی
لینے دے (پنساری) باوا جی چھوٹی دوں یا بڑی (باوا) کیوں فقیروں سے حجتیں کرتا
ہے۔ بڑی چھوٹی کا کیا ذکر۔ روٹی کا آدم چاہئیے۔ پھر باوا صاحب لکڑی والے کی
دوکان پر پہنچکر فرماتے ہیں۔ کہ بچہ ایک پیسہ کی لکڑی فقیر کو اٹھا دے (دوکاندار) گورو
جی تمہارا کیا نام ہے (فقیر) نام تو پیدا کرنے والے کو معلوم ہے۔ پر مجھکو لکڑشاہ کہتے
ہیں (دوکاندار) گورو جی مجھکو لوگ کلہاڑی شاہ کہتے ہیں (فقیر) تو بچہ میں وہ لکڑشاہ
نہیں۔ جو کلہاڑی کے آگے رہتے ہیں۔ میں وہ لکڑشاہ ہوں۔ جو اس کے پیچھے
پھرتا ہے۔ یعنی دستہ +

۱۴۴

ایک شخص کے گھر میں موقع پاکر رات کو چور گھسے۔ اور بہت تلاش کی۔ مگر کچھ ہاتھ
نہ آیا۔ اتنے میں اتفاق سے مالک کو خبر ہوگئی۔ آہٹ پاکر چور بھاگ گئے۔ صبح مالک مکان
کے ایک دوست آکر پوچھنے لگے۔ کہ کیا کیفیت گذری۔ جواب دیا۔ کہ کیفیت کیا کہیں ہماری
بے عزتی ہوگئی۔ چور کہتے ہونگے۔ اتنے بڑے نامور آدمی ہیں۔ ان کے گھر سے تو خاک
بھی نہیں نکلا +

۱۴۵

ایک دن بادشاہ نے حکیم خاقانی کو اپنے پاس بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دی۔ اور
اپنے ارکان دولت کو حکم دیا۔ کہ تم سب میرے اردگرد بیٹھ جاؤ۔ حکیم خاقانی کوئی جگہ
سوائے نعلین کی جگہ کے بیٹھنے کے واسطے نہ پائیگا۔ تب دیکھیں گے۔ کہ حکیم کیا کہتا

ہے اسی اثنا میں حکیم مذکور آگیا۔ اور بیٹھنے کے لئے جب کوئی جگہ سوائے نعلین کے نہ پائی۔ تو اسی جگہ بیٹھ گیا۔ اور چونکہ بہت حاضر جواب تھا۔ بیٹھتے ہی یہ شعر پڑھا ؎

چوں فرو تر نشست خاقانی ۔ تہ مراغ و درنے نتا ادب است
قل ہو اللہ کہ وصف خالق ہست ۔ زیر تبت یدا ابی لہب است

۱۴۶

سکاٹ لینڈ کے ایک قصبہ میں ایک مرتبہ ایک گرجا ازسرنو تعمیر کرنے کی تجویز ہو رہی تھی۔ ایک دولتمند شخص نے کہا۔ کہ نئے گرجا کی ضرورت نہیں۔ صرف مرمت کافی ہے اس میں پانچ پونڈ چندہ دیتا ہوں۔ کہتے ہیں چھت سے کچھ مٹی اس پر آپڑی۔ کہ جس کے گرتے ہی وہ بول اٹھا۔ کہ اوہ مکان زیادہ خراب ہے میں پچاس پونڈ دیتا ہوں۔ ایک صاحب نے پاس سے کہا۔ کہ یا خدا ان کی پشت پر دیوار گر پڑے۔ اور بھی چندہ کی رقم بڑھ جاوے +

۱۴۷

مجسٹریٹ (مجرم سے) تم بہت عرصہ کے بعد نظر پڑے (مجرم) ہاں چھ مہینے سے میں قانون کا سخت پابند ہوں (مجسٹریٹ) ٹھیک خوب یاد آیا۔ تم کو تو میں نے گوشت چرانے کے جرم میں چھ مہینے کو جیلخانہ بھیجا تھا۔ اچھا اس دفعہ سال بھر کو وہاں جائیے

۱۴۸

باپ نے تسمہ نکال کر بیٹے سے کہا۔ یہاں آؤ۔ تو ذرا اس کا مزا چکھو۔ **لڑکا** باواجان میں نے تو کچھ نہیں کیا ہے۔ **باپ** تب ہی تو میں تمہیں سزا دیتا ہوں۔ کیونکہ تم نے کچھ نہیں کیا +

۱۴۹

ایک شخص نے مسٹر آر کی لڑکی سے شادی کرنی چاہی۔ جمہاب کا عندیہ دریافت کرنے کی غرض سے کہ آیا کتنی آمدنی تک وہ اس کے ساتھ شادی کر دیگا۔ اس سے اس طرح گفتگو شروع کی **شخص**۔ کیوں جناب شادی کر کے بآرام بسر کرنے کو کتنا ہی

کافی ہوتی ۔ مسٹر آر ۔ سوچ کر جب میں نے شادی کی تھی ۔ تو میری آمدنی دو سو پونڈ
تھی ۔ میں نے تو خوب چین سے بسر کی ۔ **شخص** (اپنے دل میں خوش ہو کر) ہاں!
مسٹر آر ۔ میں نے ایک مفلس عورت سے شادی کی تھی ۔ البتہ اگر مس فننگ یا مس
جیٹ یا کوئی امیر عورت سے شخص اپنی لڑکی سے شادی کرتا ۔ تو کسی طرح دو ہزار پونڈ سے
کم آمدنی کافی نہ ہوتی +

۱۵۰

ملک برازیل واقع جنوبی امریکہ میں بھیک مانگنا معیوب نہیں ہے ۔ کوئی گھوڑے
پر کوئی خچر پر کوئی پالکی میں بیٹھ کر بھیک مانگتا ہے ۔ ایک سیاح کا بیان ہے ۔ کہ میں نے
دیکھا کہ ایک شخص جس کو دو غلام ایک پالکی میں لئے جا رہے تھے مجھے ملے ۔ اور
وہ مجھ سے خیرات مانگنے لگا ۔ میں نے کہا ۔ اپنے غلام کیوں نہیں بیچ ڈالتے
اس فقرہ پر تیوری بدل کے اور بہت بگڑ کے بولا ۔ کہ حضرت میں نے تو آپ سے بھیک
مانگی تھی مشورہ تو نہیں طلب کیا تھا +

۱۵۱

ایک درویش مجرم کو سیاہ فام کوتوال نے منہ کالا کر کے شہر میں پھرانے کا حکم دیا
درویش نے کہا ۔ کہ کوتوال میرا آدھا منہ کالا کرو ورنہ لوگ مجھے کو کوتوال خیال کرینگے
کوتوال ہنسا ۔ اور اس کی تقصیر معاف کر دی +

۱۵۲

ایک لاش کی تحقیقات ہو رہی تھی ۔ اور لوگ اس کی شناخت کے لئے موجود
تھے ۔ ایک شخص نے کہا ۔ کہ میرے فلاں دوست کی لاش ہے ۔ جو تین ہفتہ سے غائب
ہے ۔ پولیس افسر نے پوچھا ۔ کہ کوئی نشان شناخت بھی بتلا سکتے ہو ۔ گواہ نے
کہا ۔ کہ مرحوم ہکلا تھا ۔ اور ہر بات میں لکنت کیا کرتا تھا +

۱۵۳

ایک مولوی صاحب سے ایک جاہل بحث کر رہا تھا مولوی صاحب نے طیش

ہیں آکر فرمایا۔ چل جاہل میں نے آجتک تم سے بڑا بیوقوف نہیں دیکھا۔ نائب نے نہایت تحمل سے بولا یا حضور دوبارہ سخن کر فرمایئے۔ آپ اپنے آپ کو تو بھول ہی گئے ہیں

۱۵۴

ایک گدا نے ایک بیہودہ گو سے سوال کیا۔ اس نے کہا۔ تم پیسے کیوں مانگتے ہو۔ نیک خصائل مانگا کرو۔ فقیر نے جواب دیا کہ جو کسی کے پاس نظر آتا ہے اسی کا اس سے سوال کیا جاتا ہے +

۱۵۵

سلطان محمود عید کی تقریب میں وزرا و امرا کے لئے خلعت تجویز کر رہے تھے جب ایک ظریف کی نوبت پہنچی۔ فرمایا اس کو پالان دیدو۔ جبتک سب لوگ خلعت حاصل کر کے فارغ ہوئے۔ ظریف نے کندھے پر پالان رکھ کر کہا کہ عنایت سلطانی میرے حال پر جس قدر مبذول ہے۔ اس پر قیاس کرو۔ عوام کو خلعت خزانہ خاص سے دیئے اور اپنا لباس خاص مجھے عطا فرمایا ہے +

۱۵۶

رئیس۔ کل جو گھوڑا میں نے تم سے خریدا ہے کچھ کھاتا پیتا نہیں۔ اور سست کھڑا رہتا ہے۔ کچھ مشورہ دو"

تاجر اسپاں۔ میری طرح آپ بھی جہاں تک ممکن ہو جلد کسی کے سپرد کیجئے اس سے بہتر کوئی مشورہ نہیں +

۱۵۷

ایک شخص نے ایک دوست سے پوچھا۔ کیا وجہ ہے۔ تم اس قدر محنت کرتے ہو مگر بوڑھے ہونے میں نہیں آتے۔ دوست بولا کہ کیا کروں۔ مجھے فرصت نہیں ملتی +

۱۵۸

ایک شخص نے اپنے دوست کو کچھ قرضہ دیا۔ دوست نے شکر گذاری میں معمولی

الفاظ کہے۔ کہ "میں تمہاری اس مہربانی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مناسب لفظ نہیں پاتا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ نہیں یہ تو آسان بات ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ اور لکھ دو۔ کہ میں تیس روز کے بعد یہ روپیہ ضرور ادا کر دونگا +

۱۵۹

ایک اجنبی نے ایک حجام کے شاگرد کو کہا۔ ٹھیرو۔ ٹھیرو۔ اب تم نے میری ٹھوڑی پر دو مرتبہ زخم لگایا ہے۔ اس طرح تو تمہارے سب گاہک پھر جائینگے۔ لڑکا بولا۔ کہ نہیں۔ میں پکے گاہکوں کو نہیں مونڈتا۔ اجنبی لوگوں کی حجامت کرتا ہوں +

۱۶۰

باپ - بیٹا! میں نے سنا ہے۔ کہ تم نے اپنی ماں کو چند جھوٹی باتیں بتلائی ہیں مجھے یہ سنکر سخت رنج ہوا ہے۔ ہمیشہ سچ بولا کرو۔ خواہ تم کو سچ بولنے سے تکلیف ہی پہنچے مجھ سے وعدہ کرو۔ بہت بہتر جناب۔ لڑکے نے کہا۔ اتنے میں کسی نے باہر کے دروازے پر دستک دی۔ باپ نے کہا "بیٹا دیکھو۔ باہر کون بلاتا ہے۔ اگر انکم ٹیکس کا پیادہ ہے۔ تو کہدینا۔ کہ باپ گھر میں نہیں +

۱۶۱

دو شخص جنگل میں چل رہے تھے۔ کہ اتفاقاً راستہ میں انہوں نے ایک کلہاڑی پڑی پائی۔ ایک ان میں سے دفعتاً بول اُٹھا۔ کہ "میں نے کلہاڑی پائی ہے" اس کا ساتھی بولا۔ کہ بھائی "میں" ایسا تو مت کہو۔ کہو "ہم نے کلہاڑی پائی ہے" اسی حص بیص میں کلہاڑی کا مالک پیچھے سے آنکلا۔ جس نے پہلے کلہاڑی پکڑی تھی اس نے کہا "ہم پکڑے گئے" ساتھی بولا۔ ایسے مت کہو۔ اب کہو "میں پکڑا گیا" +

۱۶۲

تین بیوقوف ایک دریا پر کھڑے تھے۔ ایک نے پوچھا۔ کہ اگر پانی میں آگ لگ جائے تو مچھلیاں کہاں جاویں۔ دوسرے نے جواب دیا۔ درختوں پر چڑھ جاویں۔ تیسرا بولا واہ یہ بھی کوئی گائے بھینس ہوئیں۔ جو درختوں پر چڑھ جاویں +

۱۶۳

ایک چھوٹے بچے نے سپاہیوں کی ایک پلٹن کو گذرتے دیکھ کر اپنی اماں جان سے کہا " اماں یہ لوگ کھیلتے نہیں - تو پھر کس کام کے ہیں +

۱۶۴

ایک شخص نے ۴۰ سال کی عمر تک بیوی کی تلاش کی - اور آخر ایک معمولی عورت سے شادی کر لی - اس کی مثال اس شخص کی ہے جو دو گز نالی پھاندنے کے لئے تین کوس سے دوڑتا ہے +

۱۶۵

ایک صاحب نے اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہا - اور اس سے ناراض ہو کر چلا گیا دوسرے روز وہ اپنے میکے چلی گئی - اور وہ صاحب بھی چند روز کے بعد وہاں پہنچا - اور بہ منت اپنی بیوی سے درخواست کی - کہ اگر تم مجھے ایک سرٹیفکیٹ لکھدو - کہ جس سے یہ معلوم ہو - کہ میں نے تم کو دو سال محبت اور عزت سے رکھا ہے - تو اس کو میں کسی اور لیڈی کو دکھلا کر شادی کی ترتیب دے سکوں +

۱۶۶

ایک نامہ نگار ایک اخبار کو لکھتا ہے - کہ میری خوش دامن صاحبہ مذاق بالکل نہیں سمجھتیں - دو تین روز کا ذکر ہے - کہ میرا چھوٹا لڑکا ایک چونی نگل گیا تھا میں نے لکھا - کہ وہ چاندی کھانے لگا ہے - اس کے جواب میں انہوں نے ایک چٹھی لکھی - جس کا آخری فقرہ یہ تھا - کہ کیا لڑکے کو ابھی مالی مشکلات سے نجات ملی ہے یا نہیں -

۱۶۷

ایک منشی صاحب کو ایک ہوشیار نوکر کی تلاش تھی - آخر ایک نوکر مل گیا مگر اس نے یہ شرط کر لی - کہ مجھے عادت ہے - جو سودا خریدونگا - اس میں روپیہ کے بارہ آنہ چھوڑونگا - منشی صاحب نے کہا - یہ کونسی بات ہے - کیا ہم اندھے ہیں - تم ہم سے ایک کوڑی نہیں لے سکتے - مگر نوکر غضب کا عیار تھا - جو سودا بازار سے

لاتا جس طرح ہو سکتا۔ روپیہ سے چار آنہ اٹھا لیتا۔ منشی صاحب بہتیری احتیاط کرتے مگر وہ پتہ نہ لگنے دیتا۔ ایک روز منشی صاحب نے ایک روپیہ دے کر کہا۔ کہ ہمارے بھتیجے کا نام محسن ہے۔ اس کے نام کی مہر فلاں مہرکن سے جس کے چار آنہ فی حرف مقرر ہیں کندہ کرا لو۔ اور دل میں کہا کہ دیکھیں اس روپیہ سے کہ کس طرح بچا سکتا ہے۔ نوکر ہوشیار تو نہایت تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک عمدہ تدبیر سوجھی۔ اور اسی مہرکن سے کہا۔ کہ ہمارا نام ہے بخش یہ کندہ کر دو۔ مگر جب تک ہم نہ آویں۔ نقطے وغیرہ نہ کھودنا۔ جب مہرکن نام کھود چکا۔ تو نوکر آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ ہمارے خ اور ش کے چھ نقطے تمہاری طرف باقی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک نقطہ ش کے دائرے میں ڈال دو۔ باقی پانچوں نقطے ہم تم کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب مہرکن نے وہ نقطہ ڈالا۔ تو بخش سے محسن بن گیا۔ اور نوکر مہر سے بھی چار آنہ اڑا گیا۔

۱۶۸

مسٹر جارج نے ولیم سے پوچھا "کیوں صاحب سارا سال ختم ہوا۔ آپ کی سالگرہ نہ آئی" ولیم نے کہا "اس سال میری سالگرہ نہ تھی" جارج نے حیران ہو کر پوچھا "کیا سارے سال میں سالگرہ کا دن نہیں آیا۔ ولیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ایک سال کیا۔ تین سال تک نہیں آئیگا۔ کیونکہ میں ۲۹ فروری کو پیدا ہوا تھا۔ اور اب ۱۹۳۳ء ہے +

۱۶۹

ایک اندھا اندھیرے میں چشمہ پر پانی پینے چلا۔ ایک ہاتھ میں برتن اور دوسرے ہاتھ میں چراغ تھا کسی نے پوچھا۔ کہ جب قدم تو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ چراغ لے جانے کے کیا معنی۔ اندھے نے جواب دیا۔ کہیں تمہارے جیسے بیوقوف تو مجھ سے ٹکر کھا کر میرا برتن نہ توڑ دیں +

۱۷۰

ایک بوڑھے کلرک صاحب میز پر ادھر ادھر اپنا قلم ڈھونڈتے تھے۔ اور ملتی نہ

تھی۔ آپ غصہ میں آکر چلا اُٹھے "کسی بیوقوف نے میرا قلم رکھدیا" اتنے میں ان کا ہاتھ اپنے کان پر پڑا۔ اور وہاں سے قلم مل گیا۔ شرمندہ ہوکر اپنی پہلی عبارت کو یوں جاری رکھتے ہیں "میرا خیال تھا۔ ایسا کرتا"+

۱۷۱

وکیل نے مدعا علیہ سے کہا کہ تم نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ "مسٹر چارلس تمہارا دور کا رشتہ دار ہے" مدعا علیہ۔ ہاں صاحب سچ ہے۔ وکیل" بھلا تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے" مدعا علیہ "وہ میرا بھائی ہے" وکیل خفا ہوکر "اور یہ دور کا رشتہ ہوا دیکھو مقدمہ خراب کرتے ہو" مدعا علیہ "بیشک صاحب دور کا تو ہے اگر بھائی ہوا تو کیا ہوا۔ وہ رہتا چین میں ہے"+

۱۷۲

ایک تھیٹر کا پردہ آدھا گر کر اٹک گیا۔ ہرچند کل سے گرانے کی کوشش کیگئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تماشاگاہ میں حاضرین کے سامنے مردہ کی لاش کا سوانگ پڑا تھا۔ پردہ کی یہ حالت دیکھکر مردہ صاحب اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اور یہ کہکر پردہ گرانے لگے "ہائے قبر میں بھی جاکر آرام نہیں ملتا۔ اور اُٹھنا پڑتا ہے"+

۱۷۳

باپ "بیٹا، تم لوگ جو کچھ دسترخوان پر دیکھتے ہو۔ ناک بھوں چڑھا کر کھاتے ہو ہم جب تمہاری عمر کے تھے۔ تو خشک روٹی شکم سیر پاکر شکر کرتے تھے" چھوٹا بچہ چھ سال کا "تو بابا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب سے تم ہمارے ساتھ آرہے ہو۔ تمہاری مزے سے گذرتی ہے"+

۱۷۴

ایک پادری صاحب ایک مرتبہ حسب دستور جیلخانہ کے اندر قیدیوں کو نماز پڑھانے گئے۔ ایک قیدی سے پوچھا۔ کہ تم کس جرم میں ماخوذ ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہیں "نقلی چیزوں کو دھوکے سے اصلی بتلا کر بیچتا اور روپیہ کماتا تھا" پادری صاحب نے

فرمایا۔ کہ خیر اب تو تم امید ہے۔ کہ یہاں ایک بادیانت ایماندار آدمی ہو جاؤ گے اور جب نکلو گے۔ نیک بخت شہری بن جاؤ گے۔ ہاں بتلاؤ۔ تو یہاں کیا کام کرتے ہو جناب یہاں تو کاغذ کے جوتوں کے تلے بناتا ہوں۔ جو کہ شرطی خالص اور عمدہ چمڑے کے نام سے فروخت ہوتے ہیں +

۱۷۵

دوران بحث میں ایک صاحب نے گرم ہو کر اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور کہا میں اپنی عزت کا دیندار محافظ ہوں" دوسرے صاحب نے کہا "میں آپ کو ایسے عمدہ پر تعینات ہونے سے مبارکباد دیتا ہوں +

۱۷۶

پیارے جارج خدا خیر کرے۔ آج ایسے غمناک اور اداس کیوں ہو" میری پیاری افسوس ہے۔ میں آج خوش نہیں ہو سکتا" میرے پیارے پھر بھی اس افسوس کو شریک رنج تو کرو" پیاری کیا کہوں نئی جوتی بہت کاٹتی ہے"+

۱۷۷

ایک عجائب گاہ کے دروازہ پر ایک افسر تعینات تھا۔ کہ کسی تماش بین کو چھڑی اندر نہ لیجانے دے۔ اتنے میں ایک بھلا مانس جیبوں میں ہاتھ ڈالے دروازہ سے گزرنے لگا۔ اس روشن دماغ افسر نے کہا۔ کہ چھڑی ہمارے پاس رکھتے جاؤ وہ بولا میرے پاس کوئی نہیں۔ جواب ملا۔ تو بھی جاؤ۔ اور میرے پاس لا کر رکھدو +

۱۷۸

سر والٹر اسکاٹ انگلستان کے ایک مشہور فسانہ نگار گذرے ہیں۔ ایک دفعہ چند دوستوں کے ہمراہ سیر و شکار کے لئے نکلے تھے۔ کہ جھاڑیوں میں ایک دوست کی بھری ہوئی بندوق الجھ گئی۔ اور دفعتاً چل گئی۔ گولی سیدھی سر والٹر کی ٹوپی کو چھیدتی ہوئی نکل گئی۔ ہمارے فسانہ نگار نے اپنی معمولی خندہ پیشانی سے کہا میرے پیارو بھولی کے قانون مجھے بند کر دیتے ہیں تم سے وہ کام ہوا ہے۔ کہ انگلستان

کے کسی ریویو نگار۔ اور نکتہ چین سے نہ ہوگا +

۱۷۹

اُستاد شاگرد سے مخاطب ہو کر "رفیق بتاؤ۔ قطب شمالی کہاں ہے؟" "جناب مجھے معلوم نہیں" شاگرد بولا "کیا تمہیں معلوم نہیں" استاد نے کہا "جناب جب ڈاکٹر کین سر فر ینکلین اور ہمفر گریلی جیسے لوگ تلاش کر چکے ہیں۔ اور ان کو کچھ پتہ نہیں ملا۔ تو مجھہ غریب کو کیا بساط ہے +

۱۸۰

ایک ریلوے سٹیشن کے پاس چند مسافر ریل کی انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مسافر کی نظر پاس کے قبرستان پر جا پڑی۔ وہ پوچھنے لگا کہ اس میں اتنی قبریں کیوں ہیں۔ کیا یہاں کوئی جنگ ہوتی ہے؟ پاس سے ایک مسافر جو کہ ریل کی انتظار میں تنگ آیا ہوا تھا۔ بولا کہ ان مسافروں کی قبریں ہونگی۔ جو ہمیشہ سے اس سٹیشن پر انتظار کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ الانتظار اشد من الموت ہے +

۱۸۱

رمضان میں ایک مرتبہ آثار بارش پیدا ہوئے۔ ایک گنوار کسان جس کے گیہوں جنگل میں پڑے تھے۔ دعا کرنے لگا۔ الٰہی ابھی بارش نہ ہو۔ مگر کھیت تک پہنچتے پہنچتے جل تھل ایک ہوگئے۔ کسان صاحب نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور ایک چلو پانی لیکر غٹ سے پی گیا۔ اور کہنے لگا۔ اللہ میاں (معاذ اللہ) لو اپنا روزہ گھر رکھو +

۱۸۲

ایک شرابی نے بحالت نشہ شارع عام پر پاخانہ پھر دیا۔ کانسٹبل نے پکڑ کر دو چار دوہتڑ لگائے۔ اور کہا چل تجھکو تھانہ میں لے چلوں۔ شرابی نے کوئی عذر نہ کیا۔ ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور چل کر یکایک چونک پڑا۔ اور کہنے لگا واہ! تم مجھے خالی کیوں لے چلے ہو۔ خالی میرے جانے سے کیا ہوگا۔ مدعا لو۔ اگر ثبوت تمہارے پاس نہ ہوگا۔ تو تم کچھہ نہیں کر سکتے +

۱۸۳

کسی شخص نے ایک شاعر مدیہ گو سے یہ فرمائش کی - کہ مصرعہ ذیل پر مصرع لگا دیجئے ع چہرا تمہارا چہرہ تمہارا صاف صوف ہے ۔ شاعر صاحب کیا خوب فرماتے ہیں کا مصرع تمہارا مصرع تمہارا گھاس پھوس ہے +

۱۸۴

ایک بادشاہ قبرستان میں گیا - دیکھا ایک فقیر دیوانہ وار پھر رہا ہے - پوچھا - کہ آبادی میں کیوں نہیں آتے - کہا جو آبادی میں ہیں - وہ یہیں چلے آتے ہیں +

۱۸۵

ایک نووارد صاحب نے ملازم سے کہا - کہ وہ دری لاؤ - جو چھکڑے پر لد کر آئی تھی - ملازم نے کہا - وہ تو ایک لونڈا اچھا لے گیا ہے +

۱۸۶

ایک بزرگ مفت کی اخبار دیکھنے والے زمانہ کے نادہند اپنے لڑکے کے لئے ایک آمد نامہ بازار سے لینے گئے - دو تین ورق جو الٹ کر دیکھے - تو اتفاق سے دلوں پر نظر جا پڑی - آپ نے جھٹ کتاب پھینک دی - اور سیدھے گھر کو ہو لئے - لڑکے نے پوچھا - ابا جان کتاب لائیے؟ آپ فرماتے کیا ہیں - کہ بیٹا ایسی کتاب کا سبق نہیں پڑھا کرتے جس میں کچھ دینے کا ذکر ہو - اس سے بچوں کے اخلاق بگڑ لے ہیں اور گھر کا نقصان ہوتا ہے - سو مفت میں - تمہیں خبر نہیں - ہم تو قبا بھی بڑی مشکل سے دینگے +

۱۸۷

ایک ملا صاحب کا یہ دستور تھا - کہ جب کسی کے ہاں دعوت کھانے جاتے - تو گھر میں گھستے ہی چارپائی پر بیٹھ جاتے - اتنی سکت نہ ہوتی - کہ ایک دم ٹھیر کر چارپائی بچھوالیں - اس لئے اُن کی گھروالی صاحبہ ان کے آنے سے پیشتر ہی چارپائی بچھا رکھتی تھیں - ایک عرصہ کے بعد جبکہ ان کی بہو گھر میں آئی - تو بہو نے سامنے سے کہا -

کہ ابھی مولوی جی دعوت کھاکر آتے ہیں۔ تو جلدی چارپائی بچھا رکھو۔ بھولو نے کہا۔ کہ ان دیس کی رسمیں بھی عجیب ہیں۔ ہماری طرف تو رسم ہے۔ کہ جب ہمارے ابا دعوت کھانے جاتے ہیں۔ تو چارپائی ہم پیچھے سے اٹھوا کر بھجوا دیتے ہیں۔ اور ان کو اٹھا کر لوگ گھر چھوڑ جاتے ہیں +

۱۸۸

ایک ملاں صاحب بدقسمتی سے ایک روز کنوئیں میں گر گئے۔ مگر اتفاق سے کنواں ایسا گہرا نہ تھا۔ اب لوگ آکر کہتے ہیں۔ میاں جی ہاتھ دو۔ یعنی ہاتھ پکڑاؤ مگر میاں جی جنہوں نے کبھی اپنی زندگی میں کوئی چیز نہیں دی تھی۔ دینے کے نام سے گھبرائے۔ ایک شخص جو کہ سیانا تھا۔ پاس سے گذرا۔ اور اس نے کہا۔ کہ میاں اس طرح مت کہو۔ کہ ملاں جی ہاتھ دو۔ بلکہ ایسے کہو۔ کہ ملاں جی ہاتھ لو۔ بس یہ کہنا ہی تھا کہ جھٹ ملا صاحب نے بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اور وہاں سے نجات پائی +

۱۸۹

ایک گل لالہ آتش کا پرکالا لالہ جوالا قوم کا اگروال ایک حلوائی کی دکان پر جا کر بولا۔ کہ اے مٹھائی والا۔ مگر یہ تو الجھ بتاسا لا۔ وہ حلوائی بھی سب سے مذاق کرتا تھا۔ کیا اس نے کیا اعلیٰ جواب دیا لا محالہ۔ کہ جگر کے آن تبا سلے۔ ۔ اگروالے بھولے بھالے نے کس شیریں کلامی سے جواب دیا۔ اور اپنا عوض لیا۔ کہ تم شیرہ و شیرہ بن گئے۔ واہ کیا خوب اس کی شیرینی نے حلوائی کی شیرینی کو ٹھنڈا کر دیا +

۱۹۰

ایک درویش نے کسی ساہوکار سے دو سوال کئے۔ ایک تو یہ کہ دس روپیہ بطور قرضہ کے دیدو۔ دوسرا یہ کہ دو سال تک وہ روپیہ مجھ سے طلب نہ کرنا۔ ساہوکار نے جواب دیا۔ کہ پہلا سوال تیرا مجھ کو بدل منظور ہے لیکن دوسرا سوال کسی اور ساہوکار سے پورا کر لو +

ایک ظریف نے ایک لونڈا خوبصورت دیکھکر کہدیا تھا۔ کہ کیا اچھا ہوتا۔ کہ اگر تو عورت ہوتی۔ لڑکا بولا۔ کہ اگر یہی تیرے گھر میں دختر پیدا ہوتی۔ تو تمھاری دختر کوئی غیر آدمی بیاہ لیجاتا۔ تو پھر تم کو کیا حاصل ہوتا +

۱۹۲

ایک عورت کے چھ شوہر مر چکے تھے۔ جب ساتواں شوہر مرنے لگا۔ تو وہ بیچاری سرہانے بیٹھکر بہت روئی۔ اور شوہر سے کہنے لگی۔ کہ تم مجھے کس پر سونپتے ہو۔ اس نے کہا۔ آٹھویں شوہر پر +

۱۹۳

ایک ساہوکار کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا۔ اتفاقاً ساہوکار مکتب میں پہنچے حسب دستور معلم نے سبق پڑھنے کو کہا۔ ذات شریف پوچھنے لگے۔ کہ میاں صاحب مجھے بھی تو بتا دیجیے۔ لڑکا کیا پڑھتا ہے۔ استاد نے کہا کہ آمدنامہ۔ ساہوکار جی بہت خوش ہوئے۔ اور آمد کی بات سنکر لڑکے کے پاس بیٹھکر سبق سننے لگے جس وقت اس نے شروع ہی یعنی آمد آیا وہ ایک مرد صیغہ واحد غائب تب تک تو خوش رہے۔ جب اس نے آمدند وہ آئے وہ سب صیغہ جمع غائب کو پڑھا۔ تو لالہ دھوتی سے باہر ہو لال پیلے ہونے لگے۔ و کیا فرماتے ہیں۔ کہ واہ صاحب واہ - یہ تو آپ نے خوب پڑھایا۔ کہ جمع غائب ہیں رہنے دیجیے۔ اب ہم لڑکے کو پڑھائیں گے۔ نہ جمع غائب کرائیں گے +

۱۹۴

ایک آدمی نے کسی شخص سے پوچھا۔ کہ تم اپنے بیٹے کو وکالت کیوں پڑھاتے ہو کیا کوئی اور پیشہ دنیا میں نہیں رہا تھا۔ اس نے کہا میں کیا کروں۔ جب سے یہ ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ اسے جھوٹ بولنے کی عادت تھی +

۱۹۵

ایک وکیل سے کسی آدمی نے کہا۔ کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ اس نے بڑا غصہ کر کے کہا۔ کہ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں۔ تو میرا جھوٹ کوئی پکڑ کیوں نہیں لیتا۔ اس نے

جوابدیا۔ کہ جھوٹ آپ کی زبان سے تیزی کے ساتھ نکلتا ہے۔ کہ اسے کوئی پکڑ نہیں سکتا

۱۹۶

ایک منشی صاحب نے سفر چلتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ ہم سفر کو جاتے ہیں ہمارے پیچھے نیک چلن رہنا۔ اس نے جوابدیا۔ آپ بھی سفر میں نیک چلن رہیں۔ منشی صاحب بولے۔ گاہے گاہے رام جپنی بلا لیا کرونگا۔ عورت نے کہا۔ کہ ہم بھی گاہے گاہے رام جپنا بلا لیا کریں گے +

۱۹۷

کسی درخت کے نیچے ایک مولوی صاحب بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک طوطی کو یہ کہتے ہوئے سنا "دیکھو خدا کی قدرت" بعد اس کے ایک پنڈت صاحب آئے۔ ان سے پوچھا گیا۔ کہ یہ جانور کیا کہتا۔ انہوں نے جوابدیا۔ سری رام رام دسرت" تھوڑی دیر کے بعد پھر ایک بڑھیا آئی۔ اس سے پوچھا۔ جوابدیا "چرخہ بولے چرک" پھر ایک کنجڑا آیا! اس نے کہا گاجر مولی۔ ادرک +

۱۹۸

ایک وکیل صاحب نے تصویر عکسی کھنچوائی۔ اور اپنے دوستوں میں اس کی تعریف کر رہے تھے۔ ایک دہقان بھی وہاں بیٹھا تھا۔ دیکھ کر بولا۔ کہ تصویر بالکل خراب ہے۔ ایک بڑی غلطی رہ گئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ وہ کیا؟ کہا کہ اس میں ان کے ہاتھ اپنی جیب میں ہیں۔ یہ تو وکیل ہیں۔ ان کے ہاتھ دوسروں کی جیب میں چاہئیں تھے +

۱۹۹

ایک کچہری کے اہلکار صاحب بازار میں چلتے تھے۔ کہ ان کا قلم گر گیا۔ ایک جاٹ زور سے بولا۔ منشی جی۔ آپ کی چھری گر گئی۔ منشی صاحب نے قلم اٹھا کر کہا یہ بڑا احمق ہے۔ قلم کو چھری بتاتا ہے۔ جاٹ بولا۔ اجی منشی جی۔ جھوٹی باتیں نہ بناؤ اسی سے نا معلوم تم نے کتنے غریب لوگوں کے گلے کاٹے ہونگے +

۲۰۰

ایک وکیل صاحب بہت بڑے مالدار تھے۔ جب مرنے لگے۔ تو ساری دولت پاگلوں اور سڑیوں کے نام لکھدی۔ دوستوں نے پوچھا یہ کیا۔ بولے۔ کہ ایسے ہی لوگوں سے ٹھگ کر میں نے یہ تمام دولت پیدا کی تھی۔ اب اُن کے ہی حوالے کئے جاتا ہوں۔

۲۰۱

ایک شخص چالاک نے ایک اُستاد سے اس شرط پر وکالت پڑھنی شروع کی۔ کہ جب امتحان پاس کر کے پہلا مقدمہ جیتوں۔ تو اُستاد صاحب کو پانسو روپیہ نذر دوں۔ اُستاد صاحب نے بڑی محنت سے پڑھایا۔ اور بچہ جی کامیاب ہو گئے۔ اب تھے تو پورے ضدی۔ اندر ہی بیٹھے رہے اور مہینوں باہر نہ نکلے۔ کہ نہ مقدمہ کرینگے۔ نہ اُستاد کو کچھ دینا پڑیگا۔ اُستاد صاحب بھی انتظار بسیار کے بعد لاچار ہو گئے۔ اور اس چالاکی کو تاڑ گئے۔ اور عدالت میں نالش جڑدی جب تاریخ مقررہ پر استاد شاگرد عدالت کے برآمدے میں ملے۔ تو اُستاد صاحب نے کہا۔ بچہ جی اب تو نہ چھوٹوگے۔ ہر طرح ہماری جیت ہے اگر عدالت نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ تب تو یوں روپیہ لونگا۔ اور اگر تم جیت گئے تاہم اقرارنامہ کے مطابق روپیہ لے لونگا۔ شاگرد نے جوابدیا۔ استاد صاحب اس طرح میں نہیں پھنسنے کا۔ جیت ہر طرح میری ہے۔ اگر عدالت نے روپیہ نہ دلوایا۔ تب تو اس طرح یہ نہ دونگا۔ اور اگر میں ہار گیا۔ تاہم اقرارنامہ کے مطابق نہ دونگا۔ کیونکہ اقرارنامہ یہ ہے۔ کہ پہلا مقدمہ جیتوں۔ تو روپیہ دوں نہ کہ ہاروں تو دوں ✤

۲۰۲

ایک وکیل کا کتا ایک قصاب کی دکان سے گوشت کی ران لے بھاگا۔ اور ہاتھ نہ آیا۔ قصاب نے اُسی وکیل سے چپ چاپ جا کر پوچھا۔ کہ کیوں صاحب اگر کسی آدمی کا کتا میری دکان سے گوشت اُٹھا لے جاوے۔ تو کیا کرنا چاہئے وکیل نے جوابدیا۔ کہ اس کے مالک سے قیمت وصول کر لو۔ دوکاندار نے کہا۔ ایک روپیہ عنایت کیجئے۔ آپ ہی کا کتا میرا گوشت اُٹھا لایا ہے۔ وکیل نے کہا۔ میں ایسی سرسری قانونی صلاح

کی فیس دو روپے لیا کرتا ہوں۔ لہذا ایک روپیہ گوشت کا دفع کر کے ایک روپیہ مجھے عنایت کیجئے۔ حساب بے باق ہو جائیگا +

۲۰۳

ایک صاحب کہیں ملازم تھے۔ زن حجام محلہ اتفاقاً ان کے مکان پر آئی۔ دیکھا۔ کہ بیوی ان کی نتھ اُتار کے منہ دھو رہی ہے۔ فوراً یہ تصور کیا۔ کہ بیوی بیوہ ہو گئیں جب تو نتھ اُتار رہی ہے۔ دوڑی ہوئی اپنے خاوند کے پاس گئی۔ اور کہا۔ کہ کیا بیفکر بیٹھا ہے۔ فلاں شخص کے پاس یہ خبر پہنچا۔ کہ تمہاری بیوی بیوہ ہو گئیں۔ وہ عقل کا دشمن ان کے ملازم کے پاس پہنچا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ کی بیوی بیوہ ہو گئیں۔ وہ احمق یہ خبر سُنکر رونے لگا۔ احباب تعزیت کے لئے آئے۔ پوچھا کیا خبر ہے۔ فرمانے لگے ہماری بیوی بیوہ ہو گئی۔ احباب نے کہا عجب احمق ہو۔ تم تو زندہ ہو۔ پھر تمہاری بیوی کیونکر بیوہ ہوئی کہنے لگے۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ کہ میں زندہ ہوں۔ لیکن حجام بڑا معتبر ہے اس کو کیا کروں +

۲۰۴

ایک دانشمند جنٹلمین نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ کیوں نیکبخت اس میں کیا بھید ہے۔ کہ میں دُبلا پتلا نحیف الجسم آدمی ہوں۔ اور تم ہمیشہ موٹے تازے بچے جنتی ہو۔ حالانکہ (پتا پر پوت) کی مثل مشہور ہے۔ تم بھی ناواقف نہ ہوگی۔ عورت تھی حاضر جواب بولی میاں یہ ایسا مشکل معما کیا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ بچوں نے میرا دودھ پیا ہے۔ جو کہ آپ کو نصیب نہ ہوگا +

۲۰۵

کسی شہر میں امساک باراں کے سبب سے قحط سالی کے آثار شروع ہوئے۔ وہاں کے سکتاد نے تمام مکتب کے لڑکوں کو جمع کر کے بارگاہ خداوندی میں دعا کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک ظریف نے پوچھا۔ کہ ان لڑکوں کو جمع کر کے کہاں لے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ کہ دعا کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ معصوم ہیں ان کی دعا مستجاب ہوگی

اس ظریف نے کہا۔ کہ اگر دعائے کوں کی مستجاب ہوتی۔ تو ساری دنیا میں ایک بھی ملا زندہ نہ رہتا +

۲۰۶

امین لپسر ہارون نے ایک وکیل کو نخاس میں بھیجا۔ کہ میرے واسطے ایک کنیز جمیلہ خرید لاؤ۔ وکیل نے تین کنیزیں لاکر امین کے حضور میں پیش کیں۔ امین نے ان کی طرف دیکھکر کہا۔ کہ میں تم تینوں سے کس کو خریدوں۔ اول بولی۔ السابقون الاولئک المقربون۔ دوسری بولی حافظوا علی الصلوٰة الوسطیٰ۔ تیسری نے کہا۔ وللاخرة خیر لک من الاولیٰ۔ امین کو اقتباس سب کے پسند آئے۔ اور تینوں کو خرید لیا +

۲۰۷

ایک زمیندار نے کسی اخبار میں یہ اشتہار دیا۔ کہ فلاں روز ہمارے یہاں قانع لوگوں کو حاضر ہونا چاہئے۔ ان میں جو سب سے زیادہ قانع ہوگا۔ اس کو ایک معقول مقدار زمین کی دیجاویگی۔ القصہ یوم معینہ پر قانع لوگوں کا ایک خاصہ مجمع جمع ہوگیا اور سب لوگ یکے بعد دیگرے اپنی اپنی قناعت کی تعریف کرنے لگے۔ اور زمین کے پانے کا استحقاق ظاہر کیا۔ زمیندار نے استادہ ہوکر بآواز بلند کہا۔ کہ بھائیو تمہاری قناعت بیشک عدیم المثال ہے۔ اگر تم قانع نہ ہوتے۔ تو یہاں زمین کے لئے کیوں آتے۔ اس فقرہ نے اس قانع کو اس قدر محجوب کیا۔ کہ سب کے سب یکے بعد دیگرے چپکے چپکے چلے گئے +

۲۰۸

ایک اندھے نے شادی کی۔ جورو نے اس سے کہا۔ کاشکے تیری آنکھیں ہوتیں اور تو دیکھتا۔ کہ میں کیسی حسین اور خوبصورت ہوں۔ اس نے کہا۔ میں تجھے دیدہ عقل سے دیکھ رہا ہوں۔ اگر تو ایسی ہوتی۔ تو مجھ اندھے کے ہاتھ کاہے کو آتی +

۲۰۹

ایک مصور کسی کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ اور بوجہ مفلسی کے سال بھر کا کرا

اس کے ذمہ ہوگیا ۔ مالک مکان نے دیکھا کہ کرایہ اس سے وصول ہونا مشکل ہے۔ اس وجہ سے اس سے درخواست کی ۔ کہ ہمارے پھاٹک پر ریچھ کی تصویر کھینچو ۔ تو ہم کرایہ نہ لینگے ۔ مصور نے کہا ۔ کہ ریچھ کے گلے میں زنجیر کھینچا جانا اچھا ہوگا ۔ لہذا اس کے عوض میں آپ کو کچھ تھوڑی سی اجرت دینی پڑیگی ۔ مالک مکان نے دے دیا ۔ آخر کو مصور تصویر کھینچنے کے بعد چلا گیا ۔ برسات کا موسم آیا ۔ اور ریچھ کی تصویر بالکل مٹ گئی ۔ مالک مکان مدت کے بعد مصور سے ملا ۔ اور کہا ۔ کہ ابھی تمہارا ریچھ معلوم نہیں کیا ہوگیا ۔ مصور نے جوابدیا ۔ کہ بھاگ گیا ہوگا ۔ کیونکہ آپ کہتے ہیں تم نے زنجیر نہ ڈالنے دیا ◆

۲۱۰

ایک شخص خط لکھ رہا تھا ۔ اور ایک بیگانہ شخص قریب سے خط کو دیکھ رہا تھا ۔ نویسندہ نے لکھا ۔ کہ میں ۔ نے حال خانگی اس وجہ سے نہیں لکھا ۔ کہ ایک شخص بیگانہ احمق میرے پاس بیٹھا ہوا خط کا حال دیکھ رہا ہے ۔ وہ شخص دیکھکر غصہ سے بولا ۔ کہ تم نے مجھکو احمق کیوں لکھا ۔ کہ میں نے حال خانگی اس وجہ سے نہیں لکھا ۔ میں تمہارا خط کب دیکھتا ہوں ۔ نویسندہ نے جواب دیا ۔ کہ اگر آپ نے میری تحریر نہیں دیکھی ۔ تو آپ کو کیونکر معلوم ہوا ۔ کہ میں نے آپ کو احمق لکھا ہے ◆

۲۱۱

ایک جگہ دو اندھے بیٹھے تھے ۔ ایک اندھا مادرزاد تھا ۔ اور ایک اندھا عارضی تھا ۔ عارضی اندھے نے مادرزاد اندھے سے کہا ۔ کہ بھائی تمہیں کھیر ملے ۔ تو کھاؤ گے اس نے کہا ۔ کہ بھائی کھیر کیسی ہوتی ہے ۔ اس نے کہا ۔ کہ سفید ۔ اس نے پوچھا کہ سفید کیسا ہوتا ہے ۔ اس نے کہا ۔ کہ جیسے بگلے کا پر ۔ اس نے پوچھا ۔ کہ بگلے کا پر کیسا ہوتا ہے ۔ اس نے کہا ۔ جیسے بگلا ۔ اس نے پوچھا ۔ بگلا کیسے ہوتا ہے ۔ عارضی اندھے نے ہاتھ ٹیڑھا کرکے بتایا ۔ مادرزاد اندھے نے جب ٹٹول کر دیکھا ۔ تو کہنے لگا ۔ کہ بھائی ایسی ٹیڑھی کھیر تو ہم کھا نہیں سکیں گے ◆

۲۱۲

ایک منطقی صاحب جن کو ہر وقت تحقیقات کا خبط تھا۔ تمام کنبے سمیت ایک دریا پر جانکلے۔ عبور کرنے کے لئے وسائل سوچنے سے پہلے دل میں یہ ٹھان لیا کہ دریافت کریں۔ دریا کتنا گہرا ہے کنارے پر کھڑے ہوکر دس بیس جگہ چھڑی گہی۔ تمام جگہ کی مختلف گہرائی کو جمع کر کے بس فوراً الجبرا جما دیا۔ اوسط کے حساب سے معلوم ہوا۔ کہ ۵ء۲۲۳ فٹ گہرا پانی ہے۔ دل کا حوصلہ بڑھ گیا۔ کہ اس قدر پانی عبور کرنے کے لئے کشتی وشتی کی کیا ضرورت ہے۔ کپڑے لتّے تمام کنبے کو جھونک دیا جب وہ گہرے پانی میں جاکر ڈوب گئے۔ تو حضرت پشیمان ہوکر پیر کاغذ پنسل سے حساب کی پڑتال کرنے لگے۔ شاید کہیں الجبرا میں غلطی نہ ہوگئی ہو۔ پھر سوچ سمجھ کے بعد وہی جواب ۵ء۲۲۳ نکلا۔ منطقی صاحب نے جھنجھلا کر کاغذ پھینک دیا۔ اور فرمانے لگے:۔

"الجبرا جوں کا توں کنبہ ڈوبا کیوں"

۲۱۳

ایک تحصیلدار کا نام چراغ علی تھا۔ کسی گنوار دیہاتی کا مقدمہ پیش ہوا جب بالاتفاق وہ مقدمہ گنوار جیت گیا۔ فرط خوشی میں گنوار اچھلنے لگا۔ اور خوشی سے بولا۔ کہ حضور کا نام چراغ علی کس گدھے نے رکھا ہے حضور تو لیمپ علی ہیں۔

۲۱۴

ایک شخص نے اپنے لڑکے کو نصیحت کی۔ اے فرزند جو عورت سامنے آئے اُسے بدنیت سے نہ دیکھنا۔ اس لئے کہ جو عورت عمر میں چھوٹی ہے۔ وہ بیٹی کے برابر ہے۔ اور جو برابر ہے۔ وہ بہن ہے۔ اور جو بڑی ہے۔ وہ ماں کی جگہ ہے لڑکا تھا عقل کا دشمن۔ یہ سنکر چپ ہو رہا جب اس کے باپ نے شادی ٹھہرائی۔ تو اس لڑکے نے کہا۔ کہ اے پدر بزرگوار۔ اب یہ فرمائیے۔ کہ میں شادی کس سے کروں بیٹی سے یا بہن سے یا ماں سے؟

۲۱۵

ایک عورت نے ایک شخص کے پاس جو کہ ظاہرا بڑا منشی اور صاحب علم معلوم ہوتا تھا۔ جاکر کہا۔ کہ میرا خاوند لاہور میں رہتا ہے۔ اسے ایک خط بھیجنا ہے۔ آپ لکھ دیجئے۔ اور یہ دو آنے لکھوائی کے لیجئے۔ آدمی تھا خواندہ۔ بگڑ کر کہنے لگا۔ کہ بی بی میں تو قصور تک ہی پڑھا ہوں۔ ابھی لاہور تک پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔

۲۱۶

غدر سے پہلے بلاقی بیگم کے کوچہ میں ایک سیہ فام رنڈی رہتی تھی۔ ایکدن بناؤ سنگار کر کے برآمدے میں بیٹھی تھی۔ ایک بانکے ترچھے سپاہی کا ادھر سے گذر ہوا۔ زندہ دل سپاہی نے اس کی بھونڈی صورت سے نفرت کھا کر کہا عورت کیا ہے۔ کالی ڈھال ہے۔ اس کو یہ ہزیمت کا فقرہ نہ بھایا۔ تنکر آپ کہاں تھی جل کر بولی۔ کالی ڈھال ہوں۔ تو کیا ہے۔ آپ ہی کی پشت کی۔

۲۱۷

ایک میر صاحب بہت بھولے بھالے سیدھے سادے تھے۔ نہ تھا کوئی آگے نالنہ پیچھے پگھا۔ یاردوستوں نے مل کر ایک مفلس شریف کے ہاں ان کی شادی کرادی۔ میاں تو میاں بی بی سبحان اللہ وہ ان سے بھی حماقت میں پانچ رتی بڑھی ہوئی تھیں۔ پہلی ہی شب میں دونوں نے اپنے اپنے حالات بیان کر دیئے۔ میاں نے بی بی سے کہا۔ کیوں جی بتاؤ۔ تمہارے کوئی ماموں چچا۔ خالو وغیرہ بھی ہیں کوئی صاحب گلے میں باہیں ڈال کر کہتی ہیں۔ کہ ہمارے کوئی نہیں سب چچا ہو تو تم۔ بھائی ہو تو تم۔ ماموں ہو۔ تو تم ہو۔ خالو ہو تو تم ہو باوا ہو تو تم ہو۔ اوخاوند ہو تو تم ہو۔ پھر بولیں تمہارا بھی کوئی چچا۔ چچا بھی خالہ ہیں کہ نہیں۔ میاں ٹھنڈی سانس بھر کر فرمانے لگے۔ کہ تمہاری طرح ہمارا بھی کوئی نہیں۔ چچی ہو تو تم ہو۔ بوا ہو۔ تو تم ہو۔ اماں ہو تو تم ہو۔ اور جورو ہو تو تم ہو۔ خدا سے ہے۔ اللہ نے کیا جوڑی ملائی۔

۲۱۸

ایک شخص نے اپنے نوکر سے کچا شریفہ دیکر کہا۔ کہ اسے دکان میں دبید بنا خد خدمتگار دکان پر پہنچا۔ "اسی لونڈی سریں (شریفن) یہ سریہ (شریفہ) بیجاؤ۔" اسرپ علیخاں نے اسرپ گنج سے اسرپی بیگم کو بڑی تلاش کرکے بھیجا ہے"۔ لونڈی اسے بولے تمہیں تو شیں بولا ہوتا۔ خدمتگار۔ "ہاں تمہیں بھی شلام کہا ہے"۔

۲۱۹

بیربل نے ملان دوپیازہ سے کہا۔ کہ جن لفظوں کے آخر میں "بان" کا دم ہو۔ وہ شریر ہوتا ہے۔ جیسے گاڑی بان۔ یکہ بان۔ دوپیازہ بولا "ہاں مہربان"۔

۲۲۰

فرانسیسی فوج جب ڈچ والوں کو شکست دے کر واپس آئی۔ تو ایک سپاہی کے دوستوں نے اس سے پوچھا۔ کہو جی تم نے کیا کیا۔ کیسے کچھ میدان میں ہاتھ دکھلائے کچھ حال تو سناؤ۔ بہادر جوان نے اکڑ کر جواب دیا۔ "بہت سے میدان سر کئے اور بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ اور ایک دن طیش میں آکر میں نے بھی مخالف پارٹی کے ایک آدمی کی ٹانگ کاٹ لی"۔ دوستوں نے کہا۔ میاں سر کاٹتے تو بھلا نام بھی ہوتا اور بات بھی زیادہ قابل عزت ہوتی۔ ٹانگ کاٹ کے کیا لیا۔ آپ نے گھبرا کر جواب دیا کہ یار وہ سمجھتے ہو۔ مگر سر تو اس کا پہلے ہی کٹا ہوا تھا۔

۲۲۱

ایک نواب صاحب کو افیون کا اس قدر شوق تھا۔ کہ مجسم افیون بن گئے تھے۔ بیس روپیہ روز کی افیون چٹکیوں میں اڑا جاتے تھے۔ مٹھائی وغیرہ کی گزک کے سوا کچھ بھی نہیں کھاتے تھے۔ دن رات ان کے پاس افیونیوں کا مجمع رہتا تھا۔ رات بھر نہیں سوتے تھے۔ دن بھر پینک میں خدا کا سجدہ کرتے گذرتا تھا۔ اگر دس قدم بات چلتے تھے۔ تو دس سجدے کرتے تھے۔ نواب صاحب کی بیگم صاحبہ نہایت نازک تھیں۔ اتفاق سے ایک رات پینک میں پڑے تھے۔ دیکھا کہ دیوار پر ایک کالا

سانپ کنڈلی مارے لٹکا ہوا ہے۔ افیونی بہت ڈرا۔ اور چپ ہو کر لیٹ رہا۔ پھر اس کو یہ خیال ہوا۔ کہ سانپ اتر کے گھر بار کو ڈس ڈالیگا۔ نہایت جرأت کر کے اپنے دادا کے وقت کی تلوار کوٹھڑی سے لایا۔ اور اس خیالی سانپ کو مارا جتی کہ وہ زمین پر گرا۔ اور خوب تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور ایک بڑا کونڈا الٹ کے ڈھانک دیا۔ شکر خدا کا بجا لایا صبح کے انتظار میں تھا۔ کہ جب بیوی بچے بیدار ہونگے۔ تو اپنی جوانمردی دکھاؤنگا۔ جونہیں صبح ہوئی۔ آپ نے اپنی بیگم صاحبہ کو پکارا۔ اور ہنسے وہ نہایت متحیر ہوئی۔ کہ آج افیونی کیوں ہنس رہا ہے۔ اس کو سوائے بھنبھنانے کے کوئی کام نہ تھا۔ خیر نواب صاحب بولے بیگم صاحبہ تیل ماش جلد منگائیے۔ اپنے اوپر اور لڑکوں کے اوپر سے صدقہ اتار ڈالئے تب میں اپنی بہادری کا حال سناؤں۔ اور بتاؤنگا۔ آخر کار تیل ماش آئے۔ اور گھر بھر پر سے اتارے گئے۔ بیگم صاحبہ نے پوچھا۔ اب بتلاؤ۔ کہا کہ رات کو ایک بڑا کالا سانپ آیا تھا۔ اس کو میں نے مار کر کونڈے کے نیچے ڈھانک دیا ہے۔ لوگ دیکھنے کو گئے۔ کونڈہ جو اٹھاتے ہیں۔ تو دیکھا۔ کہ کالا نیچا حقہ کا جو بنا ہوا ٹنگا تھا۔ اس کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ بی بی نے ایک دو ہتڑ رسید کیا۔ اور کہا۔ کہ نورات کو یہی کرتوت کیا کرتا ہے۔

۲۲۲

ایک بیرسٹر صاحب کے والد ماجد کسی خلق کے مقدمہ میں گواہ تھے پیشی کے وقت نئی روشنی کے بیرسٹر نے بحیثیت بیرسٹری اپنے قبلہ گاہی صاحب سے حسب قاعدہ سوال کرنے شروع کئے (۱) تمہارا نام کیا ہے؟ (۲) کیا کام کرتے ہو؟ خیر یہاں تک تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ اب بیرسٹر صاحب سوال کرتے ہیں۔ تمہاری شادی ہو گئی ہے یا کنوارے ہو۔ اس بات کو سنتے ہی اس بزرگوار کو ایسا غصہ آیا۔ کہ بیساختہ بول اٹھا اے حیوان اگر میری شادی نہ ہوتی۔ تو تیری صورت یہاں آج کیوں دکھائی دیتی

۲۲۳

ایک لڑکا سر راہ کھڑا کھیل رہا تھا۔ ایک صاحب ادھر سے نکلے پوچھا

کس کو گالیاں پھینکتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اب تک تو ہوا کو گالیاں دیتا تھا لیکن
اب آپ کو دیتا ہوں +

۲۲۴

ایک دن ایک شخص حلوائی کی دوکان پر گئے۔ دیکھا کر کھاجے رکھے ہیں۔ حلوائی
سے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے حلوائی نے کہا۔ کھاجا۔ آپ نے نوش فرمانا شروع کیا۔ حلوائی نے
کہا۔ آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے اس کا جواب فرمایا۔ ارے کمبخت تجھی نے کہا تھا۔ کہ کھاجا
اس واسطے میں نے کھانا شروع کیا تھا +

۲۲۵

ایک قصاب کے لڑکے مولابخش کی برات کسی دوسرے گاؤں میں گئی۔ جس
وقت برات کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر حقہ پی رہی تھی۔ تو اس گاؤں کے کسی قصاب
نے پوچھا۔ ارے مولابخش کے بابا۔ مولابخش نے کچھ پڑھا بھی ہے۔ جواب دیا۔ ہاں! ہاں!
غلستاں (گلستاں) بوستاں (بوستاں) ساری ہوز (حفظ) اور کران سریپ (قرآن شریف)
تو گزلاں کی گزلاں (غزلاں کی غزلاں) ہی پھانکے ہے۔ پھر گاؤں کے قصاب نے
کہا۔ کہ بہت زیادہ مت پڑھائیے کہیں زبرائیل (جبرائیل) نہ ہو جائے۔

۲۲۶

ایک بڑھیا اپنے خوردسال بچے کو نصیحت کرنے لگی۔ کہ اے بیٹا داناؤں کا قول ہے
جو کام کل کرنا ہو۔ وہ آج ہی کر لینا چاہئیے۔ کیا معلوم کل کیا ہوگا۔ لڑکا حاضر جوابی
کا پتلا۔ اس کو جھٹ مطلب کی سوجھی۔ بولا۔ اماں جان بات تو سچ ہے۔ خدا جانے
کل کیا ہوگا۔ پس جو کل کے لئے میرے واسطے لڈو رکھا ہے۔ وہ میں ابھی کھا لیتا ہوں +

۲۲۷

ایک نابینا قوال جس کا نام دولت تھا۔ ایک مرتبہ تیمور لنگ کے دربار میں حاضر ہوا
تیمور نے کہا۔ دولت تو اندھی نہیں ہوتی۔ اس پر اس نے عرض کیا۔ کہ اگر اندھی نہ ہوتا
تو تیرے جیسے لولے لنگڑوں کے پاس کیوں آتی +

۲۲۸

• صاحب مجسٹریٹ نے ایک قیدی سے پوچھا۔ کہ تیری عمر کیا ہے۔ قیدی نے جواب دیا۔ کہ پہلے ۲۸ برس تھی۔ مگر اب ۲۷ سال رہی۔ صاحب نے خفا ہو کر کہا۔ کہ عمر بھی کہیں گھٹ سکتی ہے۔ قیدی نے ہنس کر کہا۔ کہ حضور ایک سال سے قید میں ہوں۔ ایک برس اس میں وضع ہو گیا +

۲۲۹

ایک درویش بخیل مالدار کے پاس گیا۔ اور کہا میرا اور تیرا باپ آدم ہے۔ اور ماں دونوں کی حوا ہے۔ پس ہم تم دونوں بھائی ہوئے۔ تیرے پاس بہت سا مال ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ تو قسمت برادرانہ سے اس کو تقسیم کرے۔ اور نصف مال مجھکو دیدے۔ مالدار نے غلام سے کہا۔ کہ اس فقیر کو ایک پیسہ لا دے۔ فقیر نے کہا آپ تقسیم برابر اور رعایت برادرانہ کے ساتھ نہیں کرتے۔ مالدار نے کہا کہ خاموش رہ اور یہ پیسہ جو تجھکو ملتا ہے۔ لیجا۔ ورنہ اور بھائی بھی یہ خبر سنیں گے۔ تو تیرے حصہ میں یہ بھی نہ آویگا +

۲۳۰

ظریفوں نے رابعہ بصری سے کہا۔ کہ چند عیب عورتوں میں ہیں۔ وہ مردوں میں نہیں ہیں۔ فرمایا بیان کرو۔ وہ کون عیب ہیں؟ کہا گواہی دو عورت کی ایک مرد کے برابر ہے۔ دوسرے عورتوں کو کبھی پیغمبری نہیں ہوئی۔ تیسرے عورتیں ناقص العقل ہوئی شمار کی گئی ہیں۔ چوتھے دین ان کا ناقص ہے۔ کہ ہر مہینے میں تین چار روز تک عبادت نہیں کر سکتی ہیں۔ رابعہ بصری نے فرمایا۔ کہ چند عیب مردوں میں بھی ہیں۔ ایک مخنث ہونا مردوں کو مخصوص ہے نہ عورتوں کو۔ دوسرے کسی عورت نے دعوے خدائی کا نہیں کیا۔ تیسرے پیغمبر عورتوں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ چوتھے مرد تلاش معاش میں مبتلا رہتے ہیں۔ عورتیں گھر میں بیٹھی صرف کرتی ہیں۔ یہ عورتوں کی عزت و بزرگی ہے +

۲۳۱

حضرت شیخ الاعظم غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ کے حضور میں ایک شخص آئینہ چینی نہایت عمدہ مصفا نذر لایا۔ آپ نے قبول فرما کر اپنے خادم کے سپرد کیا۔ خادم سے اتفاقاً وہ آئینہ ٹوٹ گیا۔ اس نے حضور میں آکر عرض کی ع از قضا آئینہ چینی شکست آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ع خوب شد اسباب خود بینی شکست ✦

۲۳۲

ایک مولوی صاحب دیہات میں وعظ فرماتے تھے۔ کہ کل رمضان شریف تشریف لاوینگے۔ کسانوں نے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ تم لوگوں کو دن بھر بھوکا رہنا پڑیگا شام کو کھانا ہوگا۔ اس بات سے کسان بہت پریشان ہوئے۔ سب نے صلاح کی۔ کہ کل صبح جس وقت رمضان تشریف لاویں مار ڈالو۔ صبح کو سب لوگ باہر گئے اتفاقاً ادہر سے ایک اونٹ اور ایک اس کا بچہ آرہے تھے۔ گنواروں نے خیال کیا۔ کہ یہی رمضان شریف ہیں۔ فوراً دونوں کو قتل کر ڈالا۔ اس روز مولوی صاحب نے دریافت کیا۔ کہ بھئی تمہارا آج روزہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں۔ کہ ہم نے تو رمضان شریف کو مار ڈالا۔ اب کیا روزہ۔ مولوی صاحب بولے لاحول ولا قوۃ۔ گنوار بولے لاحول بھی اس کے ساتھ ہی مارا گیا ✦

۲۳۳

کہتے ہیں جب روسیوں کی فوج افغانوں پر حملہ کرنے کے لئے دریائے مرغاب سے اتری۔ اس وقت افسروں نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ لیٹ کر اپنے پاؤں کو اٹھا کر جھٹکیں۔ اس سے مقصود یہ تھا۔ کہ جو پانی بوٹوں میں پڑ گیا تھا۔ وہ نکل جاوے۔ بخارا والوں نے سمجھا۔ کہ یہ کوئی جادو ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی اپنی فوج کو بھی قواعد سکھلائی کہ بولنے پر سب چت لیٹ جائیں۔ اور سب پاؤں اوپر کو اوٹھاویں ✦

۲۳۴

ایک تحصیلدار صاحب سے جو کچھ روز کے واسطے رخصت پر تشریف لئے جاتے تھے ایک مختار نے پوچھا کہ اب آپ کی جگہ پر کون صاحب تشریف لاکر کام کرینگے

تو آپ کیا جواب دیتے ہیں ع ماراچہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت +

۲۳۵

ایک شخص نے خلاف قانون ایسے موسم میں تیتر مارے جبکہ ایکٹ شکار کے رو سے ان کا مارنا قانوناً منع تھا۔ پولیس نے مجسٹریٹ کے روبرو چالان کیا۔ اتفاق سے مجسٹریٹ صاحب کا نام مسٹر پارٹرج تھا (انگریزی میں تیتر کو پارٹرج کہتے ہیں) صاحب مجسٹریٹ نے اپنے ہمناموں کے قاتل کو تعصب کی وجہ سے ہر تیتر کے لئے پانچ پانچ روپے جرمانہ جڑا +

۲۳۶

۱۸۸۸ء کے گذر جانے پر ایک جج نے یہ فقرہ کہا۔ یعنی یورپ اپنی اٹھاسی جو باسی ہوگئی تھی۔ اٹھالے گئے۔ اور ان کی جگہ ان کی نواسی جہاں میں اپنا جوبن دکھلانے لگی +

۲۳۷

ایک عورت اپنے رخسارے پر ہاتھ رکھے بازار میں جاتی تھی۔ اور اس ہاتھ میں ایک انگوٹھی بھی پہنے تھی۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ اگر ہم بھی انگوٹھی ہوتے۔ تو رخساروں پر لگتے۔ عورت نے یہ کلمہ سنکر فوراً انگوٹھی ہاتھ سے اتاری اور زمین پر ڈال کر ہزاروں جوتیاں اس پر ماریں۔ اور کہا۔ کہ اگر تم انگوٹھی ہوتے۔ تو یہی حال تمہارا بھی ہوتا +

۲۳۸

ایک ظریف ماہ صیام میں ایک نان بائی کی دوکان پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ اتفاقاً ایک مولوی صاحب آنکلے۔ ظریف کو کھانا کھاتے دیکھا۔ کہنے لگے۔ کہ تجھکو شرم نہیں آتی ہے۔ اتنا بڑا تو ڈیل ڈول ہے۔ اور رمضان میں بیٹھا کھانا کھاتا ہے۔ ظریف ہنسا۔ اور کہنے لگا۔ مولوی صاحب کچھ آپ کی عقل جاتی رہی ہے۔ اگر ایسی ہی بہکی بہکی باتیں کیجئے گا۔ تو لوگ آپ کو پاگل بتائیں گے ذرا

قوت ... بیچے ... تو اب میں کھا رہا ہوں یا رمضان میں۔ اگر قاب کو رمضان کہتے ہیں۔ تو میں نہیں ... یہ گفتگو سنکر مولوی صاحب اپنا سامنہ لیکر چلے گئے +

۲۳۹

ایک پیر مرد سفید ریش سے ایک لڑکے نے کہا۔ کہ بڑے میاں میں سمجھا تھا کہ تم کبھی سے مر چکے ہوگے۔ بوڑھے نے دبی زبان سے کہا۔ کہ میاں صاحبزادے آہستہ بولو۔ کہیں موت نہ سن لے۔ میں عرصہ سے اس کی یاد سے اتر چکا ہوں +

۲۴۰

ایک لالہ صاحب کے صاحبزادے کی شادی تھی۔ اتفاق سے تاریخ کچھ ایسی قریب پڑی۔ کہ چوبدے منشی صاحب چکر میں آ گئے۔ آپس میں صلاح ہوئی۔ کہ بھئی جلدی میں کچھ ... ہو نہیں سکتا ہے۔ بھیا کو تین لفظیں سکھا دینی چاہئیں ورنہ سسرال میں بڑی ہنسی ہوگی۔ آخر یہ رائے ٹھہر گئی۔ اور ان کو لفظیں لفظ کرا دی گئیں پیراہن دستار ... رات ہی ... وہاں سب بیٹھ گئے۔ تو صاحبزادے نے کہار سے مخاطب ہو کے کہا۔ پیراہن لاؤ۔ سسرال والوں نے دل میں کہا۔ کہ لڑکا تو نستعلیق ہے۔ آپ کچھ ... دستار لاؤ۔ یہ جب تو ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا بے لفتیا تو ... دولہا صاحب بولے۔ ابھی کیا ہے۔ ابھی تو میں شتر بولا

...

۲۴۱

... صاحب کے میر منشی بھی بلا کے طبیعت دار تھے۔ ایک روز فرمانے لگے شیخ صاحب سعدی کے اس شعر میں

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست ۔۔۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

لفظ خفتہ غلط ہے۔ خفیہ چاہیئے۔ انشاء اللہ کو جلنتے۔ ایک تھے حاضر جواب بول اٹھے۔ جی ہاں درست ہے۔ شیخ صاحب تو اوپر ہی سے کہتے ہیں ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد ۔۔۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد

در خیبہ گماں مبر کہ خالی است   شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔

۲۴۲

ایک لالہ صاحب نے اپنے سمدھی کو یہ خط فارسی میں لکھا جو قابل دید ہے
سمدھی جی سلامت۔ طفلک را بروندے۔ و طفلکی را نہ بروندے۔ تف بریں بروندگی
کہ طفلک را بروندے و طفلکی را نہ بروندے۔ اگر بروندے ہر دو را بروندے و اگر
نہ بروندے ہر دو را نہ بروندے۔ خیر بروندے نہ بروندے آں چہ قسمت من لکھا
تھا۔ شد۔ چہ کنم *

۲۴۳

ایک بدزبان عورت نے اپنی تصویر کھنچوا کر اپنے خاوند کو دکھائی اور اپنے
حسن و جمال کی داد چاہی۔ خاوند نے مسکرا کر جواب دیا۔ کہ بیوی میں تو اصل سے
بھی زیادہ اسے پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بدزبان ہے۔ اور یہ بالکل بے زبان ہے *

۲۴۴

ایک شخص کا ذکر ہے۔ کہ شوق میں آیا ہوا یہ شعر پڑھتا جا رہا تھا ؎
جہاں بارش کمی کرتی ہو کھیوا کے دہقاں سے   کہا پہنچ کشت پر پہنچاتے میری چشم گریاں کو
ایک جاٹ کہ اردو میں قدرے شد بد رکھتا تھا۔ مطلب شعر کا سمجھ گیا۔ چونکہ بیچارہ
بھولا تھا۔ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا۔ وہ بولا کہ بھئی تو کیوں مجھے کھینچے ہے
اس نے کہا۔ کہ یہاں قحط سالی ہے۔ اور ہمارے اناج سوکھے جاتے ہیں۔ سو
آپ مہربانی کریں۔ اور کھیت پر چلیں۔ اور سیراب کریں۔ جواب دیا۔ کہ تو احمق ہوا ہے۔
اس نے کہا۔ کہ ڈر یئے سیرابی کے دام لینا *

۲۴۵

ایک اندھا مسجد میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے آکر اس کا کمبل اٹھا لیا۔
اندھے نے جو کمبل ٹٹولا۔ تو دستیاب نہ ہوا۔ کہنے لگا۔ حاجی صاحب بندہ نوازش
میرا کمبل عنایت کیجئے۔ وہ شخص سنکر کہنے لگا۔ کہ کمبل تو تجھے دے ہی دونگا۔ مگر یہ

کہ تو نے کس طرح جانا۔ میں حاجی ہوں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ ڈھٹائی سوائے حاجیوں کے اور کسی میں نہیں ہوتی ⁂

۲۴۶

ایک ظریف اپنے دوست کی بی بی کے پاس جاکر فرمانے لگے۔ کہ اے حسین نازنین ذرہ سی اپنے شربت وصل کا ذائقہ تو مجھے چکھنے دے۔ تاکہ مجھے معلوم ہو۔ کہ تجھ میں حلاوت زیادہ ہے۔ یا میری جورو میں۔ اس عقیلہ نے ہنسکر فرمایا۔ کہ آپ اس ذائقہ کو میرے خاوند سے دریافت کریں۔ کہ اس نے میرا اور تمہاری جورو دونوں کا مزہ چکھا ہے۔ ظریف بیچارے گردن جھکاکر رہ گئے ⁂

۲۴۷

نواب سعادت علیخاں انشاء اللہ خاں شاعر سے کمال محبت رکھتے تھے۔ باہم مذاق بھی ہوتا تھا۔ ایک روز خاں صاحب ننگے سر بیٹھے ہوئے کچھ تصنیف فرما رہے تھے۔ کہ نواب صاحب نے دبے پاؤں آکر خاں صاحب کے ایک چپت رسید کیا۔ گھٹے ہوئے سر پر چٹاق سے آوازہ آیا۔ نواب صاحب آڑ میں ہو گئے۔ مگر خاں صاحب ٹوپی اوڑھ کر فرمانے لگے۔ سچ ہے۔ کہ ننگے سر پر شیطان دھولیں مارتا ہے۔ نواب صاحب یہ سنکر بے اختیار ہنس دیئے۔ اور فرمانے لگے۔ خاں صاحب کیا ہوا۔ وہ بولے۔ حضور کچھ نہیں بچپن میں سنا کرتا تھا۔ کہ شیطان ننگے سر پر دھولیں مارتا ہے۔ آج امتحان ہو گیا ⁂

۲۴۸

ایک بادشاہ نے منادی کرائی۔ کہ میں سوال کرتا ہوں۔ جو شخص جواب دیگا اس کو میر کر دونگا۔ اور جو جواب دینے آئیگا۔ اور جواب نہ دیگا قتل کر ڈالونگا بادشاہ کا سوال تھا۔ ہاتھ پر بال کیوں نہیں؟ ایک شخص گیا۔ اور کہا۔ آپ سوال کیجئے بادشاہ نے فرمایا۔ میرے ہاتھ پر بال کیوں نہیں؟ اس شخص نے جواب دیا بخشش کرتے کرتے بال گھس گئے۔ بادشاہ نے کہا۔ تیرے ہاتھ پر کیوں نہیں؟ جواب دیا

میرے ہاتھ کے لیتے لیتے بال گھس گئے۔ بادشاہ نے پھر کہا۔ کہ سب کے ہاتھ پر
کیوں نہیں؟ مخاطب نے جوابدیا۔ آپ دیتے تھے۔ اور سب دست افسوس ملتے
تھے۔ اس واسطے اُن کے ہاتھ پر بال نہیں۔ بادشاہ نے جواب پسند کیا۔ اور
انعام دیا۔

۲۴۹

ایک چور کچھ اسباب چوری کا بازار میں فروخت کرنے گیا۔ قضارا اس اسباب
کو کسی بار شاطر نے غائب کردیا۔ جب گھر واپس آیا۔ تو لوگوں نے اس سے پوچھا
کہ کس قدر روپیہ میں مال فروخت کیا۔ جواب دیا۔ "جتنے کو خریدا تھا۔"

۲۵۰

ایک ڈپٹی صاحب کے دوست ان سے ملاقات کرنے کے لئے سرشام تشریف
لائے۔ اور بک بک کرنا شروع کیا۔ تو دس بجا دیئے۔ ڈپٹی صاحب تکلف کی وجہ
سے کچھ کہہ نہ سکتے تھے مگر نہایت پریشان ہوئے۔ کہ بے طرح پھنسے۔ کسی طرح چھٹکارا
نہیں ملتا۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ یہ تو اُٹھتے ہی نہیں۔ اور صاف صاف جواب
دینا بھی تہذیب کے خلاف ہے۔ تو اپنے ملازم سے قلمدان اور کاغذ منگایا۔ اور اپنے
دوست سے فرمانے لگے "جو فرمایئے۔ لکھ دوں" دوست "کیا میں سمجھا نہیں"
ڈپٹی صاحب "آپ کیا سمجھیے گا۔ دیکھئے میں سمجھائے دیتا ہوں۔ میرا مطلب یہ
ہے۔ کہ اگر ارشاد ہو۔ تو مکان کا رہن نامہ آپ کے نام لکھدیا جائے۔ اور اگر
یہ منظور نہیں۔ تو کہیئے۔ کہ بیعنامہ ہی لکھدوں۔ اب یہ آپ کی رائے پر منحصر ہے"
دوست جھینپ کر "خیر بندہ اب رخصت ہوتا ہے" ڈپٹی صاحب بولے "تسلیم"

۲۵۱

ایک وکیل اور ایک حکیم ساتھ چلے جاتے تھے۔ ایک شخص نے دیکھکر دوسرے
سے کہا۔ کہ یہ لوگ بڑے ڈاکو ہیں۔ دوسرے نے کہا۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔
حکیم اور وکیل صاحب ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کس طرح۔ تو اس

نے جوابدیا۔ کہ یہ تو روپیہ چاہتے ہیں۔ اور یہ جان +

۲۵۲

چند پوستی ایک کنوئیں کے کنارے نشہ پی رہے تھے۔ پانی کی ضرورت کے واسطے ایک صاحب اُٹھے۔ کنارے پر کنوئیں کے پینک آ گئی۔ کنوئیں میں گر پڑے یاروں عزیزوں نے خبردار ہو کر پوچھا۔ خیر ہے۔ کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔ وہ بولا۔ اب تک تو خیریت ہے۔ مگر ذرا جلدی نکال لو۔ نکالنے والے بھی بڑے باہمت اور نشہ باز سارے پوستی تھے۔ سب نے متفق اللفظ یہی جواب دیا۔ کہ بھائی ہماری تو یہی دعا ہے۔ کہ جہاں خوش رہو +

۲۵۳

کسی نے ایک عورت نیکبخت سے پوچھا۔ کہ اپنے شوہر کو کیونکر خوش رکھتی ہو اس نے جوابدیا۔ کہ جس بات سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ میں اسی کو کرتی ہوں اور ان کی جس بات پر مجھے رنج پہنچتا ہے۔ اس پر صبر کر کے چپ رہتی ہوں +

۲۵۴

ایک صاحب بہادر کی ایک روز میم صاحبہ نے خوب مرمت کی۔ صاحب نے عدالت میں حملہ کی نالش کی۔ عدالت نے پیشی کے وقت شوہر کو کہا۔ کہ اپنی بیوی کا قصور معاف کرو۔ شوہر نے کہا۔ حضور میں بارہا اس سے پہلے معاف کر کے اس کو گستاخ کر چکا ہوں۔ اب اس کو سزا ہونی چاہیئے۔ جج نے دس ڈالر جرمانہ بولدیا۔ بیوی نے کہا۔ میرے پاس تو تین کانٹے بھی نہیں۔ آخر بصد مشکل شوہر نے اثاث بیت گرو رکھکر عدالت میں دس ڈالر ادا کئے۔ اور بیوی کو رہا کرایا۔ راستہ میں آپ بیوی جان کو کہتے ہیں۔ کہ تم بھی یاد نہیں آتی تھیں۔ کہو تو اب کے کیسا سبق دلایا ہے ⁂

۲۵۵

ایک بار کوئی لڑکا مدرسہ میں بہت دیر کرکے پہنچا - استاد نے خفا ہوکر پوچھا
کہ تو نے آج اتنی دیر کیوں کی - اس نے جواب دیا - کہ صاحب کچھ نہ پوچھئے - راستے
میں اتنی کیچڑ تھی - کہ ایک قدم آگے رکھتا تھا - تو دو قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا - استاد نے
سوال کیا - کہ اگر یہی کیفیت تھی - تو تم یہاں تک کیونکر پہنچے - شاگرد بولا صاحب جب
میں نے یہ حال دیکھا - تو پھر کر گھر کی طرف چلنا شروع کیا - اور اس تدبیر سے مدرسہ
پہنچ گیا +

۲۵۶

کسی ناکتخدا سے ایک ظریف نے پوچھا - کہ خدا کے ہاں تمہارا کیا حال ہوگا - جواب دیا
کہ جو میری خالہ زہرہ ڈومنی کا ہوا جس کے سبب خالو ہاروت ماروت چاہ بابل میں
آجتک قید ہیں - واہ رے خرانٹ مانتا ہوں +

۲۵۷

والدہ - خالد مجھے دیکھکر بڑی مسرت حاصل ہوئی - کہ تم نے اپنے سیب کا
ٹکڑا اپنی بہن کو دیا +

خالد - ہاں ہاں میں نے بڑی خوشی کے ساتھ یہ ٹکڑا بہن کو دیا +

والدہ میرے چھوٹے بچے تم نہیں جانتے - کہ تمہارے ایسا کہنے سے مجھے
کس قدر مسرت حاصل ہوئی +

خالد - ہاں - ہاں اس ٹکڑے کا بہت بڑا حصہ کرم خوردہ تھا -

۲۵۸

ایک رنڈی پاؤں میں پازیب پہنے بازار میں جا رہی تھی - ایک عاشق مزاج
ایک مکان پر بیٹھے ہوئے تھے - دیکھکر بول اٹھے " یہ تیری کس جیلخانہ سے آرہے
ہیں " رنڈی نے چھوٹتے ہی جواب دیا - کہ جناب عالی جس جیلخانہ میں آپ بھی پورے
نو مہینے رہ آئے ہیں +

۲۵۹

ایک خوبصورت مگر عمر رسیدہ قحبہ کو کوئی منچلے حضرت دیکھکر براہ ظرافت بولے کہ بستی تو اچھی تھی۔ مگر اب تو کچھ ویران سی ہو گئی ہے۔ بی صاحبہ تھیں ایک آفت کا پرکالہ سنکر بولیں۔ جی بجا ہے جب سے آپ ایسے دو چار رئیس اس بستی سے نکل گئے ہیں۔ تو آخر یہ ویران ہوتی ہی تھی +

۲۶۰

ایک یورپین نوجوان کی وفات پر جبکہ نعش کا صندوق تیار کرایا گیا۔ تو اس پر کچھ لکھنے کے لئے ایک نو آموز نقاش کو دیا گیا۔ نقاش نے اس کا نام جب لکھ لیا۔ تو ۲۸ کا ہندسہ یعنی اس کی عمر نہ لکھ سکا۔ اس نے یہ سمجھا۔ کہ یہ تو لکھ نہیں سکتا۔ البتہ ۷ کا لکھ سکتا ہوں۔ سو اسی کو چار مرتبہ لکھ دیتا ہوں۔ کیونکہ ۷ چار مرتبہ ۲۸ ہو جاتے ہیں۔ جب صندوق میں میت کو قبر پر لے گئے۔ اور پادری صاحب جنازہ پڑھانے لگے۔ تو انہوں نے بیان کیا۔ کہ حق مغفرت کرے۔ جان اچھا آدمی تھا۔ اس کی عمر صندوق پر دیکھا۔ تو گھبرا گئے۔ اور پھر عینک لگا کر دیکھا۔ تو حیران ہو کر کہدیا۔ یا سات ہزار سات سو ستتر سال کی تھی۔ ہوں! تو یہ نوح کے طوفان سے کس طرح بچ گیا +

۲۶۱

چیلے۔ مہنت صاحب اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ انگریز لوگ سردی میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور گرمی میں نہیں؟ (اب بیچارے مہنت کو تو خود معلوم نہیں۔ اگر جواب نہ دے۔ تو چیلوں میں عزت نہیں رہتی۔ اگر دے تو کیا دے) مہنت صاحب! چیلو! (چیلے ہاتھ جوڑ کر مہاراج) بات یہ ہے۔ کہ سردی کے موسم میں کلکتوں کی طرف سے ریلاں چلتی ہیں۔ اور اس طرف آ کے یہاں اتار دیئے۔ ۲ کہیں اتار دیئے اور ۱۰ کہیں۔ سب جگہ اسی طرح اتارتی چلی جاتی ہیں۔ جب گرمی کا موسم آتا ہے تو ریلاں کلکتوں کی طرف کو جاتی ہیں۔ پھر ۲ یہاں سے چڑھائے۔ ۲ وہاں سے ۱۰ کہیں سے اور کلکتوں کی طرف لیجا کے چھوڑ دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انگریز

سردی میں نظر آتے ہیں۔ اور گرمی میں نہیں +

چیلے ۔ مہاراج سچ ہے۔ پتہ لگ گیا +

۲۶۲

کسی کارخانہ میں بہت سے مزدور کام کرتے تھے۔ ایک دن ایک مزدور جو بہت ہنسوڑ تھا۔ کچھ دیر کرکے آیا۔ مالک نے کہا۔ کہ آج تم دیر کرکے آئے ہو۔ آئندہ خیال رکھنا۔ مزدور نے کہا ضرور خیال رکھونگا۔ آخر وقت مالک کہیں سے چلا آتا تھا۔ کہ سب مزدوروں سے پہلے اور سویرے ہی راستہ میں ہنسوڑ ملا۔ مالک نے کہا۔ "ایک تو تم دیر کرکے آئے۔ اور دوسرے پھر سویرے چلے جاتے ہو" اس پر وہ مسخرا بولا۔ کہ "اسی خیال سے تو میں سویرے واپس جاتا ہوں۔ کہ ایک دن میں دوبارہ دیر نہ ہو +

۲۶۳

لڑکا ۔ میں اتوار کے سکول کو دیگر سکولوں کی نسبت زیادہ تر پسند کرتا ہوں۔

پادری ۔ میں تمہاری یہ بات سنکر نہایت خوش ہوا۔ کیا اب تم مجھے بتلا سکوگے۔ کہ کیوں؟

لڑکا ۔ ہاں صاحب یہ ہفتہ میں صرف ایک دن کھلتا ہے +

۲۶۴

ایک شخص کا تکیہ کلام تھا۔ "سمجھا آپ نے" عدالت میں بحیثیت مدعا علیہ کھڑے ہوئے جواب دینے کے موقع پر بات بات میں سمجھا۔ آپ نے سمجھا۔ آپ نے کی لڑی باندھ دی۔ عدالت نے فیصلہ بحق مدعی کرکے کہا۔ کہ "سمجھا آپ نے" +

۲۶۵

کسی انگریز نے ایک بار ایک مجلس میں کہا۔ کہ عورت میں کوٹ کوٹ کر شوخی وشرارت بھری ہے۔ حاضرین مجلس میں ایک حاضر جواب لیڈی بیٹھی ہوئی تھی

...سنکر بولی۔ کہ بیشک مگر عورت مرد کی ایک پسلی سے بنائی گئی ہے۔ جب ایک پسلی
...ں اس قدر شرارت ہے۔ تو سارے مرد میں کس قدر ہو گی +

۲۶۶

ایک سادہ لوح کو یار لوگ عجائب خانہ لے گئے۔ آپ نے گدہے کا جو ڈہانچہ
...ہا۔ تو کیا فرماتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ ہم لوگ بے گوشت کے کیسے بدصورت معلوم
...وتے ہیں +

۲۶۷

وحشی۔ کیوں جناب پادری صاحب۔ اگر مردہ نہیں۔ تو تازہ دم مارے
...وئے آدمی کا گوشت تو عیسائیوں میں جائز ہے۔

پادری۔ توبہ کر توبہ بحضرت عیسٰے اور بی بی مریم کی قسم ہرگز نہیں!

وحشی۔ تو جناب تعجب ہے۔ کہ آپ کے دوسرے بہائی بند جنگ اور لڑائیوں
...میں ناحق اس قدر آدمیوں کو کہانے پینے کی خاطر نہیں۔ بلکہ محض بیکار مار ڈالتے ہیں +

۲۶۸

ایک ستھرے (بانو) کا مکان اس قدر بوسیدہ ہو گیا تھا۔ کہ جہاں سے چہت کی کوئی
کڑی ٹوٹی۔ وہیں وہ ایک ستون لگا دیتا۔ آخر جا بجا مکان کے اندر بیسیوں ستون
ہو گئے۔ ایک روز بارش کے وقت ایک دوست اس کے مکان پر آیا۔ تو اس نے
دیکھا کہ مالک خانہ بارش کے وقت مکان کے باہر بیٹھا ہے۔ وجہ دریافت کی۔ تو
...تہے نے کہا۔ کہ اگر مکان کے اندر میرے بیٹھنے کی جگہ ہوتی۔ تو میں وہاں ایک اور
ستون لگا دیتا +

۲۶۹

حضرت شیخ سعدی کی عورت جو کہ مشہور بدطبیعت تہی۔ اس کی نسبت ایک یہ بات
مشہور ہے۔ کہ ایک مرتبہ شیخ بیاہ کے برخلاف وعظ کر رہے تھے۔ ایک شخص نے
کہا حضرت یہ کیا پیغمبر تو شادی کی شادی پر تاکید کریں۔ اور آپ کا یہ وعظ اس پر

آپ نے کہا۔ آج ہمارے ہاں آپ کی دعوت ہے۔ حضرت شیخ سعدی جب دعوت کھانے والے شیخ کے مکان پر پہنچے۔ تو دیکھتے کیا ہیں۔ کہ وہ بلائے ناگہانی کی طرح ان کے سر پر سوار خیر حسب آواز دیگئی۔ تو سعدی صاحب نے بیوی سے کہا۔ مہمان دعوت تیار کرو۔ دعوت سمرقندی تو ایک طرف دعوت شیرازی بھی اس عورت نے مہمان کو بھلا دی۔ یعنی مٹی کی ہنڈیا اٹھا کر اس زور سے شیخ کے سر پر رسید کی۔ کہ جمائل ہوگئی اسی حالت میں آپ باہر نکلے۔ مہمان نے پوچھا حضرت یہ کیا۔ تو جواب دیا ع

ہگلویم سنت پیغمبر است

۲۷۰

ایک مولوی بقول اُستاد کہتے پڑھے نام محمد فاضل خاں الف کا نام لٹھ بھی نہ جانتے تھے۔ بڑا عمامہ نیچا کرتہ۔ نیم ساق پاجامہ پہن کھانے کمانے کی گھات میں گھر سے نکل ایک دیہات میں جا رسید ہوئے۔ دور سے مولوی صاحب نے دیکھا۔ کہ ایک جنازہ رکھا ہے۔ بہت خوش خوش قدم بڑھا چلے۔ لوگوں نے دیکھا۔ کہ یہ تو مولوی صاحب سے معلوم ہوتے ہیں۔ اب جنازہ کی نماز پڑھوا لو فوراً قریب آکر عرض کیا۔ کہ اس میت کی قسمت۔ اس مردہ کے نصیب۔ کہ آپ تشریف لائے۔ ورنہ ہم تو ویسے ہی گاڑ داب دیتے تھے۔ اب آپ اس جنازہ کی نماز پڑھا دیجئے۔ مولوی صاحب بولے۔ بہت اچھا۔ ابھی لو۔ جھٹ پٹ آستینیں چڑھا مصلے پر جا کھڑے ہوئے۔ اور نماز تو کبھی جانتے ہی نہ تھے۔ کہ کس طرح پڑھی جاتی ہے۔ جھٹ دو رکعت نماز کی نیت باندھ کر لگے سجدہ کرنے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے سلام پھیر کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے لگے۔ جب فارغ ہوگئے اس وقت ایک بڈھا۔ جس کو بیشتر اتفاق پڑ چکا تھا کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب مجھے اکثر اتفاق پڑا۔ جنازہ کی نماز میں سجدہ کرتے نہیں دیکھا۔ تب تو مولوی صاحب غلطاں و پیچاں تہ کر جا لگے۔ اور یکا یک گھبرا کر بول اُٹھے۔ ہاں بھائی تم سچ کہتے ہو پیشتر نہ تھا۔ مگر اب حکم آگیا ہے۔

۲۷۱

ایک صاحب بہادر دریا کے کنارے موقع ملاحظہ فرمانے کو گئے۔ ہجوم عام تھا
بوجہ تنگی جگہ کے صاحب بہادر پانی کے کنارے چلے۔ اتفاقاً گھوڑے کا پاؤں
دلدل میں جا پڑا۔ گھوڑا مع صاحب بہادر قلابازی کھانے لگا۔ لوگ دوڑے
اور لیو نجہ یا نجہ کے صاحب کو پھر جنٹلمین بنایا۔ صاحب جو کھسیانے ہوئے۔ تو کہنے
لگے۔ کہ تم لوگ بہت بدمعاش ہو۔ ایسی خراب جگہ ہم کو لائے۔ اور بتلایا نہیں
کہ یہاں گڑھا ہے۔ لوگوں نے دیکھا۔ کہ صاحب غصہ میں ہیں۔ کوئی حکمت
عملی کرنا چاہئے۔ شاید یہ بدلہ نہ لیوے۔ ایک خوش طبع آگے بڑھے۔ ہاتھ جوڑ
کر کہنے لگے۔ حضور دلدل تو اس قدر نہ تھی۔ اور حضور بھی اچھا سوار ہوتے ہیں۔
مگر اس گھوڑے کا کیا قصور ہے۔ صاحب بولے۔ کہ ویل گھوڑے کا کیا قصور
ہے۔ حضور اگر خطا معاف کریں۔ تو ہم عرض کریں۔ ویل تم کہو کیا بات ہے
حضور بات یہ ہے۔ کہ اس گھوڑے کی شاید ملاں مر گئی تھی۔ یہ بھینس کا دودھ
پی کے پلا ہے۔ جہاں پانی دیکھتا ہے۔ مثل بھینس کے لوٹ جاتا ہے۔ صاحب
ول تم سچ کہا۔ کہ جب یہ پانی دیکھتا ہے۔ بیٹھ جاتا ہے۔ ضرور یہ گھوڑا بھینس کا
بچہ معلوم ہوتا ہے۔ ہم فوراً اس پر فیر کریگا۔ خیر تم لوگوں کا کوئی قصور نہیں۔
یار دوست خوب ہنسے کہ اچھے بچے۔

۲۷۲

ایک سادہ لوح عالم۔ زاہد متقی نے بغرض حصول ولایت بیرون شب
بیداری پر کمر باندھی۔ ایک روز شیطان نے بہ لباس انسانی حاضر ہو کر عرض
کیا۔ کہ حضور خدا تعالیٰ نے بوجہ تقدس عالی آپ کو یاد فرمایا ہے۔ شاید مسجد
جامع بیت معمور کی نظارت عنایت ہو مفت۔ راجہ لعنت۔ آنکھوں پر پٹی باندھ
لیجے براق حاضر ہے۔ سوار ہو کر عرش معلے پر چلیئے۔ مولوی جی خوش ہو گئے
پٹی آنکھوں پر باندھ لی۔ شیطان نے گدھے پر بٹھلایا۔ اس طرح کہ دم کی طرف منہ

اور کہنے لگا۔ کہ حضور اگر اجازت ہو۔ کا فر جنت رُخ اقدس پر مل دوں۔ مولوی جی نے
کہا۔ ہاں۔ پھر تو شیطان نے آدھا منہ کالا کیا۔ اور . . . . آدھا سفید
اس طریق سے وقت نماز صبح جامع مسجد شہر کے دروازے پر حضور کی سواری
پہنچی۔ شیطان نے کہا۔ مولوی جی عرش معلےٰ ہے۔ یہیں ٹھہر جائیے۔ کہ سارے
فرشتے ادائے نماز میں سرگرم ہیں۔ جب نماز ہو جائیگی۔ تو آپ کی طلبی ہوگی۔ یہ
کہکر شیطان غائب ہو گیا۔ اور ادھر موذن نے اذان دی۔ نمازیوں کی آمد آمد شروع
ہوئی۔ دیکھا۔ کہ در مسجد پر ایک طویل القامت خر سوار عجیب شکل سے وارد ہے۔ پوچھا
ارے تو کون ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ ہاں خبردار یہ نہ سمجھنا۔ کہ ہم فرشتے نہیں
ہیں طلبیدہ خدا ہوں۔ اور متولی بیت المعمور گھڑی بھر میں خدا سے کہکر تمہاری اس
بدانتظامی کا مزہ چکھا دونگا۔ آخر سب نے ملکر دھول دھپا۔ لات مکی سے ان ابجد سوار
کو خوب سیدھا کیا ❖

۲۷۳

ایک حکیم کہا کرتا تھا۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے قسمت سے ہوتا ہے۔ ایک شخص نے
کچھ چرایا۔ حکیم اس کو مارنے لگا۔ نوکر نے کہا۔ کہ صاحب جو کچھ ہوا سو قسمت سے
ہوا۔ مارتے کیوں ہو۔ چور کی قسمت میں چوری جبنا تھا۔ اور میری قسمت میں چور
بننا تھا۔ حکیم بولا۔ خیر تمہاری قسمت میں مار کھانا بھی لکھا تھا ❖

۲۷۴

ایک کسان نے اپنے ایک ہمسایہ کسان سے شکایت کی۔ کہ فلاں کھیت میں
جو کل تخم ریزی کی ہے۔ وہ بیج کوّے کھا رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ میں ایک عمدہ تجویز
بتلاتا ہوں۔ اس پر عمل کرو۔ کیا مجال جو یہ سیاہ پوش بدمعاش جانبر ہو سکیں۔ ایک
دس سیر شراب وسکی میں اس قدر گیہوں بھگو دو۔ کہ خوب تر ہو جاوے۔ تب نکالکر
کھیت میں بکھیر دو۔ جو کوّا اس کو کھائیگا۔ نشہ سے مست ہو کر تمہارے قابو آجائیگا
دوسرے روز اس احمق نے ایسا ہی کیا۔ اور تیسرے روز لکھو کے لئے اسی جگہ

کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا۔ کہ دوست اب تو کوؤں کے دستبرد سے بچ گیا ہے!
وہ بولا۔ خدا تمہارا ستیاناس کرے۔ تمہاری تجویز سے میں تباہ ہو گیا ہوں جب میں
شراب میں تر ہوئے ہوئے دانے بکھیر کر دو گھنٹہ کے بعد واپس گیا۔ تو دیکھا۔ کہ
نہر کے کنارے پر وہ تمام غلہ جمع ہے۔ اور ایک بڑھا تو اس کوتے کو وہاں سے
ایک دانہ اٹھانے دیتا ہے۔ جو اس کو میرے کھیت سے تین دانے نکال کر
دیتا ہے +

۲۷۵

ایک لالہ صاحب نے کسی چوبے کی جاپہت (ضیافت) کی۔ گھر میں بلا کر خوب
لڈو کھلائے جب چوبے جی کھا چکے۔ تو لالہ صاحب نے کہا۔ کہ کہو مہاراج کچھ اور
جیمو گے؟ چوبے جی بولے۔ نہیں ان داتا۔ لالہ جی نے کہا۔ کہ اچھا چار آنے فی لڈو
یہ سنتے ہی چوبے جی چار عدد سالم کھا گئے۔ لالہ صاحب نے فرمایا۔ اب کے کھاؤ
تو آٹھ آنے حضرت چار اور اڑا گئے۔ لالہ صاحب جی نے فی لڈو ایک روپیہ کر دیا
تو چار ہی اور ڈکار لئے۔ بعدہٗ فی لڈو دو روپیہ کی آواز سنکر پھر چوبے جی جم ہو گئے
غرضکہ سولہ روپیہ تک حساب جا پہنچا جب چوبے جی خوب آنند ہو گئے۔ اور لگیں گھیر
بند ہونے۔ تو دریا کے کنارے جا کر ریت میں لوٹ لگانے لگے۔ وہاں تقدیر سے
ایک پھولا ہوا گدھا مرا پڑا تھا۔ چوبے جی کا ہاتھ لوٹتے لوٹتے کہیں گدھے کے پیٹ
پر جو جا پڑا۔ تو فرماتے کیا ہیں۔ کہ واہ مہاراج تم نے بھی کسی اچھے بھاگوان کے ہاں
جیما ہے۔ ضیافت کی چاٹ میں تنہا پھیری تو ہو ہی رہی تھی۔ گدھے کے ا۰۰۰۰
تک نوبت پہنچ گئی۔ تو چوبے جی کیا کہتے ہیں۔ کہ مہاراج تم نے تو جیما ہے۔ اور تیل
بھی باندھ لائے۔ پھر لڈوؤں کا جو خیال آیا۔ تو جھٹ اُٹھ بیٹھے۔ دیکھتے ہیں۔ کہ گدھا مرا
پڑا ہے۔ لاحول ولا قوۃ +

۲۷۶

ایک گنوار کسی شہر میں تنخواہ کھانے آیا۔ اور گاؤں میں پہنچکر اپنے یار دوستوں سے

کہنے لگا۔ کہ بھئی ہم نے تو کہاں صاحب کی شادی میں خوب جتو تجن دیٹا۔ ایک
عجب جدو رہتا۔ کہ تجن سالے ماں بیر گرو بیٹے تھے۔ یہ سنکر ایک اور گنوار کی مال
چونکی۔ تو کیا کہتا ہے۔ کہ "لانیو بھائی میرے منہ میں تہو کو۔ دیکھوں جتو تجن کا کیسا
جائیکا (ذائقہ) ہے" گنوار صاحب نے جوابدیا۔ کہ "سہو ہے تیرے منہ میں کیوں
تہوکوں۔ میں اپنے گانوں کے کوآمیں نہ تہوکوں۔ جو سارے گانوں کو جتو تجن بنتے
آجائے ✦

۲۷۷

ایک لالہ صاحب کسی سررشتہ میں محرر تھے۔ ایک رپورٹ میں باد جمال لکھا ہوا
دیکھا۔ لکھنے والے پر آپ بہت خفا ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اس کو باد جمال لکھنے
کی کیا ضرورت تھی۔ یہ یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔ کیونکہ باد کے معنی ہوا اور جمال کے
معنے حسن۔ اگر کسی رنڈی کے مقدمہ میں لکھا جاتا۔ تو بے شک ٹھیک تھا۔ یعنی یہ حسن
کے اوپر تھا مطلب یہ کہ رنڈی کے ✦

۲۷۸

ایک حکیم صاحب ایک شخص کی ملاقات کو گئے۔ نام پوچھا۔ اس آفت کے
مارے کی زبان سے نکلا۔ کہ اس ناچیز کو [illegible] کہتے ہیں۔ حکیم صاحب نے
جوابدیا ؎

ضعف آپ تنا میں تو انا تاسن ہوئیں   مخرج مادہ دہم دافع آماس ہوئیں

۲۷۹

ایک پٹواری عید قربان کو تحصیلدار صاحب کے سلام کو گئے۔ تحصیلدار صاحب نے
از راہ لطف و اخلاق فرمایا۔ کہ مجھکو آج تمہارے گھر گوشت بھیجنے کا مطلق خیال نہ رہا
پٹواری نے کس حاضر جوابی سے کہا۔ کہ غریب پرور میں تو ہر روز حضور کی ہی گوشت کہ آپ

۲۸۰

بعد نوکر نے اشارے سے کہا۔ کہ کہانا تیار ہے۔ رئیس مہمان سے بولے۔ کہ تقصیر معاف۔ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ تو ایک کام کر آؤں۔ یہ کہکر باورچی خانہ میں پہنچ گئے تقدیر سے واپسی میں ایک چاول اُنکا رہ گیا تھا ظریف تاڑ گیا۔ اور پوچھا۔ کہ آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ رئیس بولے۔ پاخانہ پھرنے گیا تھا ظریف نے جواب دیا۔ کہ جبہی آپ کی داڑہی میں ایک کرم لگا ہوا ہے +

۲۸۱

ایک نہودت ہی پرانے خیالات کے سیدہے سادہے سرکاری عہدہ دار پیٹ بہرکے رشوت لینے والے کو عرصہ سے قبض کا عارضہ تھا۔ گو دل کے سخی تھے طول زمانہ اور اشتداد مرض سے قبض بواسیر کی طرف بہول گیا۔ یہ نزلہ بر عضو ضعیف میریزد۔ بہت کچھ معالجہ کیا مگر کچھ سود نہ ہوا۔ آخر کار تقضائے کار ایک منچلے ظریف مزاج حکیم کا گذر ہوا۔ بعد ذوق و شوق بسیار پوچھا پوچھی ہشیار عہدہ دار موصوف نے اپنا حال زار بیان فرمایا۔ دو گھنٹہ تک حکیم صاحب کا دماغ خالی کیا۔ چونکہ حکیم صاحب موم شناس تھے۔ اور حضرت عہدہ دار صاحب کے حالات سے بہی خوب واقف تھے۔ بعد بناءً علی و فکر و دوہ بازی کے قلم اُٹھاکر گوبیوں کا نسخہ تحریر کیا۔ جنو اول دسوت تھا ظریف مزاج طبیب صاحب نے اس پر نقطے بہی دیدیئے عہدہ دار موصوف نے نسخہ کو پڑھکر زور سے قہقہہ لگایا۔ حکیم صاحب نے مسکرا کر کہا۔ کہ قبلہ جب تک نسخہ موافق مزاج نہ ہو کبھی مفید نہ ہوگا۔ اسی لحاظ سے وہ دوا تجویز کی گئی ہے جس سے حضور کے مزاج کو بالخاصہ مناسبت و رغبت ہے۔ اگر یہ گوبیاں شربت دینار کے ہمراہ تناول فرمائینگا۔ تو بہت جلد شکایت موجودہ رفع ہوجائیگی۔ حکیم صاحب سلام کرکے رخصت ہوئے۔ مہذب ہم نشیں منہ میں رومال دیکر خاموش ہو رہے مضائقہ کرے۔ کوئی کنفوڈا ہو +

۲۸۲

دو احمق راستہ میں ہمسفر ہوگئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ آؤ اپنی

اپنی آرزوئیں بیان کریں۔ کہ رستہ باتوں میں خوب کٹتا ہے۔ پہلا بولا۔ کہ میں تو خدا سے بکریوں کے گلے چاہتا ہوں۔ کہ ان کے گوشت اور دودھ سے نفع اٹھاؤں دوسرے نے کہا۔ میں تو بھیڑیوں کا گلہ چاہتا ہوں۔ کہ انہیں تیری بکریوں میں چھوڑ دوں۔ تاکہ کچھ باقی نہ چھوڑیں۔ اس نے کہا۔ یہی منہ یاراں اور ساتھ رہنے کا یہی حق ہے۔ غرض دونوں غل مچانے لگے۔ اور جھگڑا کرنے لگے۔ اور لڑائی نے خوب زور پکڑا۔ تھپڑ اور مکے سے لڑے۔ اور گریبان پکڑے۔ آخر اس بات پر راضی ہوئے۔ کہ جو شخص پہلے سامنے آوے وہ پنچ ہو۔ اتنے میں ایک بڈھا دو گدھے لئے ہوئے آیا۔ کہ ان پر شہد کی دو مشکیں تھیں۔ دونوں نے اپنی بات اس سے کہی۔ بڈھے نے دونوں مشکیں اتار کر ان کے منہ کھول دیئے۔ کہ دونوں کا شہد بہ گیا۔ پھر بولا۔ کہ اگر تم دونوں احمق نہ ہو۔ تو خدا اس طرح میرا خون بہائے مگر میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ بڈھا دونوں سے زیادہ احمق تھا۔ جس نے اپنی مشکوں کا یہ حال کیا ✣

۲۸۳

ایک شخص نے ایک مزدور سے کہا۔ کہ شیشیوں کا ٹوکرا اٹھا کر لے چلے مزدوری ٹھہری۔ کہ تین باتیں ایسی بتائے۔ کہ جن سے مزدور کو فائدہ ہو۔ جب رستے کی ایک تہائی پر پہنچے۔ تو مزدور نے کہا۔ کہ لاؤ پہلی بات۔ اس نے کہا۔ کہ جو کوئی تجھ سے یہ کہے۔ کہ سیری سے بھوک اچھی ہے۔ تو نہ مانیو۔ اس نے کہا۔ اچھا۔ جب آدھی دور پہنچے۔ تو کہا۔ کہ لاؤ دوسری بات۔ اس نے کہا۔ کہ جو شخص تجھ سے کہے۔ کہ سواری سے پیدل چلنا اچھا ہے۔ تو کبھی سچ نہ جانیو۔ اس نے کہا۔ اچھا۔ جب وہ شخص گھر کے دروازہ پر پہنچا۔ تو مزدور نے کہا۔ لاؤ تیسری بات اس نے کہا کہ جو کوئی تجھ سے کہے۔ کہ کسی نے تجھ سے بھی زیادہ احمق دیکھا ہے۔ تو باور نہ کیجیو مزدور نے ٹوکرا سر سے پھینک دیا۔ کہ سارے شیشے ٹوٹ گئے۔ اور کہا۔ جو کوئی تجھ سے کہے۔ کہ ٹوکرے میں کوئی شیشہ بھی بچا ہے۔ تو کبھی یقین نہ کیجیو ✣

۲۸۴

اصفہان کے دولتمندوں میں سے کسی شخص کے دروازہ پر فقیر مانگتا ہوا آیا اور کچھ سوال کیا۔ اس شخص نے سنکر غلام کو پکارا۔ کہ مبارک عنبر سے کہدے کہ وہ جوہر سے کہدے۔ اور جوہر یاقوت سے کہے۔ اور یاقوت الماس سے کہے۔ اور الماس فیروزہ سے۔ اور فیروزہ مرجان سے اور مرجان اس فقیر سے کہے۔ کہ خدا تجھے کو بخشش دے (یعنی اس وقت کچھ حاضر نہیں) فقیر نے بھی سنا۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔ کہ یا اللہ جبرائیل کو حکم دے۔ کہ میکائیل سے کہے۔ اور میکائیل دردائیل سے کہے۔ وہ کیکائیل سے کہے۔ اور کیکائیل اسرافیل سے کہے اور اسرافیل عزرائیل سے کہے۔ کہ وہ اس کنجوس کی جان قبض کرے۔ سوداگر شرمندہ ہوا۔ اور فقیر نے اپنی راہ لی +

۲۸۵

ایک شخص درہموں کی تھیلی لیکر گدھا خریدنے کے لئے گھر سے بازار کو چلا۔ رستے میں ایک اور شخص ملا۔ اور پوچھا۔ کہ کدھر۔ کہا کہ بازار سے ایک گدھا خریدونگا اس نے کہا۔ کہ انشاءاللہ تو کہ لے۔ اس شخص نے کہا۔ کہ درہم جیب میں اور گدھا بازار میں۔ انشاءاللہ کہنے کا کیا موقع ہے۔ جب بازار میں پہنچا۔ تو اتفاقاً کسی جیب کترے نے اس کے جیب پر ہاتھ مارا۔ اور تھیلی اڑا لے گیا۔ جب گھر کو پھرا تو وہی شخص پھر سامنے آیا۔ اور کہا کدھر سے؟ اس نے کہا بازار سے انشاءاللہ۔ درہم میرے چوری گئے انشاءاللہ۔ گدھا نہ لیا انشاءاللہ۔ اور میں مفلس رہ گیا انشاءاللہ۔ اور تجھپر لعنت ہو۔ انشاءاللہ۔

۲۸۶

ایک شخص نے اپنے دوست کی دعوت کی۔ اور ہر قسم کے بڑے مکلف لوازمات کھانے بھیج پہنچا کر کہا۔ کہ صاحب یہ غریبانہ دال دلیا نوش فرمائیے۔ وہ حیران ہوئے۔ کہ جب یہ غریبانہ دال دلیا ہے۔ تو پھر میرے گھر میں جو ہیچ وپوچ

کا وال دلیا اور ساگ پات ہوگا۔ وہ کیا ہوگا۔ چنانچہ جب اس کی دعوت کی نوبت آئی۔ تو اس نے اپنے دوست کو سر دسترخوان پر لاکر براہ انکسار کہا۔ کہ یہ حضاب "گرہ گوبر" حاضر ہے۔ قبول فرمایئے +

۲۸۷

چند روز ہوئے۔ کہ ایک دلہن چوڑی والوں کے بازار سے گذر رہی تھی رفتار میں غضب کی تیزی اور چالاکی تھی۔ ایک دراز ریش مگر ظریف طبع نے کہا۔ اللہ رے تیز رفتاری شاٹگیں ہیں۔ یا چلتی ہوئی تیز قینچی کے پرزے۔ عورت نے مسکرا کر کہا۔ اے ہاں بڑے میاں۔ جب ہی نکلتے وقت داڑھی لیکر نہیں نکلے تھے۔

۲۸۸

ایک کنواری لیڈی کتابوں سے اپنا دل بہلایا کرتی تھی۔ اس کو ایک رسالہ کی ضرورت پڑی جس کا نام تھا۔ بانکا شوہر۔ ایک دوست کو لکھا۔ کہ بانکا شوہر ڈاک میں بھیجدو ہیں۔ ادہر سے جواب ملا۔ جناب بانکا شوہر کتب فروشوں کے پاس نہیں ملا۔ البتہ جاندار کی ضرورت ہو۔ تو نیازمند حاضر ہے۔ کل ہی ڈاک گاڑی میں پہنچ جاؤنگا +

۲۸۹

ایک شخص نے ایک سائیس نوکر رکھا۔ اور وعدہ یہ ہوا۔ کہ جب ہم کو خوش کرو۔ تب ہی تنخواہ کی ترقی ہوگی۔ ایک روز اتفاق سے گھوڑا اصطبل سے کھُل گیا سائیس تلاش کرنے لگا۔ آخر ڈہونڈتے ڈہونڈتے مالک کے پاس بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ حضور ادہر گھوڑا تو نہیں آیا۔ مالک کو بے ساختہ ہنسی آئی۔ اور کہنے لگا۔ کہ ارے او احمق کبھی گھوڑے بالاخانوں پر بھی آئے ہیں۔ سائیس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ کہ حضور پہلے تو میری ترقی کر دیجئے۔ حضور کا وعدہ ہے کہ جب میں خوش ہونگا۔ ترقی کرونگا۔ سو آج آپ خوش بیٹھے ہیں +

۲۹۰

ایک شخص کو راستہ میں ایک سکھہ گھوڑی پر سوار ملا - راہرو نے دیکھا - کہ گھوڑی گیابن ہے - اس سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا - بھائی گبھن گھوڑی سکھا ای" سوار اسی کی بولی میں لڑکھڑا کر بولا "دو ہیں اکھیں اکھاایں +

۲۹۱

ایک میراسی کو ایک امیر کے دربار سے ایک گھوڑا انعام ملا - مگر میراسی کا مطلب تھا - کہ گھوڑی انعام ملتی - میراسی نے گھوڑے کے گلے میں ایک گھڑا مٹی سے بھر کر باندھ دیا - اور جبر سے امیر کی سواری گذرتی تھی - گھوڑے کو لیگیا - اتنے میں امیر نے بھی یہ صورت دیکھی - تو میراسی کو بلا کر کیفیت پوچھی - میراسی نے بیان کیا - کہ حضور اس کے خصیے اتنے بڑے ہیں - کہ یہ سمجھا تھا - کہ اگر گھڑا باندھ کر بوجھ برابر نہ کیا - تو پیچھا اپنی قدر بھاری ہوگا - کہ یہ الٹ جائیگا - امیر مطلب سمجھ گیا - اور اس کو گھوڑی دلوادی

۲۹۲

ایک میراسی ایک روز سفر میں تھک کر دعا مانگتا جاتا تھا - کہ یا اللہ مجھے سواری کے لئے اپنی درگاہ سے ایک گھوڑا عطا کر - اتفاقاً اسی اثنا میں ایک رسالہ کا سوار اسی طرف سے گذر رہا تھا - اور اس کی گھوڑی گیابن تھی - اس نے راستہ ہی میں بچہ دیا - اس نے جا کر میراسی کو پکڑ لیا - اور جبراً اس کو بچھیرا اٹھوا دیا - میراسی بیچارہ قسمت کا مارا جو کہ پہلے ہی تھکا ماندہ تھا - اب اس پر یہ قہر نازل ہوا - دل میں نہایت تنگ ہوکر کہنے لگا - کہ تُہے سرور اُلٹی سمجھاں والیا - منگیا سی ہیٹھ لوں دتا ای اُتے لوں یعنی اے مالک اُلٹی سمجھ والے مانگی تھی گھوڑی سوار ہونے کو - اور تم نے یہ بچھیرا دیا ہے - مجھے اُٹھانیکو +

۲۹۳

صاحب بہادر - دل بہادر دیکھو - ہم ہندوستانی کا ایک ہندوستانی بول سکتا ہے بہا حضور کیوں نہ ہو حضور کی والدہ مجھ سے بہت محبت رکھتی تھیں - اور پوشیدہ میں ہندوستانی سکیتی تھیں +

۲۹۴

ایک جگہ ایک میاں جی لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن انکی میانی
پھٹ گئی۔ آپ اُسی حالت میں باہر تشریف لے گئے۔ لڑکے ایک شیطان کے
نانا ہوتے ہیں۔ دیکھکر لگے ہنسنے۔ میانجی نے ڈنڈے سے خبر لی۔ اور شام کو گھر جاکر
جامہ لونڈی کے حوالہ کر دیا۔ کہ لے اس کو درست کر دے۔ مگر وہ بیچاری بھول
گئی۔ میاں جی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ علی الصباح اسی کو پہن مکتب میں آن براجے
سب لڑکے آتے جاتے ہیں۔ اور دروازے میں جمتے جاتے ہیں جب میاں جی
نے کہا۔ کہ بھئی لڑکو اندر کیوں نہیں آتے۔ تو شیطانی لشکر نے عرض کیا۔ کہ حضرت
جس کمبخت نے کل پٹوایا تھا۔ وہ پھر آج جامہ سے باہر ہے *

۲۹۵

ایک طوائف بناؤ سنگار کرکے ادا کے ساتھ اپنے کمرہ کے برآمدہ میں کھڑی ہوئی
تھی۔ اور ریشمی پُرزر آزار بند کٹہرے پر پڑا ہوا تھا۔ اتفاقاً ادھر سے ایک خوش طبع
امیر کی سواری گذری۔ طوائف مذکور کو مخاطب کرکے بے اختیار بول اُٹھے۔ ذرا
اس سہرے کو اٹھالو۔ ہم بھی فاتحہ پڑھتے جائیں۔ وہ بازاری عورت بھلا کب چوکنے
والی تھی۔ بول اُٹھی۔ کہ حضور آپ کے قبلہ گاہی صاحب کا مزار ہے۔ ذرا ادب سے

۲۹۶

ایک افیونی سائیس ایک رئیس کے گھوڑے پر نوکر ہوا۔ سرکار کا حکم تھا
کہ دن رات گھوڑا کستے رہو۔ اتفاق سے ایک روز گھوڑا کھلکر بھاگ گیا۔ آخر بیچارہ
افیون کی پینک میں ڈھونڈتا پھرا۔ ناگاہ ایک گدھا نظر پڑا۔ دل میں سوچا۔ کہ ہو نہو
گھوڑا یہی ہے۔ پکڑ کر تھان پر باندھ دیا۔ اور حسب عادت مالش کرنے لگا جب
میاں کو سواری کی ضرورت ہوئی۔ حکم ہوا۔ گھوڑا لاؤ۔ آخر گدھا کس کر سامنے
لے گیا۔ کہ حضور گھوڑا حاضر ہے۔ میاں بہت کچھ خفا ہو کر کہنے لگے۔ کہ ارے
کمبخت یہ گھوڑا گدھا کیونکر بن گیا۔ وہ بولا حضور یہ گدھا نہیں ہے۔ ملتے ملتے

کا یہ فقرہ رہ گیا ہے ✦

۲۹۷

ایک کروڑپتی بخیل تھا۔ جب اس کے لڑکے کی شادی قرار پائی۔ تو اس نے
پوریاں اور پکانے والوں کو بلا کر کہا۔ کہ ایک سیر کی سولہ روٹیاں پکاؤ۔ اور دو کے
آگے ایک رکھو کہ دے سو کھاوے۔ بچے سو باندھ لیجاوے۔ ہرگز کسی کو منع نہ کرنا۔
وہ بولے بہت خوب۔ یہ بات سنکر کوئی آشنا بولا۔ کہ بھائی صاحب یہ شادی ہے
یا لوٹا لوٹ۔ جواب دیا۔ بندہ درگاہ جب کرتے ہیں تب لوٹا لوٹ ہی کرتے ہیں۔ تم
نے یہ مثل نہیں سُنی۔ کیا لے گئے شیرشاہ۔ اور کیا لینگے سلیم شاہ دنیا میں سخی اور شوم
کا نام ہی رہ جاتا ہے ✦

۲۹۸

تین بیوقوف ایک مینار کے پاس سے ہوکر گذرے۔ ایک نے کہا۔ کہ اگلے
زمانہ میں کیسے کیسے لمبے قد کے معمار تھے۔ جو اس مینار کی چوٹی تک پہنچے۔ دوسرا بولا۔
ارے احمق کیا ہے؟ اس کو ہر ایک بنا سکتا ہے۔ لیکن زمین پر لٹا کر بناتے ہیں۔
پھر سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں۔ تیسرے کہا اے نادان یہ ایک کنواں تھا۔ الٹ کر مینار ہو گیا

۲۹۹

ایک گنوار کی گھوڑی بچہ جننے والی تھی۔ جب کھیت سے خوند کا گٹھر باندھی۔ تو
سوچا۔ کہ ایک اس کو بچہ کا بوجھ ہے۔ سو یہ مناسب نہیں۔ کہ میں بھی سوار ہوں
اور خوند بھی لاددوں۔ اس لئے خود سوار ہو گیا۔ اور خوند کو اپنے سر پر رکھ لیا ✦

۳۰۰

ایک مرغ نے جنگل میں بانگ دی (کوکڑوں کوں) سنتے ہی گیدڑ خاں دوڑتے
ہوئے آئے۔ مرغ دیکھتے ہی درخت پر چڑھ گیا۔ گیدڑ بولا۔ آ بھائی اذان تو دی
ہے۔ نماز کو دیر نہ ہو جائے۔ جلدی اتر پڑھ لیں۔ مرغ نے کہا جب میرا امام آ
تب پڑھونگا۔ اتنے ہی میں کتے خاں صاحب پہنچے۔ گیدڑ بھاگا۔ مرغ نے درخت

ے آواز دی - کہ امام آگیا ہے - نماز پڑھ کر جاؤ - گیدڑ نے کہا - میرا وضو ٹوٹ گیا
ہے - وضو کر کے آتا ہے +

۳۰۱

ایک ڈاکٹر صاحب ذکر کر رہے تھے - کہ دل وجگر کی بیماریاں مردوں کو نسبت
ورتوں کو زیادہ ہوتی ہیں - یہ سنکر ایک جوان رعنا چلبلی طبیعت والی عورت نے جواب دیا
بیسے مرد دوسے اوروں کو دل دیتے پھرتے ہیں +

۳۰۲

ایک بادشاہ ایک فقیر کی ملاقات کو جو بالکل برہنہ رہا کرتا تھا - گیا بادشاہ نے
کہا - اے فقیر مجھ سے کچھ مانگ - فقیر نے کہا - جہاں پناہ - مجھے مکھیاں بہت ستاتی ہیں
ن سے امان چاہتا ہوں - بادشاہ نے کہا - کہ مکھیوں پر میرا اختیار نہیں - فقیر نے کہا
نہ جب مکھیوں سی حقیر چیز آپ کے اختیار سے باہر ہے - تو پھر آپ سے کوئی
لیا چاہے +

۳۰۳

ایک سنسکرت زبان فارسی خوان - اردو دان لالہ اپنی گھروالی سے الفت
دوری رکھتے تھے - اتفاقاً بی صاحب ستے سمیں ہیں کال کر گئیں (مرگئیں) لالہ صاحب
و بہت رنج ہوا - اینجانب بھی حسب رواج زمانہ ایک دن تعزیت کے لئے ان کے بیت
لحزن میں جا دھمکے - لالہ جی رو کر بیان کرتے ہیں - کہ جس دور سے لالہ تمہارے
کی والدہ کو حادثہ ہوا ہے - تلیہ کی لذت ملت ہے - نہ شراب کی - لالہ قسم سے دن ال
یہ قدر عمدہ اور خوش ذائقہ راندھت تہیں - کہ تیہ سارے کو منہ لگ پڑھات تھو -
ور ہم آغوشی میں تو ایسی آدت تہیں - کہ کچھ کہتے ناہیں جات ہے - آج چھوٹے لالہ
کی بہو نے بہانے راندہو - تھور تو نون ہے - باد کھیو ڈالو - باقی کھیوڈ لو - ودرجود
مالوں کا سن کل وجہ عرق ہوئی - تو کر گئیں - انہوں کا قصور نہیں ہے - ہندو کی
حد ضعیف ہے - [illegible]

۳۰۴

ایک بڑے مشہور مصنف نے اپنے رہنے کے لئے مختصر سا مکان سیدھی سادی وضع کا لیا۔ دوست دیکھنے آئے۔ اور متعجب ہو کر بولے۔ کہ یہ کیا آپ نے اپنی تصانیف میں تو بیان کرتے ہوئے بڑی بڑی عالیشان اور خوبصورت عمارتوں کی تصویریں کھینچی ہیں۔ اور اپنے لئے ایک بھدا مکان پسند کیا۔ مصنف نے کہا۔ ہاں سچ کہتے ہو۔ مگر یہی سمجھو۔ کہ چیزوں کی قیمت بہ نسبت الفاظ کے زیادہ گراں ہے +

۳۰۵

ایک امیر کبیر لارڈ نے بہت سے مہمانوں کی دعوت کی جن میں ایک بڑے لطیفہ باز بھی تھے۔ جب کھانا کھانے بیٹھے۔ تو لارڈ نے اپنے لطیفہ باز مہمان کیلئے ایک بڑی رکابی میں شوربا منگایا جس میں صرف ایک مٹر کا دانہ تھا۔ بذلہ سنج نے دیکھ کر جھٹ منہ بگڑے ہوئے ٹوپی اتار کر پھینک دی۔ پھر کوٹ اتارنے لگے۔ لوگوں نے اس نئے انداز کی وجہ پوچھی۔ آپ نے چہرہ بنا کر کہا۔ بھئی مجھکو اس میں ایک مٹر کا دانہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ یوں تو ہاتھ نہ آئیگا۔ اب غوطہ لگانے کی فکر کر رہا ہوں +

۳۰۶

بارہ بجے تھے۔ چوکیدار حلوائی کی بھٹی میں سو رہا تھا۔ گلی کا کتا اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔ کہ ایک خوش وضع رنگین طبع شاعرہ نے اپنے شوہر سے میٹھی میٹھی باتیں اور دلربائی کی گھاتیں شروع کیں۔ میاں ہم نے ایک غزل کہی ہے۔ مگر بہر تک مارا مطلع نہیں موزوں ہوتا۔ لگے ہاتھوں ایک مطلع نہیں کہہ دیتے۔ اس کا ایک شعر یہ ہے۔

بجتے ہیں سدا آنکھوں کی یہاں خون کے دریا — یہ کام تو ہرگز بجز قلزم [illegible] نہ ہوگا

اتفاق سے چور چپکے چپکے بیٹھا راولی سے سن رہا تھا۔ ادھر خطرہ یہ کہ چور بھی شا[illegible] [illegible] حضرت اور شاعر کے گھر چوری کرنے کو آئے۔ سوچتے [illegible] نہ ہوئی۔ [illegible] مطلع اچھا بلند ہے۔ سامنے آکھڑا ہوا۔ اب قیامت کا سامنا ہے۔ بولیں تو شکل

کسی جا بیٹھیں چپ رہیں۔ تو ذہن کند ہو جائے۔ آپ سے آخر نہ رہا گیا۔ ایک دفعہ باواز بلند بول اُٹھے۔ کہ ؎

کوا کوئی لیں گھر میں تیرے ہم سے نہ ہوگا ‏ ‏ جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہ ہوگا

۳۰۷

کہتے ہیں۔ ایک کسبی تھی۔ مصری اس کا نام تھا۔ کوئی نئے گبھرو تماش بین (کماجگر راؤ) وہاں جا پہنچے۔ عورت کی لگاوٹ باز میٹھی میٹھی باتوں سے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور ایسی مزے میں آئے۔ کہ لگے آپ بھی ظرافت کی لینے۔ میوہ یا مشتاق نے اس کا نام پوچھا جب اس نے کہا۔ کہ مجھے مصری کہتے ہیں۔ تو کندہ ناتراش بول اٹھے کہ مصری کون کہتا ہے۔ تم تو نری شیرہ ہو۔ عورت تھی چرچری فوراً ہی منہ پر تھپیڑ لگا مارا۔ کہ جس طرح آپ خوش ہوں۔ ہم شیرہ (ہمشیرہ) ہی سہی پھر تو تماش بین یہ منہ کی کھا کر ایسا کھویا گیا۔ کہ ذرا نہ بات کر سکا +

۳۰۸

ایک چوکیدار سے کسی نے پوچھا۔ کہ تم رات کو جاگتے رہنا جاگتے رہنا کیوں کہا کرتے ہو۔ جوابدیا صرف اپنی جاگ کی ثبوت کے لئے۔ ورنہ ہم کوئی چوری کے ذمہ وار نہیں +

۳۰۹

ایک لڑکے کا کفش چوری گیا۔ لڑکے نے اُستاد سے فریاد کی۔ کہ مولوی صاحب میرا کفش گم ہو گیا۔ بہت ڈھونڈا۔ لیکن کچھ پتہ نہیں ملتا۔ استاد صاحب نے فرمایا کہ غیاث اللغات میں کاف کے باب میں دیکھ کفش مل جائیگا +

۳۱۰

ایک فقیر نے ایک ملازم سے کمبل کا سوال کیا۔ چونکہ ان کو تنخواہ نہ ملی تھی کہنے لگے۔ واہ میاں صاحب سکا۔ نہیں شیم ہی آپ کمبل طلب کرتے ہیں +

۳۱۱

ایک مسخرے نے کسی مولوی صاحب سے کہ جن کے باپ کا نام شیر تھا۔ دریافت کیا۔ کہ کیوں حضرت چند مولوی صاحبوں میں اس امر پر اختلاف ہے۔ کہ شیر حرام ہے یا حلال آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔ مولوی صاحب نے فی الفور جواب دیا۔ کون احمق شیر کو حلال کہتا ہے۔ مسخرے نے کہا۔ کہ اس طرح تو آپ حرامزادے ہوئے ۔*

۳۱۲

چندا نامی ایک طوائف دکن حیدر آباد میں تھی جس کی حاضر جوابی اور ذہانت کی کہاوت آجتک مشہور ہے۔ ایک روز محفل رقص میں ناچتی ہوئی آگے بڑھی اب فرش پر کوئی جوتا پڑا ہوا تھا۔ اس کے دامن سے اٹک گیا۔ وہ گھسٹتا ہوا ساتھ ساتھ چلا آیا حاضرین محفل سے ایک امیر صاحب دیکھتے ہی ظرافتاً گویا ہوئے کہ کیوں صاحب آپ کا جوڑا آپ کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ رقاصہ نے بلاتامل جواب دیا کہ ہاں حضور خاکسارہ کا جوڑا خاکسارہ کے ساتھ ہی رہتا ہے لیکن امیروں کے جوڑے ہمیشہ خدمتگاروں کی بغل میں رہتے ہیں (دستور ہے کہ جب امیر کسی محفل میں جاتے ہیں۔ تو لب فرش جوتا اتار دیتے ہیں۔ اور خدمتگار اس کو اٹھا کر بغل میں رکھہ لیتے ہیں) یہ دنداں شکن جواب سنکر حضرت ظریف الطبع بہت سٹ پٹائے کچھہ نہ بن پڑی بغلیں جھانکنے لگے۔ اپنے بولنے پر سخت نادم اور پشیمان ہوئے ۔*

۳۱۳

ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی کی شکایت کی۔ اور سمجھا۔ کہ اس نے ضرور خربزے کھائے ہیں۔ کیونکہ اس کی چارپائی کے نیچے خربزہ کے چھلکے پڑے تھے۔ ان کے ایک شاگرد نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہاں دیکھا۔ پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ اپنے زجر و توبیخ شروع کر دی۔ کہ تم نے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھہ لاکھہ کہتا ہے۔ آپ ایک نہیں مانتے جب اس نے پوچھا۔ کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے۔ تم نے نمدا کھا لیا ۔

۳۱۴

ڈاکٹر کا ملازم (توبہ توبہ) اس سے پہلے مالش کو کہڑے ہوئے۔ خفتہ جواب ہے مجھے اس کا نسخہ بالکل یاد نہیں رہا۔ ڈاکٹر ہو۔ دیکھو اب اس سے بہت زیادہ قیمت مانگنا۔ تاکہ وہ سمجھے تمہیں اس کے تیار کرنے میں بہت وقت ہوئی ہے +

۳۱۵

ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتایئے۔ اس کے گلے میں خدا جانے۔ کیا پھنس گیا ہے۔ یا کیا ہو گیا ہے۔ طبیب عقلمند تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اونٹ کے گلے میں تربوز پھنس گیا ہے۔ اس نے اونٹ کو لٹا کر اس کے گلے پر مونگریاں ماریں۔ کہ وہ ٹوٹ کر نیچے اتر گیا۔ ایک نیم حکیم جو اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ ان کو گھینگے کے علاج کا نسخہ ہاتھ آیا۔ گھینگے والا شخص ملا۔ آپ نے اس کو لٹا کر حلق پر اتنی مونگریاں ماریں۔ کہ وہ مر گیا +

۳۱۶

ایک آغا صاحب عرصہ سے ہندوستان میں مقیم تھے۔ ایک دن اپنے ایک دوست کے ہاں کسی تقریب میں تشریف لے گئے۔ ڈومنیاں گا رہی تھیں "رنگیلی چھبیلی دلہن" کسی نے پوچھا "آغا فہمیدی کہ چہ مے سرایند" آپ نے جواب دیا "از عرصہ دراز در ہند مقیم چرا نہ فہمم۔ میگویند رنگیلی چھبیلی یعنی شش گربہ رنگین۔ معقول +

۳۱۷

ایک مسافر سرائے میں بھٹیاری کے ہاں ٹھہرے۔ اور آٹا لا کر روٹی پکانے کو دیا۔ بھٹیاری نے آٹا گوندھ کر پیڑے بنانا شروع کئے۔ اور مسافر کی طرف دیکھنے لگی۔ کہ آنکھ بچے۔ تو کچھ اڑاؤں۔ اتنے میں مسافر کسی بات میں مشغول ہوا بھٹیاری نے جھٹ پانچواں پیڑا جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ پانی کے بھرے ہوئے کٹورے میں ڈالدیا۔ مسافر کی جو آنکھ اٹھی۔ تو بھٹیاری نے مسافر سے کہا۔ میاں تمہارے کے بھائی ہیں۔ مسافر تھا حاضر جواب۔ کہنے لگا۔ کہ ہم پانچ بھائی تھے۔ ایک پانی میں ڈوب گیا +

۳۱۸

مہاراجہ کشن چند نے گوپال بھانڈ سے ایک روز کہا۔ کہ ہماری اور تمہاری صورت ملتی ہے۔ اس وجہ سے مجھے کچھ شبہ ہوتا ہے۔ کیوں تمہاری والدہ تو کبھی کبھی یہاں نہیں آتیں تھیں۔ گوپال بھانڈ کب چوکنے والا تھا۔ تڑ سے جواب دیا۔ کہ حضور والدہ تو نہیں آتی تھیں۔ البتہ میرے والد ایک دفعہ آئے تھے +

۳۱۹

ایک حکیم صاحب کو ایک روز ایک مریض نے علاج کے لئے طلب کیا۔ حکیم صاحب نے کہا۔ رات کو کون دو میل جاوے۔ لہٰذا ٹیلیفون طلب کیا۔ اور علاج بتا دیا۔ لیکن جب روپے لینے کا وقت آیا۔ تو ایک حکیم صاحب نے سوچا۔ کہ اب تو مریض کے مکان پر ضرور جانا چاہئے کیونکہ ع

ہر سخن موقعہ و ہر نکتہ مقامی دارد

۳۲۰

ایک اندھا بیراگی کاشی جی میں سن کرنے کے لئے گھاٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ گرہن میں دہی پیڑے کھا رہا تھا۔ کہ کسی پنڈے نے کہا۔ کہ سورداس جی گرہن میں کیا غضب کرتے ہو۔ کہ کھا رہے ہو۔ اندھے نے جواب دیا۔ کہ مہاراج میرے نزدیک ہمیشہ ہی گرہن ہے +

۳۲۱

ایک بابو صاحب ہر لفظ کے ساتھ لفظ تابع مہمل اکثر بولا کرتے تھے۔ ایک روز حکیم صاحب سے پرہیز کی بابت پوچھ رہے تھے۔ آم سے ازحد شوق تھا۔ بولے کہ آم وام بھی کھاؤں یا نہیں۔ حکیم صاحب نے بذلہ سنج جوابدیا۔ یا حضور والدہ والدہ کھائیے۔ آگے آپ کو اختیار ہے +

۳۲۲

ایک میراسی سے کسی بھلے مانس نے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے جوابدیا۔ میرا

نام ہے حرامزادہ۔ دوسرے شخص نے تمسخر سے کہا۔ کہ نام تو اچھا ہے۔ عیسیٰ بولا۔ اگر حضور کو پسند ہے۔ تو لے لیجئے۔ میں اور نام رکھ لونگا +

۳۲۳

ایک صاحب دعوت سے آئے۔ تو پیٹ میں درد ہوا۔ بیوی نے کہا۔ تھوڑی اجوائن کھا لو۔ کہا اگر پیٹ میں جگہ ہوتی۔ تو وہاں اور دو لقمے نہ ڈال لیتا +

۳۲۴

ایک فوجی افسر اعلےٰ کی رائے ہے۔ آئندہ جب کبھی لڑائی ہو۔ تو رسالے نے گھوڑوں کی گاڑیوں پر بھیجا جائے۔ پلٹن بائسکلوں پر۔ اور توپ خانہ بہت وزنی ہے۔ لہٰذا یہ بالکل ہی نہ جائے ؎

۳۲۵

ریاست جھالرا پاٹن کے معدلت گستر والی ریاست کا نام رانا ظالم سنگھ ہے۔ خدا کرے۔ اسم بامسمیٰ نہ ہوں۔ ورنہ شعرا کو مدحیہ قصائد لکھنے میں دقت ہوگی +۔

۳۲۶

ایک مرتبہ جج عدالت خفیفہ رنگون کے سامنے ایک مزیدار مقدمہ پیش ہوا۔ ایک سوداگر کی طرف سے دو سو پینتیس روپیہ کا دعوےٰ ایک لیڈی پر دائر ہوا۔ لیڈی نے جواباً دعوےٰ میں لکھوایا۔ کہ میں نے پہلے شوہر کی زوجیت میں بیشک یہ قرضہ لیا تھا جو ولایت میں جا کر مر گیا ہے۔ لیکن اب تو بندی نے دوسرا خصم کر لیا ہے۔ لہٰذا اس قرضہ گذشتہ کی نہ میں ذمہ دار ہوں۔ نہ میرا شوہر حال +

۳۲۷

ایک عورت اپنے خورد سال بچے کو دریا کے کنارے نہلا رہی تھی۔ چند ظریف ادھر سے گذرے۔ عورت کو خوبصورت پا کر خیال کیا۔ کہ اس سے مذاق کرو۔ قریب جا کر اپنے ہمراہی سے کہنے لگا۔ کہ یار میرا لڑکا بھی ہوبہو اس لڑکے سا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری عورت یہی ہے۔ یہ سنکر عورت نے لڑکے کے سر پر ایک دست رسید کیا۔ اور

کہنے لگی۔ کہ تیرا باپ بڑا زناکار بدکار ہے۔ کہ اس شخص کی جورو سے بھی بدفعلی کی۔ کہ تیرا سا لڑکا وہاں بھی پیدا ہوا ظریف یہ سنکر خاموش چلدیا +

۳۲۸

جارج (اپنی میم سے) پیاری آج ۳۱ دسمبر ہے۔ پس یہ سال گذر جائیگا۔ اور رات کے بارہ بجے نیا سال آجاویگا۔ میم صاحبہ۔ تو لیمپ جلا رکھو۔ اور ہم آج رات نہیں سوئینگی جارج بہلا یہ کیوں! میم صاحبہ تاکہ میں روشنی میں سال کو گذرتا ہوا اچھی طرح دیکھہ سکوں +

۳۲۹

ایک صاحب بہادر تازہ آمدہ ولایت گرمی کے موسم میں بالاخانہ پر اجلاس فرمایا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز چوری کی گائے معہ ملزم گرفتار ہوکر آئی۔ بروقت پیشی مقدمہ صاحب نے حکم دیا۔ کہ گائے کو بالاخانہ پر حاضر کرو۔ سررشتہ دار نے عرض کی۔ کہ حضور گائے اوپر نہیں آسکتی۔ صاحب بہت کھسیاتے ہوکر نیچے آئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ گائے کہاں ہے جس وقت اس کا ملاحظہ فرمایا۔ تو صاحب نہایت غضب سے لال لال آنکھیں دکہاکر اور چوتڑ پیٹ کر کہنے لگا۔ کہ ول منشی تم نے ہم کو بڑا تکلیف دیا۔ تم گائے گائے بکتا تھا۔ یہ کیوں نہیں کہا۔ کہ بیل کا میم صاحب ہے +

۳۳۰

ایک دیسی افسر سرکاری ملازمت بھگت کر وقت متعینہ پر پنشیات ہوا۔ کسی دوست نے عندالملاقات بعزت وحرمت ملازمت سرکاری سے سبکدوش ہونے اور پنشن پانے پر مبارکبادکہی۔ اور پوچھا۔ کہ آپ کی جگہ کون صاحب مقرر ہوئے۔ آپ لکھے پڑہے تو کچھ واجبی ہی تہے۔ مگر موقع پر اظہار لیاقت بہت مدنظر رہتا تہا۔ آپ نے کمال استغنا سے ریش مبارک پر ہاتھہ پہیر دیا۔ کہ بہا ئی ؏

ماراچہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

۳۳۱

ایک راجہ صاحب چشم بددور ماشاءاللہ عقل بہت زیادہ رکھتے تہے۔ ایکدفعہ کسی دوسرے

ریاست کے دربار سے سفیر کسی مشورت کے لئے آئے۔ ان راجہ صاحب کے شیرازی تدبیر نے سمجھا کہ جب اس ریاست کے سفیر راجہ صاحب کے حضور میں پہنچیں گے۔ تو ان کو ان کی عقل کا اندازہ ہو جائیگا۔ تو بیرخفت ہو جائیگی۔ اس لئے ان کو بکی سے بچنے کی یہ تدبیر سوجھی۔ روشن ضمیر راجہ صاحب کے خصیوں میں رسی باندھ کر دربار کے تخت کے نیچے سے نکالکر ایک وزیر کی چوکی کے پاس سے نکال دی۔ اور راجہ صاحب کو سمجھا دیا کہ جب آپ کوئی نامناسب بات کرتے ہونگے۔ تو اس رسی کو جھٹکا دینے سے سمجھا خاموش ہو جائیگا چنانچہ جب ریاست غیر کے سفیر دربار میں حاضر ہوئے۔ تو راجہ صاحب نے ان سفیروں سے پہلی بات یہی دریافت کی۔ کہ "در ملک شما ہم خصہ ہا را زہ مے اندازند" وہ سنکر حیران ہو گئے۔ اور سمجھے کہ شاید کچھ سمجھ کی غلطی ہوگی۔ ورنہ ایسا سوال یہ پہلے پہل کا ہے۔ کہ پوچھتے اس لئے وہ بولے "قبلہ عالم چہ فرمودند" اتنے میں نیچے سے رسی بھی کھینچی گئی تھی۔ کہ کوئی اور بات نہ کہدیں۔ تو راجہ صاحب نے فرمایا "بحال کشیدند" اب سفیر بیچارے حیران حال کشیدند کا مطلب کیا ہے۔ اور یہ معلوم کرنے کے بغیر ہی ان کو واپس جانا پڑا +

۳۳۲

اُستاد نے سوال کیا۔ کہ اگر ایک کام کو آٹھ دن میں پندرہ آدمی پورا کریں۔ تو سولہ دن میں کتنے آدمی کرینگے۔ شاگرد نے جوابدیا۔ کہ ساڑھے سات آدمی اور ایک لڑکا بشرطیکہ لڑکا مردوں سے نصف عمر رکھتا ہو۔ ورنہ حساب پورا نہ ہوگا +

۳۳۳

گھروالی۔ جتنے شخص مجھے ایک ہفتہ میں ملنے آتے ہیں۔ تنے میں تمہارے پاس ہر روز دیکھتی ہوں۔ ابھی تک یہ بھی نہیں جانتا۔ شاگرد نے جوابدیا۔ کہ جناب خادمہ۔ بی بی اگر آپ بھی لوگوں سے اچھی طرح سلوک کریں۔ تو ممکن ہے آپ کے دوستوں کی تعداد بھی بڑھ جائے۔ کیونکہ اس کا پتہ دونگا +

۳۳۴

ایک عورت نے ایک لڑکے سے نصیحت کی۔ کہ بیٹا تو جھوٹ نہ بولا کر جھوٹ بولنا بہت بری بات ہے۔ اس نے کہا۔ کہ لے اماں سچ بولنے میں جوتیاں پڑنے کا خوف ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں بیٹا سانچ کو آنچ نہیں۔ اس لڑکے نے کہا۔ کہ اچھا سچ تو یہ ہے۔ کہ میرے باپ کے انتقال کو ۲ برس کا عرصہ ہوا۔ تم جواب بناؤ سنگار کر لی ہو۔ کس کے دکھانے کو۔ ماں جوتی لیکر مارنے دوڑی۔ لڑکا اٹھ کے جو بھاگا۔ خالہ کے گھر گیا۔ دروازے کے دراڑ سے جھانک کر جو دیکھا۔ تو خالہ ننگی بیٹھی ہیں۔ اور لوڑا لگا کے بال اکھیڑ رہی ہیں۔ یہ چپکا کھڑا رہا۔ جب وہ فارغ ہوئیں۔ تو اس نے آواز دی۔ خالہ نے دروازہ کھولا۔ اور پوچھا۔ کہ بیٹا تم کب آئے۔ اس نے کہا۔ کہ جب تم لوڑا لگا کے بال نوچنے بیٹھی تھیں۔ خالہ بھی جوتی لیکے مارنے دوڑی۔ اس وقت لڑکا بھاگا۔ اور پکار پکار کے کہتا جاتا تھا۔ سچی بات سعد اللہ کہے سب کے من سے اترا ہے ♦

۳۳۵

بالغ آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ جاویں۔ اور لڑکی کو ہمارے یہاں چھوڑ جاویں یہ سنکر نابالغ فرمانے لگے۔ جناب آپ مطمئن رہیں۔ ہم ان کو اپنی بیٹی کی طرح رکھیں گے

۳۳۶

ایک مولوی صاحب شاگرد کو گلستان کا سبق پڑھاتے پڑھاتے دفعتاً خاموش ہو گئے شاگرد نے کہا حضرت خاموش کیوں ہو گئے ہیں۔ مولوی صاحب بولے۔ بکتے بکتے منہ درد کرنے لگا ہے۔ شاگرد نے طفلانہ سادگی سے کہا۔ لائیے حضرت جیسے پاؤں دبایا کرتے ہیں۔ منہ بھی داب دیں ♦

۳۳۷

ایک راجہ صاحب کسی ایک ایسی انگریزی محفل میں بلائے گئے۔ جہاں صاحبان و میم صاحبات بھی جلوہ افروز تھیں۔ عام حاضرین جلسہ تو کسی تذکرہ معقول میں مشغول تھے مگر راجہ صاحب بار بار اپنی زبان باہر نکال کر ان کی دیکھتے جاتے تھے۔ راجہ صاحب کی اس حرکت ناشائستہ پر میم صاحبات میں باہم "ازقول ازقول" (یعنی بڑا احمق ہے

اشارے ہوئے کچھ ان کی آواز راجہ صاحب کے گوش عقل فروش تک گونجی - بعد
خاست مجلس جب در دولت پر آئے - تو چپراسی اور اردلی سے دریافت کیا - کہ میم
صاحبات میری طرف اشارہ کرکے فول فول کیا کہتی تھیں - چپراسی نے عرض کیا
راجہ صاحب وہ حضور کو اچھا پھول قرار دیتی تھیں - آپ ہنسکر بولے - میں نے جو
پان کی سرخی دکھلائی تھی +

۳۳۸

ایک مرتبہ جلال الدین اکبر بادشاہ بعزم شکار جنگل کیطرف نکلا - بیٹا بھی ساتھ تھا
شکار کھیلتے کھیلتے بادشاہ کو تمازت آفتاب سے گرمی معلوم ہوئی - اپنا لبادہ اتار
ملا دوپیازے کے کندھے پر جو ساتھ تھا - رکھدیا - اتنے میں شہزادہ بھی عبا اتار
اتار کر ملا پر بار کردی - بادشاہ نے دیکھکر کہا - کہ ملا اب تو تم پر گدہے کا بوجھ ہوگیا
ملا نے نہایت ادب سے جوابدیا - کہ "نہیں قبلہ عالم دو گدہوں کا +

۳۳۹

مجمع عام میں ایک مولوی صاحب وعظ فرما رہے تھے کہ ایک بینوا بھی تشریف
لائے - ان کے لنگوٹ کے سوا جسم مبارک میں کپڑا تک نہیں تھا - کود پھاندکر سب سے
آگے جا دوزانو ہو بیٹھے - اور سر نہوڑا کر وعظ سننے پر متوجہ ہوئے - واعظ نے فرمایا
سائیں مولا - فرض ڈھانپ لیجئے - بس یہ کہنا تھا - کہ جھٹ لنگوٹ اوتار گھٹنوں پر ڈال
کر بولے - لو صاحب فرض تو میں نے ڈھانپ لئے - سنت چھپانے کا آپ انتظام فرمایئے

۳۴۰

ایک آزاد کسی مسجد میں بیٹھا ہوا بھنگ رگڑ رہا تھا - ایک حبشی نے اپنی کھڑکی
سے دیکھکر کہا - کہ او بیوقوف یہ خانہ خدا ہے - یہاں سر جھکاتے اور سجدہ کرتے ہیں
اور تو بھنگ گھوٹتا ہے - اس نے سر اٹھاکر جوابدیا - کہ ابے آئینہ لیکر دیکھ تیرا ان
نوشا مدوں سے ہی تو منہ کالا ہوا +

۳۴۱

ایک مریض حکیم صاحب کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ مجھکو بخار آتا ہے۔ حکیم صاحب نے دریافت کیا۔ کہ روز آتا ہے یا باری سے۔ مریض نے جوابدیا حضرت روز یا باری تو جانتا نہیں؟ مگر ہاں اتنا جانتا ہوں۔ کہ آج آیا ہے۔ کل نہ آدیگا۔ حکیم صاحب نے کہا۔ بھئی اسی کو باری کہتے ہیں۔ مریض نے کہا۔ میں باری اس کو سمجھتا تھا۔ کہ آج مجھکو کل حکیم صاحب کو پرسوں ان کے گھر میں +

۳۴۲

ایک ممبر کمیٹی اپنی خوش نظمی اور صفائی کی تعریف کر رہے تھے۔ حاضرین جلسہ میں سے ایک صاحب بول اٹھے۔ کہ میں اپنے مہتر کی مستعدی کے بھروسہ پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ بدرو کی صفائی آپ کی صفائی سے بدرجہا بہتر ہے +

۳۴۳

ایک شخص بڑی موٹی قلم سے لکھ رہے تھے۔ ان کے دوست نے جو قریب بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت یہ الو کہا خط کسے لکھا جاتا ہے۔ کاتب صاحب فرمانے لگے کہ میری بہن بالکل بہری ہے۔ اور ذرا سن نہیں سکتی۔ اس سبب سے ایسے بھاری بھاری لفظ لکھتا ہوں۔ تاکہ وہ مطلب پورا سمجھ جائے +

۳۴۴

کسی جگہ دو احمق دیہاتی آپس میں لڑ رہے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ کہ تو حلال خور ہے۔ دوسرا کہتا تھا۔ تو حلال زادہ ہے۔ غرض یہی تکرار تھی۔ کہ ایک ظریف آ نکلے اور ان دونو کی یہ گفتگو سنکر یوں فرمایا۔ کہ اے نادان تم کیوں جھگڑتے ہو۔ تم تو دونوں کے دونوں حرام خور اور حرام زادے ہو۔ گنواروں نے کہا۔ سچ ہے +

۳۴۵

ایک شخص نے جو دانت بنوا رہا تھا۔ زور سے منہ کھولنا شروع کیا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ نہیں صاحب آپ تکلیف مت اٹھایئے۔ میں باہر کھڑا ہو کر دانت بنایا کرتا ہوں

۳۴۶

ایک روز ابراہیم ادہم بادشاہ شکار کو گیا۔ لونڈی اس کی مسند پر سو گئی جب بادشاہ پھر کر آیا۔ اور مسند پر لونڈی کو سوتے پایا۔ تو غصہ میں آکر حکم دیا۔ کہ اس لونڈی کو سو تازیانے لگاؤ۔ لونڈی ہنسی اور کہا۔ کہ میں اس مسند پر لمحہ بھر سوئی تو مجھ پر یہ عتاب ہوا۔ اور اس شخص پر جو ہمیشہ اس مسند پر سوتا ہو اس کا کیا حال ہوگا۔ بادشاہ یہ سنکر اس کنیز کی خطا سے درگزر ہوا۔ اور مسند شاہی چھوڑ کر فقیر ہو گیا

۳۴۷

ایک جلسہ میں رنڈی ناچ رہی تھی۔ کوئی تماشبین گانے کے شتاق محفل میں آگو بچے حضرت رات کو کھا گئے تھے۔ بہت پاشخانہ نے جو زور کیا۔ تو ادھر اُدھر کنڈیاں جھانکنے لگے مگر کوئی موقع نہ ملا ناچار آپ پانی کے برتن میں فارغ ہوکر پھر رنڈی کے سامنے آ ڈٹے۔ رنڈی نے ایک غزل شروع کی جس کی ردیف لفظ کہدنگی تھی۔ حضرت نے سوچا۔ کہ اس نے شاید ہماری نامعقول حرکت کو دیکھ لیا ہے۔ کچھ دیکر ٹالنا چاہیے چنانچہ ایک روپیہ نذرانہ کیا۔ رنڈی سمجھی۔ کہ میاں کو یہ غزل اچھی معلوم ہوتی ہے۔ میں کہدونگی کا تار باندھ دیا۔ یہ بھی ترانہ کے اوجڑ۔ روپیہ پر روپیہ پھینکتے رہے۔ جب تھیلی خالی ہوگئی۔ تو جھنجھلا کے کہتے ہیں۔ کہ تو کیا کہدیگی یہی کہ ہم نے برتن میں پاشخانہ پھرا۔ اور دیوار پر سے پھینکا ہے۔ وہ تو پہلے کو صاحب مجلس نہ تھا۔ ورنہ تو پھانسی دلوادیتی۔ اور یہ کہکر چلتے بنے۔ کہ جا ہمارے نام ناش کر

۳۴۸

ایک تونگر نے انگوٹھی بے نگینہ کی وعظ کی مجلس میں واعظ کو دی۔ اور کہا کہ مجھکو دعا دیکیجئے۔ توجہ مبارک سے دریغ نہ کیجئے۔ واعظ نے زبان کھولی۔ ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی۔ کہ یا اللہ بہشت میں ایسا مکان دینا اس امیر کو کہ جس کی دیواریں نہایت مضبوط اور بلند ہوں لیکن سقف نہ ہو +

۳۴۹

ایک مسافر سرائے میں بھٹیاری کے یہاں اترا۔ اور دو روپیہ ٹکا کپڑا کیکو دیا۔ بھٹیاری

کے لڑکے بہت تھے جب آٹا گوندھنے لگی۔ تو ایک لڑکا آیا۔ اور کہا۔ اماں ذرا سا آٹا ہمیں دو۔ طوطا بنائیں گے۔ اس نے چھٹانک بھر آٹا نوچکے دیدیا۔ دوسرا لڑکا آیا کہ ہمیں بھی اماں تھوڑا آٹا دے۔ ہم مینا بنائیں گے۔ اس نے اسے بھی چھٹانک بھر آٹا دیدیا۔ اس طرح کئی لڑکے آئے۔ اور آٹا لے گئے جب پاؤ آٹا رہ گیا۔ سافرجل کے بولا۔ کہ بی بھٹیاری یہ آٹا مجھے دو۔ میں ایک بھیڑیا بناؤں۔ کہ ان سب کو ارزاں رکھا جائے +

۳۵۰

ایک شخص پٹنہ کے ایک مسلمان امیر کے یہاں ایک فہرست لیکر گیا۔ امیر صاحب نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا۔ کہ حضور قحط زدگاں عرب کی امدادی چندہ کی فہرست ہے۔ اس فہرست میں حضور کا نام بھی ہے حسبۃ اللہ۔ جو کچھ ہو سکے دیجئے۔ اور اس فہرست پر اپنا دستخط کر دیجئے۔ امیر صاحب نے نہایت دھیمی آواز سے کہا۔ کہ بھیا مجھے چھوٹے صاحب کی آمد کے چندے بڑے صاحب کی برفت کے چندے ایڈریس کے چندے۔ وڈرس کے چندے سے کب فرصت ہے۔ کہ میں اس فہرست پر دستخط کروں اور پھر ان سب کے علاوہ مجھے رنڈیوں بھڑوں کے دینے سے بچتا ہی کیا ہے کہ میں قحط زدگاں عرب کے امدادی چندہ میں کچھ دوں۔ مجھے معاف رکھو +

۳۵۱

تھوڑے دن ہوتے ہیں۔ کہ ایک مالزادی نے اپنا آشنا پر دو دن کے بقایا زرخرچی کی نالش عدالت میں دائر کی۔ وقت درپیشی مقدمہ حاکم نے مدعیہ سے ثبوت طلب کیا۔ مدعیہ نے ثبوت میں ڈاکٹر صاحب کا لکھا ہوا نسخہ پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ آج تیسرا دن ہے۔ کہ مدعا علیہ سے اور مجھ سے آشنائی ہوئی۔ قبل اس کے مدعا علیہ نہایت بھلا چنگا تھا۔ میری آشنائی کے بعد یعنی کل سے اسے سوزاک ہوگئی ہے۔ کل ہی مدعا علیہ علاج کے لئے فلاں ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے اسے دوا دی۔ اور نسخہ لکھدیا۔ وہ نسخہ یہی ہے۔ عدالت فلاں ڈاکٹر سے دریافت

کرے کہ آیا مدعا علیہ کو کل ہی شب سے سوزاک ہے یا پہلے سے - اور یہ بھی تشخیص
کرا لیا جائے - کہ من مدعیہ کو پرانی سوزاک ہے - یا نہیں - عدالت نے ڈاکٹر کا
اظہار لیکر مدعیہ کو ڈگری دی - اور خرچی معہ زر خرچہ مدعا علیہ سے دلم نقد دلوا دیا +

۳۵۲

بیمار بھائی صاحب پرسوں سے دمہ اور کھانسی نے ناک میں دم کر رکھا ہے -
ظریف - تو آپ میاں شیرانی کا جوشاندہ پیو - بیمار - رہنے دو بھئی - وہ کہاں کا حکیم بتایا
ہے - ظریف میاں تم کو حکیم سے کیا واسطہ علاج تو صرف اس بات کا چاہتے ہو - کہ ناک
میں دم نہ رہے - سو ہم شرطا کرتے ہیں - کہ ناک میں چھوڑ سارے بدن میں نہ رہیگا
رہا مر جانے کا افسوس - سو تم خوب سمجھتے ہو - کہ برسوں یوں بیمار بیٹھے سے مر جانا
بہتر ہے ایسی بیماری سے تو آرام پاؤگے +

۳۵۳

کسی نے ایک بڈھے سے (جو علامہ اور کمالات کے علم تاریخ سے بھی واقف تھا)
دریافت کیا - کہ حضرت کبھی پہلے بھی رمضان میں ایسی گرمی کی شدت ہوئی تھی ؟ تو آپ
کیا فرماتے ہیں - کہ "ہاں بھئی اب کیا گرمی پڑتی ہے - ایک مرتبہ غدر سے دو برس پہلے
اکبر بادشاہ کے وقت میں جبکہ محمود غزنوی بکرماجیت سے لڑنے مصر گیا تھا - محرم اور
رمضان جنوری کے مہینے میں دونوں ایک ساتھ ہو گئے تھے - دن بھر کے بھوکے
پیاسے اور سے عزاداری میں رہتے تھے - شب کو بعد تراویح مرثیہ سننے ...
باڑوں میں جلتے تھے - ان دنوں میں گرمی شدت سے پڑتی تھی - کہ خدا کی پناہ
ہزاروں کو آتشک ہو گئی تھی +

۳۵۴

کسی نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا - کہ حضرت آپ روزے نہیں
رکھتے - خواہ مخواہ گھنٹہ گھر کے نیچے وعظ کیا کرتے ہیں - تو آپ کیا فرماتے ہیں - کہ تو
بھئی اس گرمی میں بندہ روزے کا متحمل ہو سکتا ہے " - لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا

خود خدا نے قرآن میں فرمایا ہے +

۳۵۵

ایک استاد نے سبق پڑہاتے ہوئے جماعت میں ایک لڑکے سے پوچھا - کہ جہاز کے واسطے انگریزی میں کیوں ضمیر مونث استعمال ہوتی ہے - لڑکے نے سوچکر کہا کہ جہاز اس لئے کہ مردوں کے سوا ان کا کام نہیں چلتا +

۳۵۶

ایک زندہ دل صاحب اپنے صحن میں شام کو چہل قدمی کر رہے تھے طبیعت کسی قدر مضمحل تھی - ایک بابو صاحب ملاقات کو تشریف لائے - بابو صاحب "کیوں جناب صورت اداس ہے - کہ بیماری ہوگئی - زندہ دل یہ حضرت عارضہ یہ ہے کہ جو آدمی شام کو میرے صحن میں ملنے آوے - مجھے اندہا دکہائی دیتا ہے" +

۳۵۷

ایک گیدڑ نے ایک روز راستہ میں کوئی کاغذ پڑا پایا - اور اس کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے گیا - اور مارے شیخی کے کہنے لگا - کہ اب ایسا پروانہ ملا ہے - کہ جسکو دکہلایا جائیگا - وہی اس کی تابعداری کریگا - کچھ مدت بہت سے گیدڑ اس کے معتقد ہوگئے - ایک مرتبہ یہ جماعت گیدڑوں کی کسان کے کہیت میں چر رہی تہی - کہ اس نے دفعتاً اس پر شکاری کتے چھوڑ دیئے - پہلے تو گیدڑ مستقل مزاج رہے - کہ ہمارے سرگروہ کے پاس پروانہ ہے لیکن جب اُس کو بہی بہاگتے دیکہا تو سب نے کہا - کہ پروانہ کیوں نہیں دکہلا دیتے - وہ بولا - ان بڈہوں کے قابو آگئے ہیں - یہاں سے بہاگنا مناسب ہے +

۳۵۸

ایک گدا ہر روز ایک دولتمند کے گہر گدائی کرنے کو جایا کرتا تھا - اور اس کی ایک دختر صاحب صورت و دانش تہی - اس کا جمال پریوش دیکھکر اپنا دل شاد کیا کرتا تھا - ایک دن اس محبوبہ نے کہا سوہ فقیر اگشتہ خواہی شد چرا ہر روز مے آئی

فقیر نے جواب دیا ؎ مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی +

۳۵۹

ایک دیوانہ پیشاب سے وضو کرتا تھا - اور کہتا تھا - ان اللہ یحب المطہرین +

۳۶۰

پہلے حضرت غالب نے مہرخوں سے ملنے کی یہ ترکیب نکالی تھی بقول غالب ؎

سیکھے ہیں مہ رخوں کیلئے ہم مصوری　　تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیئے

لیکن لوگوں نے گو اس ترکیب سے برسوں میں لاکھوں فوٹو کھینچ دیئے - مگر جسکو طبیعت چاہتی تھی - اس سے کسی طرح ملاقات نہ ہوئی - مجبوراً یہ تدبیر سوچی ہے ؎

جوتی گھٹوائے گی کبھی ہم سے اس توقع سے ہم چمار ہوئے

بقول شخصے ؎

انا الحق سرزد از منصور و از مجنوں انا لیلا

۳۶۱

ایک خوشامد پسند مجسٹریٹ کو کسی تحصیلدار نے سلام کیا - مجسٹریٹ نے کہا - آپ کو چاہیئے - کہ آپ مجھے جھک کر سلام کرتے - تحصیلدار نے جواب دیا - اس حساب سے اس چپراسی کو جو چار روپیہ کا نوکر ہے - کنوئیں کے اندر جا کر آپ کو سلام کرنا چاہیئے +

۳۶۲

زمیندار :- حضور اس مرتبہ ٹڈی آئی - محصول معاف ہونا چاہیئے +

رئیس - ٹڈی آئی - تو کیا کھیت کھا گئی ؟

ظریف - جی نہیں روزہ سے تھی -

۳۶۳

ایک افیونی پائخانہ میں گئے - بہت دیر تک انتظار کیا - جب کسی قسم کی آمد نہ ہوئی - تو آپ جھلا کے کہنے لگے - کہ ارے کمبخت مجھ سے ڈرتا کیوں ہے - کہ باہر کیوں نہیں نکلتا - کیا میں تجھے کھا جاؤنگا +

۳۶۴

ایک شخص نے قاضی صاحب سے مخاطب ہوکر کہا۔ جناب قاضی صاحب اپنے قلمدان سے ذرا قینچی اور خطزن نکال دیجئے۔ قاضی صاحب نے کہا۔ ارے احمق کہیں ق بھی تو بولا ہوتا۔ وہ بولا جناب بہت خوب۔

۳۶۵

کسی جاہل دہقان کی طرف اس کے پڑوسی نے چٹھی لکھی۔ جس کا مدعا تھا۔ کہ مہربانی فرماکر اپنا گرہا عاریتاً دیجئے۔ مسٹر دہقان کو اپنی کم علمی نوکر کے سامنے ظاہر کرنی منظور نہ تھی۔ پڑھے لکھے تو خیر بہت کچھ تھے۔ جھوٹ موٹ خط کو الٹ پلٹ کر دل میں سمجھے۔ کہ بلایا ہی ہوگا۔ بولے "بہت اچھا۔ میں نے سمجھ لیا۔ تم نے کہدینا۔ بھلا مجھے جانے سے انکار ہوسکتا ہے +

۳۶۶

ایک صاحب کو کئی دن بعد روٹی ملی تھی فکر معاش میں ڈوبے کھانا کھا رہے تھے کہ ایک کتا جو تاک ہی میں لگا ہوا تھا۔ روٹی اڑا لے گیا۔ یہ بیچارے اس بے محل چھیڑخانی سے سخت پریشان ہوکر کتے کے پیچھے لپکے۔ پہلے تو وہ دو چار اینٹیں کھینچکر ماریں۔ پھر گالی گلوچ پر زبان کھولی۔ جب یوں بھی کچھ نہ ہوا۔ تو منت سماجت کرنے لگے۔ آخر جب سب طرح سے کوس کے تھک گئے۔ ایک جگہ بیٹھکر کہنے لگے ارے بھئی روٹی لیجا مگر ذرا ٹھیر جا۔ میں پہلے باپ دادا کی فاتحہ تو دیدوں۔ مگر کتا یہ کب سنتا تھا۔ آپ مایوس ہوکر یہ کہتے ہوئے کہ جا کمبخت ہم نے اپنی جوانی کا صدقہ دیا۔ گھر کو چلے گئے +

۳۶۷

ایک ظریف کسی بازاری سے بھڑ گئے۔ اور پوچھا۔ کہ تمہاری کوٹھریا کی مرمت کے [illegible] روپیہ دینا چاہئے۔ اس نے کہا۔ ٹھیک ایک کم لونگے روپیہ۔ کیا عمدہ جوابدیا کہ نواسی ہوگئے۔ تو پورا پورا کام چلے +

۳۶۸

ایک دیہاتی استاد نے ایک نو آموز شاگرد کو کہا۔ کہ سبق خوب پکا کرلانا۔ لڑکا بیچارہ پہلے پہل سکول آیا تھا۔ اور والدین بھی تعلیم سے بے بہرہ تھے۔ گھر آتے ہی لڑکے نے کہا۔ ہانڈی چڑھا دو۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور ہونہار نوجوان نے اپنے سبق کا کاغذ ہانڈی میں ڈال نیچے آگ جلادی۔ جب خوب ریندہ ہوگیا تو خوشی خوشی نکال کر اُستاد کے سامنے اگلے روز کاغذ کی کٹی بناکر لیجارکھی۔ واہ صاحب خوب سبق پڑھایا +

۳۶۹

ایک دن ایک مہاتما اپدیش دے رہے تھے۔ کہ پرماتما جی بھوک کے پیدا ہونے پر ملتے ہیں۔ اور بھوک بھی گہری بھوک ہو (مطلب یہ کہ سچی اور زوردار خواہش ہونے پر) ایک وہم کے متلاشی اس اپدیش کو سن رہے تھے۔ آپ نے گھر جاتے ہی فاقہ کشی شروع کردی۔ اور کوٹھری بند کرکے پڑے رہے +

۳۷۰

ایک صاحب دلی میں ایک آئینہ خریدنے گئے۔ اور بساطی سے قیمت پوچھی اس نے کہا۔ آٹھ آنے۔ آپ نے دو آنہ فرمائے۔ بساطی نے کہا۔ کہ میاں کیا کھلونا پایا ہے۔ دمڑی کی کوڑیاں لیکر واڑھی منڈوا ڈالئے آئینہ لیکر کیا کیجیئےگا۔ علی ہذا القیاس کھنؤ میں ایک صاحب نے بساطی سے آئینہ چکایا۔ قیمت پر آن بن ہوئی۔ بساطی نے کہا۔ کیا دلی مقرر کی ہے۔ دمڑی کی کوڑیاں داڑھی منڈوانے کو میسر آتی نہیں۔ آئینہ کیا خاک لوگے +

۳۷۱

کسی نے ایک جلسہ میں یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک شخص کے دامن میں دس انڈے تھے۔ ایک بیوقوف سے اس نے کہا۔ کہ اگر بتا دو۔ کہ دامن میں کیا ہے۔ تو انڈے تمہارے اور اگر یہ بتا دو۔ کہ کتنے ہیں۔ تو دسوں تمہارے۔ اس نے جوابدیا۔ کہ معاذ اللہ کچھ میں خدا ہوں۔ کہ غیب کا حال بتا سکوں۔ کچھ پتا دو۔ تو عقل لڑاؤں اس نے کہا۔ کہ چند زرد چیزیں سفید چیزوں کے اندر ہیں۔ احمق نے سنکر کہا۔ خوب

مونی کے اندر گابر تو نہیں۔ اہل مجلس سنکر ہنسنے لگے۔ ایک ان سے زیادہ احمق موجود تھے۔ ان سے نہ رہا گیا۔ بولے آخر معلوم بھی ہوا۔ دامن میں کیا تھا +

۳۷۲

ایک تحصیلدار صاحب اور ٹھاکر صاحب کی بڑی دوستی تھی۔ ایک دن ٹھاکر صاحب کے یہاں تحصیلدار صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان کے بھائی آئے۔ اور کہنے لگے چلیئے تبدگا ہی صاحب آئے ہیں۔ ٹھاکر صاحب نے متعجب ہوکر کہا۔ کرنیل گائے۔ اور بیل گاڑی کیا۔ مگر کیپر گائی آج سنا۔ بھلا کہاں باندے ہیں۔ ہم بھی دیکھت ہیں۔ تحصیلدار صاحب یہ سنکر بہیں جہیں ہوئے۔ تب آپ یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ صاحب کہیں کاہے کو ہوت ہو۔ آخر چرنے ہمرے ہی گاؤں جہیں تب نہ دیکھ لیب ہیں چرنے ہمارے ہی گاؤں جائیں گے۔ تب ہم نہ دیکھ لینگے۔ آپ خفا کیوں ہوتے ہیں

۳۷۳

ایک روسی بخیل کا ذکر تے ہیں۔ کہ اس نے مصلحت کے واسطے بھوکنا سیکھا تھا۔ کہ دیوڑھی کی حفاظت کے واسطے دربان رکھنے کا خرچ بچ جاوے +

۳۷۴

ایک نائن جو ابتدا ہی سے مادر پدر آزاد تھی۔ شادی لسے پہلے پردہ میں انطا عقیل ہوگئی۔ یہ ذات ٹھیری کمظرف معاملہ اُٹل ہولیا۔ اور لگا خیمہ سا پھولنے۔ ماں باپ نے چپتے ہوئے لوگ تین مہینے کے اندر ہی ایک پڑوسی کے گلے منڈھ دیا۔ عورت تھی بار بردار۔ زبان دراز۔ تنا بوجھ کس طرح چھپاتی۔ دو تین دن کے بعد مشہور کر دیا۔ کہ حمل اِتنا ہوگیا۔ ایک دن اپنی ساس سے پوچھنے لگی۔ کہ اماں اس ملک میں لڑکا کتنے دنوں میں ہوتا ہے۔ بڑھیا بولی۔ سب جگہ نو مہینے کا دستور ہے۔ بہو نے کہا اتنے دنوں پیچھے۔ ہمارے ہاں تو چھ مہینے بعد ہوتا ہے۔ سوا اب کے تو ہم میکے کی رسم کرینگے۔ اور آئندہ سے تم کہوگی۔ تو سسرال کی +

۳۷۵

ایک دن شیخ سعدی کے مکان پر ایک شخص عبداللہ نامی آیا۔ اُس کی آنکھ میں تل تھا۔ اتفاق سے شیخ سعدی گھر میں نہ تھے۔ وہ شخص چلا گیا۔ شیخ سعدی آئے تو لونڈی نے کہا۔ کہ "اے شیخ شخصے آمدہ بود" سعدی نے کہا "چہ نام داشت" لونڈی نے کہا "عبداللہ" سعدی نے کہا۔ عبداللہ چہ معنی دارد ایں بے معنی است تو دروغ مے گوئی۔ لونڈی نے کہا کہ "اے شیخ بجاں شما من بچشم خود دیدم۔ کہ بر عین او نقطہ بود"

۳۷۶

ایک زن ہندیہ نے حج کے سفر میں حمال سے کھانا پکوایا۔ جب وہ کھانا پکا چکا تو پوچھا۔ کہ اے ضعیفہ کھانا کھاؤ گی؟ ضعیفہ نے کہا ارے کمبخت جلدی لا۔ وہ حمال سمجھا کہ بڑھیا کا مطلب اس سے انکار کا ہے۔ ایک کنوئیں کی جگت پر بیٹھ کے خود سب کھانا کھا گیا۔ ہر چند بڑھیا لا لا کہکے مانگا کی ❖

۳۷۷

ایک دن اکبر بادشاہ نے براہ مذاق بیربل سے کہا۔ کہ رات کو ہم نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہم تو شہد کے حوض میں پڑے ہیں۔ اور تو گوہ کے حوض میں بیربل نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا۔ کہ جہاں پناہ سچ ہے۔ میں نے بھی یہی خواب دیکھا تھا مگر میں نے اتنا زیادہ دیکھا تھا۔ کہ آپ مجھے چاٹ رہے تھے۔ اور میں آپ کو بادشاہ شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا ❖

۳۷۸

ایک قاضی صاحب نے خواب میں شیطان دیکھا۔ تو جھٹ اس کی داڑھی پکڑ کر دو طمانچے رسید کئے۔ درد سے آنکھ کھل گئی۔ تو دیکھا۔ کہ اپنی داڑھی اور اپنا ہی منہ ہے

۳۷۹

لنڈن کے بازار میں ایک عورت چند گدھے ہانکتی ہوئی چپ چاپ چلی جاتی تھی۔ کہ سامنے سے ایک دل لگی باز مسکراتے ہوئے آئے۔ اور ہنس کر کہا۔ کہ گدھوں کی اماں جان سلام کرتا ہوں۔ بوڑھیا ہنس دی۔ اور بولے منہ سے جواب دیا سلام:

سلام!! اے میرے پیارے لڑکے حضرت اپنا سا منہ لیکر چپ چاپ چلدیئے۔

۳۸۰

شاہ عباس والی ملک ایران کے زمانہ میں کسی شخص نے اپنے طفل مکار سہ سالہ کو ہمراہ اپنی والدہ کو سفر میں روانہ کیا۔ اُس نالائق خاں بدخصال خردجال کے جی میں کچھ اور آیا۔ اور بے حجابانہ اپنی دادی سے اس نامعقول نے زبردستی ولیا کام کیا۔ وہ پیرزال اس رُستم زماں کی زور کی طاقت نہ رکھتی تھی۔ زیردست رہی۔ اگرچہ بہت شد و مد سے پیش لیگئی مگر چل نہ سکی۔ مفتوح ہوئی۔ بعد چندے واپس گھر آئی روتی پیٹتی۔ چلائی اور بیٹے سے ماجرا بے کم و کاست سنایا۔ کہ تیرے ناشدنی ناخلف نے میرا یہ حال بنایا۔ یہ سنکر شہر بریتان کو غصہ نے تاب نہ لینے دی۔ فوراً قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا۔ جوہر زبان سے خرافات کا ڈھیر نکالا چاہتا تھا۔ کہ جیسے اس نے میری آبرو خاک کی اسے مٹی میں ملاؤں۔ لڑکا چل نکلا۔ اس نے بھی ترکتازی سے کام لیا سمند قوم کو راہ پر مہمیز کیا۔ اور رہ زیانہ جرأت سے تیز کیا عقل جاتی رہی بے عقلی کا لگام منہ میں لگایا۔ شدہ شدہ یہ خبر پولیس کو ہوئی جس نے ہر فرد کا پیچھا کیا۔ دوڑ دھوپ سے گرفتار کرکے ہتکڑی ڈال کر پیش بادشاہ عباس کیا۔ اس اسکندر زماں جمشید جاہ نے اس زخم خوردہ از پسر سے دریافت کیا۔ کیا واردات ہے سچ بتا کیا بات ہوئی۔ اس نے آبدیدہ ہوکر کہا۔ کہ اس ایسے تیسے نے اس شخص کی والدہ سے برا کام کیا۔ جو اس مرغ بچہ کی دادی ہوتی ہے۔ لڑکے نامعقول نے کیا معقول جوابدیا حضور جان کی اماں۔ پاؤں تو کچھ کہہ سناؤں۔ بادشاہ نے عرض قبول کی سر کہنے لگا غریب پرور سلامت۔ یہ شخص اس طفل کی والدہ کو روزمرہ اس کے سامنے حرکت ناجائز سے پیش آتا ہے۔ جو میں نے ایک مرتبہ وہی حرکت کی۔ تو شمشیر بکف مار ڈالنے کو پھرتا ہے۔ بادشاہ نے مسکرا کر کہا۔ جا ہیتق تیرا قصور معاف کیا۔

۳۸۱

ایک صاحب اپنے کسی دوست کے مکان پر جنکا صاحبزادہ بنائے ناپائدارت

کوچ کر گیا تھا۔ ماتم پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ ان حضرت کے ہمراہ ایک شخص پڑھا نہ لکھا بالغ
پڑھے نہ لکھے محمد فاضل نامی ہو لئے۔ آپ کو الفاظ فارسی برمحل بولنے کا ازحد شوق تہا
وہ یعقوب صفت جو اپنا نور نظر پارہ جگر کہو بیٹھا تھا۔ محب قلبی کو دیکھکر شل ابر بہار زار
زار رونے لگا۔ اس کے دوست نے کہا تسکین فرمایئے۔ اگرچہ اولاد کا رنج والم بڑا
ہوتا ہے۔ مگر اب آہ وزاری سراسر بیکار ہے۔ خدا اس کی مغفرت کرے۔ اور نعم البدل عطا
کرے۔ آپ کو نعم البدل کے لفظ نئے معلوم ہوئے۔ تو فوراً یاد کر لے۔ اور یہ خیال کہ
انشاء اللہ اگر کسی کا پیالہ عمر لبریز ہوگا۔ تو یہ لفظ ضرور استعمال کرو حسب اتفاق دوسرے
ہی دن ہمسایہ مارتے خاں کے والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ اور جناب تعزیت کے لئے
پہنچے۔ خاں صاحب کو آنسوؤں سے منہ دہوتے رومال بھگوتے دیکھکر کہا۔ کہ بھائی صاحب
واللہ واقعی والد کا رنج والم بڑا ہوتا ہے خدا نعم البدل عطا کرے سنتے ہی شعلہ غضب
خان بہادر مشتعل ہوا ؎

تڑاتڑ اس قدر سر میں لگائیں کہ گنتی میں بھی شب کے نہ آئیں

تین انگل سر اونچا ہوگیا۔ اور حجام کی تمام عمر حاجت نہ رہی +

۳۸۲

دو ملا ایک برتن حلوا پر دعوت کھانے بیٹھے۔ جس نے پہلا لقمہ ڈالا اس کا
منہ جلا۔ اور لقمہ سرد کرنے کے لئے آہ نکالی۔ دوسرے نے پوچھا۔ آہ کیسی ہے۔ کہا
میرا لڑکا گھر میں بیمار ہے۔ اس کا خیال آیا۔ جب دوسرے کا منہ جلا تو پہلے نے کہا کیا
ہوا۔ جواب دیا۔ کہ اگر لڑکا مر گیا۔ تو تمہارے لئے مشکل ہوگی +

۳۸۳

ایک شخص عقل کا دشمن چھری سے کوئی کام کر رہا تھا۔ اس کے ناک پر بار بار مکھی
بیٹھتی تھی جس کو وہ چھری کے اشارہ سے اڑاتے اڑاتے دق ہوگیا۔ اور دل میں
یہ ٹھہر کر تیرے بیٹھنے کا اڈا ہی اڑاتا ہوں۔ ایک ایسا ہاتھ مارا۔ کہ ناک کی کونپل اڑا
دی۔ اور کہا لے اب کہاں بیٹھے گی +

۳۸۴

ایک شخص کا نام خدا بخش تھا کسی دشمن ملا نے اس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے ابھی بیچارے کے منہ سے فقط خدا ہی کا لفظ نکلا تھا۔ کہ مذہبی پیشیرو نے اسے گلے سے پکڑ لیا۔ اور کہا "اے خدائی کا دعوے کرتا ہے"! اور جھٹ چھری نکال اس کے گلے پر پھیر دی +

۳۸۵

کوئی اگلے زمانہ کے ریشائیں ملا مثنوی بہار عشق پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک نئے فیشن کے جنٹلمین صاحب بھی تشریف لائے۔ بھلا ایسے نیم مہذب اور پورے بڑا امیر کو عشق کے بکھیڑوں سے کیا۔ آخرکار آپ کو مسس تہذیب خانم نے نہ جینے دیا۔ بھاگتے تو بہانہ ہی ڈھونڈ رہے تھے۔ کہ اس شعر کو سنکر

ناک میں نیم کا فقط تنکا　　شوخی چالاکی مقتضا سن کا

یہ کہتے چلتے بنے۔ کہ سبحان اللہ ناک کے واسطے تنکا کیا خوب ہے۔

۳۸۶

حجام:۔ حضور خط بنوائینگے"!

مرد آدمی:۔ ہاں۔ اجرت کیا لیتے ہو"! حجام:۔ چار آنہ"!

مرد آدمی میاں خدا سے ڈرو۔ ایک آنہ تو محصول ہے"! حجام:۔ حضور اگر کہیں استرا لگ جائیگا۔ تو دوا بھی نہیں لگاؤنگا۔ اس طرح چار آنہ کچھ زیادہ نہیں"

۳۸۷

ایک خوش طبع نے اپنے لڑکے سے پوچھا۔ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کہ باپ مرے اور میں ترکہ پاؤں۔ جواب دیا۔ نہیں بلکہ چاہتا ہوں۔ کہ باپ کو کوئی شخص قتل کر ڈالے۔ تاکہ خون بہا پاؤں۔ اور ترکہ بھی لوں +

۳۸۸

ایک طبیب صاحب نے دماغی محنت سے جوانی ہی میں یہ مرتبہ بہم پہنچایا۔ کہ تمام
ل ان کی چندیا کے اڑ گئے۔ ان کے ایک دوست نے ان سے کہا۔ کہ بھئی اب
تم میں اور ایک تجربہ کار طبیب میں سرمو فرق نہیں" طبیب: "ان باتوں کے
ں بھی ایک سر ہے دوست: "یعنی اگرچہ بال نہیں۔ مگر سر ہے +

۳۸۹

ایک دوست: جس شخص کے مکان میں رہتا ہوں۔ اس نے کہا ہے۔ میرا حساب
ا دو۔ یا مکان خالی کر دو۔ دوسرا۔ یار تم تو پھر بھی اچھے ہو جس کے ہاں میں
تا ہوں۔ اس نے کہا ہے۔ کہ میرا حساب چکا کر مکان خالی کر دو +

۳۹۰

ایک حسینہ کسی محفل میں رقص کناں تھی۔ ایک صاحب بولے۔ کہ خدا نخواستہ
انڈا نہ نکل جائے۔ طوائف حاضر جواب تھی۔ کہا انڈا تو ابھی نکلا ہی نہیں بچہ
لے ہی بول اٹھا +

۳۹۱

ایک بڑے عقلمند طالب علم صاحب کو شوق چرایا۔ کہ تیرنا سیکھیں حضرت نے
تے ہوئے اتنے ہاتھ پاؤں مارے۔ کہ بیدم ہو گئے۔ آخر تھک کر اور تنگ آکر قسم
لی۔ کہ میں اس وقت تک کہ جب تک کامل پیراک نہ ہو جاؤں۔ جان جائے۔
پانی میں کبھی قدم نہ رکھونگا +

۳۹۲

ایک طالب علم کو کچھ ضرورت روپیہ کی آن پڑی۔ حضرت جھٹ پٹ کتابیں اٹھا
ار میں بیچ آئے۔ اور آپ نے باپ کو لکھ بھیجا: "ابا جان خوش ہو جئے۔ اب
لٹریچر کے ذریعہ اپنا آپ گذارہ کر سکتا ہوں +

۳۹۳

سکندر ایک شاعر سے ناراض ہوا۔ اُسے قید کیا۔ اور مال اُسکا اور شاعروں کو

تسیم کر دیا کسی نے سبب پوچھا۔ سکندر نے جواب دیا۔ کہ مال میں نے اس کا شاعروں
اس لئے تقسیم کیا تا کہ یہ اپنے ہم پیشہ کی سفارش نہ کریں +

۳۹۴

ایک امیر نے جس کے پاس ایک مسخرا بیٹھا ہوا تھا کسی وجہ سے اس پر نارا‌‌ض
ہو کر کہا۔ تجھ میں اور گدھے میں کیا فرق ہے مسخرے نے امیر صاحب کے اور اپنے
درمیان کے فاصلہ کو جھٹ ناپ کر کہا۔ حضور تین بالشت کا +

۳۹۵

ایک شخص شراب کے نشہ میں سر راہ پڑا تھا۔ کوتوالی کے سپاہی آئے۔ اور کہا
اے شخص اٹھ قید خانہ چل۔ اس نے کہا۔ کہ تم لوگ بڑے احمق معلوم ہوتے ہو۔
اگر میں چلنے کے قابل ہوتا۔ تو اپنے گھر نہ جاتا۔ تمہارے ساتھ قید خانہ کیوں جاتا +

۳۹۶

ایک شخص نے اپنے دوست سے پوچھا۔ کہ یار اتنے دنوں بعد ملے ہو۔ کہاں گئے
ہو۔ بولا۔ گیا گیا تھا۔ مگر دوست کی سمجھ میں نہ آیا۔ دو تین دفعہ کے تکرار کے بعد
معلوم ہوا۔ کہ گیا جی کی جاترا کو گئے تھے +

۳۹۷

بیمہ کمپنی کا ایجنٹ جو لوگ تمہارے پیچھے آئیں گے۔ ان کے لئے بھی کوئی انتظام
کر چلے ہو۔ ہاں میں نے کتے کو دروازہ پر باندھ دیا ہے۔ اور نوکر کو یہ کہہ رکھا ہے
کہ کوئی شخص میرے متعلق پوچھے۔ تو کہہ دینا۔ کہ وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے +

۳۹۸

ایک ہیڈ ماسٹر صاحب اردو نہیں جانتے تھے۔ انگریزی کا سبق پڑھاتے پڑھاتے
کہیں تھنک ایڈر (رہنما) کا لفظ آگیا۔ لڑکوں نے اس لفظ کا مطلب پوچھا۔ اور آپ
جس سمجھانے لگے۔ فرض کرو۔ تم سب چھوٹے چھوٹے کتے ہو۔ اور میں بڑا کتا۔ اور میں تمہارے
آگے چلوں۔ تو میں تمہارا تھنک ایڈر ہوا +

۳۹۹

ایک معمولی درجہ کی خوبصورت عورت نے اپنی تصویر کھنچوائی۔ اتفاق سے تصویر نہایت خوبصورت اُتری۔ خوش خوش ہوکر اپنے شوہر کو وہ دکھانے کے لئے لے گئی۔ اس نے دیکھتے ہی کہا۔ کیا اچھی تصویر ہے جس نے اصل کو مات کر دیا۔ اور اگر مجھ سے پوچھتی ہو تو میں اصل سے نقل کو پسند کرتا ہوں۔

۴۰۰

ایک افیونی کا لوٹا گم ہو گیا۔ چور پکڑنے کی تدبیر کیا معقول سوچی۔ کہ چاور لپیٹ کر میدان میں لیٹ گئے۔ ایک ہاتھ باہر نکالا۔ کہ لوٹنی کی شکل بنجائے۔ اور خیال کیا۔ چور جس وقت لوٹا سمجھ کے اُٹھائیگا۔ خواہ مخواہ پکڑ لیا جائیگا۔ چور بھی ایک ہی کھلی باز تھا۔ اس نے دور ہی سے ڈھیلا رسید کیا۔ آپ نے بھی ٹن کیا۔ دیا ہوا ز ہوئی دوبارہ ڈھیلہ کھانے پر بھی وہی آواز نکلی۔ آخر چور نے آکر گردن پکڑ لی۔ تب حضرت فرمانے لگے (بھپ بھپ) یہ پانی گرنے کی آواز ہوئی *

۴۰۱

ایک شخص کی ایک بخیل سے دوستی تھی۔ ایک دن اس نے بخیل سے کہا۔ کہ میں سفر کو جانیوالا ہوں۔ آپ اپنا چھلا مجھے نشانی دیجئے۔ کہ اس کو دیکھتے ہی آپ کو یاد کرتا رہونگا۔ بخیل نے جوابدیا۔ کہ اگر آپ مجھے یاد رکھنا چاہتے ہیں۔ تو جس وقت آپ اپنی خالی اُنگلی دیکھیئے گا۔ مجھکو یاد فرمائیجیگا۔ کہ میں نے فلاں دوست سے انگوٹھی مانگی تھی۔ اس نے نہ دی *

۴۰۲

انگریزوں میں سے مشہور شاعر کا لڑکا بھی ویسا حاضر جواب تھا۔ تو باپ پر پوت کی مثل ٹھیک نہ ہوتی۔ ایک دن اسی شاعر نے اپنے لڑکے کو کہا۔ کہ بیٹا اب تم جوان ہوئے۔ کوئی بیوی اپنے واسطے پسند کرو تاکہ آئندہ عمر آرام سے بسر ہو۔ حاضر جواب صاحبزادے نے جوابدیا۔ کہ قبلہ آپ فرماتے تو سچ ہیں۔ مگر یہ بھی تو فرمائیے۔ کہ کس کی بیوی پسند کروں *

۴۰۳

کوئی مولوی صاحب کسی جاٹوں کے گاؤں میں پہنچے۔ روزے رکھوائے۔ نماز پڑھوائی شروع کی۔ ایک روز عشا کے وقت تراویح شروع کی۔ ایک جاٹ صاحب نے کسی کھیت سے پہنے سیدھے میں آکر دم لیا۔ آپ کے سر پر ڈیڑھ من کی گٹھڑی تھی۔ نماز کے شوق میں نہ وضو کیا۔ نہ گٹھڑی سر سے اتاری۔ جھٹ امام صاحب کے پیچھے کانوں تک ہاتھ اٹھا ناف پر رکھ لئے۔ اب بوجھ سے گردن ٹوٹنے لگی۔ تو آپ سر سے گٹھڑی اتار کر زور سے کہتے ہیں سالے مولوی تو بھی اپنی ایسی تیسی کرا دے جو سارا قرآن نہ پڑھ ڈالے ہیں نے بھی اپنے سر سے گٹھڑی اتار رکھی ہے +

۴۰۴

ایک گنوار راہ میں شتر پر بار لیجا رہا تھا۔ ایک راہ گیر شہری بھی اس کے ساتھ ہو لیا اور پوچھا۔ کہ ایک طرف کا بوجھ بڑا ہے۔ اور ایک کا چھوٹا یہ کیا لدا ہے۔ جواب دیا کہ ایک طرف گیہوں اور دوسری طرف ریتا۔ کہا یا وکس لئے۔ جواب دیا۔ گیہوں کے مقابل بوجھ برابر کرنے کے واسطے شہری نے نصیحت کی۔ کہ اگر بالو پھینک کر گیہوں دونوں طرف بانٹ دے۔ تو شتر سے بوجھ ہلکا ہو گنوار نے پوچھا۔ تمہاری کتنی جائداد ہے۔ کہا یہ بھی دو چار سو کی گنوار سنتے ہی جھنجلا کر بولا۔ کہ ایسی عقل کا مجھ پر سایہ پڑیگا۔ تو میرے ساتھ مت چل۔ کیونکہ میں دو چار ہزار کا مالک ہوں۔ کہیں تمہاری عقل میری چار ہزار کی عقل کو خراب نہ کرے +

۴۰۵

ایک ظریف بدقسمتی سے فاحشہ بیوی رکھتا تھا ظریف کی بیوی اور اس کے آشنا نے مشورہ کیا۔ کہ ظریف کو امرتسر میں ایک کام کے بہانہ بھیجدیا جاوے۔ کیونکہ یہ باہمی ملاقات میں حارج ہے۔ بیوی نے دو روٹیاں دیکر فرمایش کی۔ کہ آپ امرتسر تک ہو آئے ظریف روانہ ہوئے۔ اور نظر بچا کر گھر ہی کے ایک کمرے میں آن چھپے۔ موقع پر آشنا اور ظریف کی بیوی میں گفتگو شروع ہوئی (عورت) میں تمہاری نظروں میں

کیسی ہوں؟ (آشنا) نورجہاں بیگم اور اسی طرح پھر آشنا صاحب نے اپنی حیثیت کی
بابت سوال کیا۔ تو عورت نے جواب دیا۔ کہ آپ میری نظروں میں جاگیر ہیں۔ یہ گفتگو
سنکر عورت کا بدنصیب شوہر بھی کونے سے نکلکر باہر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا۔ کہ حسن
اتفاق سے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کمترین کے غریب خانہ پر رونق افروز ہیں۔ ایک
ایک چھوٹا سا مقدمہ انصاف کے واسطے میں بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مقدمہ یہ
ہے۔ کہ فدوی کو حضور صاحب کا حکم ہے۔ کہ امرتسر جاؤ۔ لیکن زادراہ صرف یہ دو دمڑیاں
ملی ہیں۔ کیا اس خرچ سے میں ۲۰۰ کوس کا سفر طے کر سکتا ہوں +

۴۰۶

ایک عیار کسی امیر کا ملازم ہوا۔ امیر نے ایک آنہ کے بادام بازار سے منگائے۔ عیار
مغز نکال کر راستہ میں چٹ کر گیا۔ اور چھلکے رومال میں باندھ کر امیر کے سامنے لایا
امیر بہت گرم ہوئے۔ عیار نے کہا۔ اب تو عفو ہو۔ پہلا قصور ہے۔ گٹھلی بیکار جانکر راستے
میں پھینک آیا ہوں۔ امیر اس کی سادگی پر بہت ہنسے اور کہنے لگے۔ ارے مردک بے
میوہ کا مغز ہی کام کا تھا جسکو پھینک آیا۔ نوکر ہاتھ باندھ کر کہنے لگا۔ بہت خوب
آئندہ احتیاط رکھونگا۔ اور یونہی کرونگا۔ دوسرے دن آقا نے چھوہارے منگائے
عیار نے پوست شیر مادر کیا۔ اور گٹھلیاں آقا کے سامنے لے گیا۔ وہ دیکھکر برہم ہوئے
نوکر نے عرض کیا۔ خداوند ہی نے تو فرمایا تھا۔ کہ میوے کا مغز کام کا ہوتا ہے غلام
آپ کا حکم بجا لایا ہے۔ امیر بہت خفا ہوئے۔ تیسرے دن پیڑے منگوائے۔ دو پیسے
کے چار پیڑے ملے۔ دو انہوں نے راستہ میں نوش کئے۔ اور دو لیجا میاں کے سامنے
رکھے۔ میاں دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو کر بولے۔ دو پیڑے کہاں پھینک آیا۔ حاضر جواب
نوکر نے کہا۔ جی نہیں حضور دو میں کھا گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ میاں جامہ سے باہر
ہو کر کہنے لگے۔ او نمک حرام بتا تو سہی تو کیسے کھا گیا۔ نوکر نے وہ دونو پیڑے بھی جو
امیر کے سامنے رکھے گئے تھے۔ جھٹ اٹھا کر کھا لئے۔ اور کہنے لگا۔ جی ایسے کھا
گیا۔ اور یہ کہکر سلام کر کے چلتا بنا +

ایک لوہار حج کو جانے لگا۔ اس کے پاس ہزار من لوہا تھا۔ اس نے قاضی کے
پاس وہ لوہا بصیغہ امانت رکھدیا جب حج سے فراغت کرکے آیا۔ تو قاضی سے اپنا لوہا طلب
کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ بھائی وہ لوہا تو چوہے کھا گئے ۔ یہ سنکر وہ لوہار چپ ہو رہا
اور کچھہ نہ بولا۔ بلکہ قاضی صاحب سے اپنا خلوص ظاہر کیا۔ اور کہا۔ کہ آفت ارضی
وسماوی سے کیا چارہ۔ میری تقدیر میں نقصان لکھا تھا۔ یہ کہکر اپنے گھر کو چلا۔ دوسرے دن
پر قاضی صاحب کے لڑکے کو کھلائی لئے کھڑی تھی۔ اس نے پھر کے قاضی صاحب سے
کہا۔ کہ میں مکہ سے ایک چھوٹی عبا شال کی لایا ہوں۔ آپ کھلائی کو ساتھ کر دیجیے میں
وہ مرشد زادہ کی نذر کروں۔ قاضی صاحب کا لڑکا مچل گیا۔ کہ میں بھی چلونگا۔ الغرض
اس کھلائی اور قاضی کے لڑکے کو لوہار اپنے ساتھ لیکر گھر میں آیا۔ لڑکے کے آگے کبوتر
کھول دیئے۔ وہ کھیلنے لگا۔ اور کھلائی کو دو پیسے دیئے۔ کہ تو ڈیڑھ پیسہ کے ستو اور
دھیلے کا گڑ لاکر جلدی سے کھالے۔ وہ گڑ ستو لینے گئی۔ اس نے لڑکے کو چھپا
دیا۔ جب وہ آئی تو دیکھا۔ کہ لڑکا نہیں ہے۔ وہ روتی پیٹتی چلی گئی۔ اور سب حال
قاضی صاحب سے بیان کیا۔ قاضی صاحب نے اُس لوہار کو عدالت میں طلب کیا اور
فرمایا۔ کہ میرے لڑکے کو کون لے گیا ہے۔ اس نے بکمال عجز خاص عرض کیا۔ کہ
حضور صاحبزادہ کو چیل اٹھالے گئی۔ قاضی صاحب نے کہا۔ کہ ارے احمق کہیں
چیل لڑکے کو اٹھالیجاتی ہے۔ لوہار نے کہا۔ کہ حضرت جب اس چودھویں صدی
میں ہزار من لوہا چوہے کھاگئے۔ تو کیا ایک لڑکے کو چیل نہ لیجا سکیگی۔ قاضی صاحب
سمجھے۔ اور کہا۔ کہ تو اپنا لوہا لے لے۔ اور لڑکا میرا لادے۔ اس نے لوہا لے کے
قاضی صاحب کے بیٹے کا سپرد کیا +

۴۰۸

ایک گاؤں میں جولاہے رہا کرتے تھے۔ اور اس گاؤں کو ہمیشہ پٹھان لوٹا
کرتے تھے۔ ایک دن جولاہوں نے اتفاق کرکے اس گاؤں کو چھوڑنا چاہا۔ اتفاق

سے ایک جولاہا ان میں سے کچھ فارسی جانتا تھا۔ اس نے تمام قوم کو کہا۔ کہ خدا محافظ ہو اب جس وقت پٹھان لوگ آئے۔ تو میں پہاڑی زبان میں بات کروں گا۔ تم صبر کرکے یہیں رہو۔ غرضیکہ ان کا اطمینان کر دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حسب عادت مستمرہ جب پٹھان لوٹنے آئے۔ تو تمام جولاہوں نے گھبرا کر فارسی خان کو کہا۔ کہ خبردار بچاؤ۔ اس نے سب سے آگے نکل کر پٹھانوں کا مقابلہ کیا۔ اور ٹوٹی پھوٹی فارسی بولنی شروع کی پٹھانوں نے کہا۔ کہ پہلے اس پر ہاتھ صاف کرو۔ یہ سوچ کر پٹھان اس کی طرف دوڑے آپ فرماتے ہیں۔ کہ فارسی تکہٹ شد۔ پنڈا بہ جبر شد ✦

۴۰۹

پٹنہ کے نواب مرزا ضعیف الدولہ جس نے ۶۰ برس کی عمر میں ریش سفید معشوقہ پری تمثال حسن النسا بیگم سے شادی کی۔ اس وقت نواب صاحب کے دو جوان بیٹے تیس و چالیس برس کے موجود تھے۔ ایک کا نام جوان الدولہ اور دوسرے کا نام میں بھولتا ہوں۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ مرزا ضعیف الدولہ محلسرائے میں بیٹھے ہوئے اپنی چہیتی نئی دلہن سے اختلاط کی باتیں کر رہے تھے۔ باتوں ہی باتوں میں بیگم صاحبہ نے کہا۔ کہ نواب میری خوش قسمتی ہے۔ کہ میں آپ کی لونڈیوں میں شمار ہوئی لیکن مجھکو اس امر کی سخت شکایت ہے۔ کہ آپ کے صاحبزادے مرزا جوان الدولہ مجھکو اماں کہکے نہیں پکارتے۔ نواب صاحب یہ سنکر بڑے غیظ میں آئے۔ اور ریش مقدس کو جنبش دیکر فرمانے لگے بیگم! مرزا۔ مرزا! جوان ریش وہ مسخرا کیا ہوتا ہے۔ کہ تمہیں اماں نہ کہے ارے صاحب مرزا جوان کا باپ تمہیں اماں کہکر پکارے تو سہی ✦

۴۱۰

ایک ہندوستانی دن بھر کے سفر کا تھکا ماندہ جبکہ منزل پر پہنچا۔ تو سرائے کی ایک کوٹھری میں بستر بچھا کر لیٹ گیا۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں دبانے لگا۔ اتنے میں ایک اور ہندوستانی مسافر بھی اسی کوٹھری میں بسر کرنے کو آگیا۔ جو کہ روئی کی جگہ پسینہ نچوڑ رہا تھا۔ دوسرے نے پہلے سے پوچھا۔ صاحب کیا ہو رہا ہے۔ وہ بولا۔ نوکر سے پاؤں

دبا رہا ہوں۔ اتنے میں پہلے نے دوسرے سے کہا۔ کہ آپ کیا کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ حاجی دانہ چبا رہے ہیں۔ اس نے کہا۔ کچھ ہم کو بھی بھیجئے۔ وہ بولا۔ کہ نوکر جو آپ کے پاؤں دبا رہا ہے۔ اس کو بھیجکر منگوا لیجئے +

۴۱۱

ایک رئیس کی کوٹھی تعمیر ہو رہی تھی۔ اتفاق سے رئیس بھی ایک روز پہنچے احباب بھی ساتھ تھے۔ منحوس۔ کوڑھی دانت سے پکڑتے تھے۔ اس سے معلوم ہو گیا حساب میں کیسے چست تھے۔ دیکھا ایک جگہ مٹی ڈالی جاتی ہے۔ اور قریب اس کے بہت کیلیں پڑی ہیں۔ مہتمم تعمیر سے بچشم غضب کہا۔ کیلوں پر مٹی کا انبار ہو جائیگا۔ تو پھر کیونکر نکلیں گی۔ مہتمم تعمیر نے دست بستہ جوابدیا۔ یہاں چھپ جائیں گی۔ تو حضور کے فرد حساب میں نکل آئیں گی۔ فرمائشی قہقہہ احباب نے لگایا۔ اور رئیس خفیف ہوئے

۴۱۲

ایک رنڈی اپنی چھوٹی بہن کو ساتھ لئے لکھنؤ سے کانپور جا رہی تھی۔ ریل میں کسی ظریف سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ کہنے لگے بی صاحبہ کہاں چلیں؟ کہیں حضرت کے دشمن شیعہ تو نہیں کہ بار بار علیؓ کی اور حسین کی قسموں کی بہار کر رہی ہو۔ آپ منہ سے نہ بولیں مگر زبان سے اپنا نام تو بتا ئیں۔ رنڈی پہلے تو جھپی۔ مگر آپ جانتے ہیں ظریف بہادر ایک نکڑے دل ہیں۔۔۔ وہ ہو کے پڑ جائیں۔ تو پیچھا چھڑانا مشکل ہے۔ بغیر جواب لئے کب رہتے تھے کہا کہ فدویہ کو حسن باندی کہتے ہیں۔ دوسرے مال کی طرف اشارہ کیا۔ کہ آپ کا نام؟ اس نے کہا حسین باندی۔ یہ سنکر ظریف صاحب فرماتے کیا ہیں۔ کہیں آپ کی طرح تکلف نہ کرونگا۔ آپ میرا نام پوچھیں یا نہ پوچھیں۔ مگر مجھکو غلام حسنین کہتے ہیں +

۴۱۳

ایک رنگسرکا ذکر ہے۔ کہ جبکہ بہت مفلس ہو گیا۔ تو گداگری شروع کی۔ مگر ایسی ترکیب سے کہ ایک لاٹھی کے سرے پر بھیک مانگنے کا کشکول باندھ لیا۔ جو کوئی کچھ دیتا وہ لاٹھی کے آگے کر کے برتن میں لے لیتا جبکہ تقدیر سے پھر اس کے دن پلٹے اور اپنے دوستوں

میں بیٹھا۔ تو ایک نے کہا۔ ارے تو کیا تو وہی تو نہیں۔ جو کل بھیک مانگ رہا تھا۔ گداگر نے کہا۔ ارے ہم بھیک مانگتے تھے۔ یا لاٹھی کے زور سے لیتے تھے +

۲۱۴

ایک بخیل جس کو کانی ہوس میں کبھی کبھی جانیکا اتفاق ہو جاتا تھا۔ بیمار ہو گیا۔ تجویز سوچی۔ کہ آؤ آج اس ڈاکٹر سے جو کانی ہوس میں ملا کرتا ہے۔ وہاں ملیں اور مفت میں کوئی نسخہ پوچھ لیں۔ جب وہاں پہنچے۔ تو اتفاق سے انہیں ڈاکٹر کے پاس بیٹھنے کو جگہ ملی۔ آپ نے مخاطب ہو کر پہلے اپنا حال کہا۔ اور پھر پوچھا۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے حال تو سن لیا۔ اب آپ اپنی رائے دیجئے۔ کہ مجھکو کیا کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر نے بڑی متانت سے جواب دیا۔ ہاں میں آپ کو بتلائے دیتا ہوں۔ آپ کسی ڈاکٹر کو گھر بلوایئے اور نسخہ لکھوایئے +

۲۱۵

کہتے ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر ابھی بچہ ہی تھا۔ کہ ایک روز دو کبوتر ہاتھوں میں لئے ہوئے ایک باغ میں آگیا۔ کہ جہاں نور جہاں بیگم جو کہ اس زمانہ میں ایک لڑکی ہی تھی کھیل رہی تھی شہزادہ سلیم نے نور جہاں بیگم کو کہا۔ کہ تو ہمارے کبوتر پکڑ رکھ۔ اور آپ ایک گرا ہوئے کبوتر دیکھنے کے لئے درخت پر چڑھ گیا۔ جب شہزادہ نیچے اترا۔ تو اتنے میں نور جہاں کے ہاتھ سے ایک کبوتر اڑ گیا تھا۔ پوچھا۔ کہ ہمارا دوسرا کبوتر کیا ہوا۔ نور جہاں نے کہا قبلہ عالم اڑ گیا ہے۔ شہزادہ نے پوچھا۔ وہ کس طرح اس پر لڑکی نے نہایت سادگی سے وہ بھی کبوتر ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور کہا اس طرح۔ کہتے ہیں۔ کہ یہی ادا تھی جس پر جہانگیر عمر بھر کے لئے نور جہاں بیگم کا شیدا ہو گیا +

۲۱۶

ایک شخص نے ایک پیر صاحب سے کہا۔ کہ جناب آپ کے فلاں مرید کی منگنی ہو گئی ہے پیر صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ آج کے دن سے ہم سے تو گیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد شخص خبر لایا۔ کہ حضور آج اس مرید کی شادی بھی ہو گئی ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا۔ کہ پھر تو وہ

ان آپ سے ہی گدا ہوا کچھ مدت کے بعد خبر ملی ۔ کہ پیر صاحب آپ کے اسی مرید کے
آج لڑکا تولد ہوا ہے ۔ وہ بولا ۔ کہ سسرا آج اپنے آپ سے ہی گیا ۔

۱۴۷

کسی فوجی کپتان کو ایک گھوڑے کی ضرورت ہوئی ۔ منڈی میں جاکر ایک خوبصورت گھوڑا پسند کیا ۔ اور خرید کیا ۔ بعد خریدنے کے پہلے مالک سے دریافت کیا ۔ "کہو بھئی اب یہ گھوڑا میرا اور میں اس کا مالک ہو چکا ۔ اب تم سچ سچ کہدو ۔ کہ اس میں کوئی نقص تو نہیں ہے ۔ اور اگر کوئی عیب ہے ۔ تو وہ کیا ہے" سوداگر نے کہا بتلائیے کہ اس گھوڑے سے کیا کام لیجئے گا ۔ اور کہاں لیجائیے گا کپتان نے کہا ۔ سمندر کا سفر ہوگا ۔ اور خشکی پر سواری کے کام آئیگا ۔ سوداگر بولا ۔ ہاں جی تو میں بھی کہتا ہوں ۔ کیونکہ یہ سمندر میں خوب جانے کا ورنہ زمین کا سفر تو ایک قدم بھی طے نہیں کر سکتا ۔ ورنہ میں تمہارے ہاتھ کبھی فروخت نہ کرتا ۔

۱۴۸

ایک یک چشم نے کسی سے پوچھا ۔ کہ بھنگے میں بینائی ہوتی ہے یا نہیں ۔ اس نے کہا ۔ اتنی سمجھ نہ تو نیا ہو گیا ۔ ان دونوں کے پیچھے ایک ظریف بھی لگے ہوئے تھے ۔ انہوں نے ان کانے صاحب سے کہا ۔ کہ یہ تمہارا قصور نہیں ۔ تمہاری ایک آنکھ کا قصور ہے ۔

۱۴۹

سوتیا ڈاہ کی ایک عجیب مثال ہے ۔ کہ ایک جوان عورت کا خاوند مر گیا ۔ کسی مدت تک اسے نہایت رنج رہا ۔ ایک روز اس کی سہیلی اسے روتے دیکھکر تشفی دینے لگی ۔ بہن صبر کرو ۔ آخر جو ہونا تھا ۔ وہ تو ہو گیا ۔ اب کیا ساری عمر روتی رہو گی ۔ اور کس کے لئے روتی ہو ۔ اس کے لئے جو آجکل راتیں کسی اور جگہ گذار رہا ہو ؟ اس آخری فقرہ سے نوجوان بیوہ کو تسلی اور بہت تسکین ہوئی ۔ اور اس نے آنسو پونچھ

ڈالے ۔

۴۲۰

جہاز پر ایک حبشی نے لیڈی کو اُٹھاکر لیجانا چاہا - اور کہا - کہ آپ کو خود اُترتے ہوئے تکلیف ہوگی - میں آرام سے لیجاؤنگا - لیڈی نے مسکرا کر کہا نہیں تمہیں تکلیف ہوگی میں سمجھتی ہوں - کہ میرا جسم کسی قدر بھاری ہے حبشی نے سادہ پن سے جواب دیا - نہیں میڈم میں نے بڑے بڑے پیپے شراب کے اُٹھائے ہیں اور خوب مشق کر لی ہے - آپ تے آپ بیٹے ہیں آنکھیں بند کر کے سمجھ لونگا کہ یہی مشق میں سے ایک کثرت ہے +

۴۲۱

ایک دیہاتی نوکر لڑکی اپنے مالک کی اس طرح تعریف کرتی ہے وہ تو ایسے دولتمند ہیں - کہ ان کے تمام خاصے لٹے کے کرتے بھی ریشمی ہیں +

۴۲۲

ایک چھوٹا بچہ - کیا تمہاری بڑی بہن کی شادی ٹھہر چکی ہے - دوسرا - نہیں شادی کی تجویز ہو رہی ہے - چھوٹا بچہ - تم کس طرح جانتے ہو - دوسرا - کیونکہ وہ مجھے ہر شام ایک پیسہ دیتی ہیں - تاکہ میں صحن ہی میں ٹھہروں - اور اندر نہ جاؤں +

۴۲۳

ایک نوجوان نے اپنی محبوبہ کو ایک چٹھی لکھی - اور اس میں ایک شعر لکھدیا جسکا پہلا جملہ یہ تھا: دل میں آہیں شرار دل کا کام دیتی ہیں - اتفاق سے وہ خط محبوبہ کے باپ کے ہاتھ آ گیا - جو ایک ڈاکٹر تھا - اس نے خط پڑھتے ہی حیران ہوکر کہا کہ یہ کیسے جاہل آدمی کا خط ہے - جس کو یہ بھی معلوم نہیں - کہ آہ دل میں نہیں ہوتی - بلکہ شش سے نکلتی ہے - یہ میری بیٹی کے لائق نہیں ہے +

۴۲۴

دوست - میں امید کرتا ہوں - آپ کو میرے چٹ پٹے پر اعتراض نہ ہوگا +

پادری - نہ صاحب نہیں اگر آپ کو میرے پیار کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا +

۴۲۵

صاحب خانہ۔ دیکھو بیٹی چھوٹی بہن کو منع کرو۔ یہ باجا بجانے کا آدھی رات کو کونسا وقت ہے۔

لڑکی نہیں پاپا یہ چھوٹی بہن نہیں۔ یہ تو نئی ماما خراٹے مار رہی ہے +

۴۲۶

ایک میم صاحبہ کی سہیلی شام کو ملاقات کے لئے آئی۔ تو صاحب خانہ نے حیران ہو کر کہا۔ دیکھو بوا۔ آج چھوٹی لڑکی ایک پیسہ نگل گئی ہے۔ اور ہم لوگ سخت حیران ہیں۔ سہیلی نے یہ سنکر جلدی میں کوئی جواب نہ بن آیا۔ مگر بولی کہ ری بوا ایک پیسہ ہی بھلا کوئی بات ہے۔ کہ جس پر تم لوگ ایسے حیران ہو رہے ہو +

۴۲۷

تعلیم یافتہ لڑکی۔ اچھا یہ آپ کا ایڈیٹوریل کمرہ ہے **چپراسی**۔ ہاں۔ **لڑکی** اور کیا یہ جنٹلمین ایڈیٹر ہیں؟ **چپراسی**۔ ہاں۔ **لڑکی**۔ تو ان میں "ہم" کون ہے۔ آپ کا کیا مطلب ہے۔ کہ ہر مضمون ایڈیٹر لکھتا ہے۔ وہ اس میں اپنے آپ کو میں نہیں بلکہ ہم لکھتا ہے) +

۴۲۸

جب ایک شخص عاشقانہ خطوط اپنی محبوبہ کو لکھتا ہے۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ شاید اس سے اچھا تو کبھی کسی نے نہ لکھا ہوگا۔ مگر جب وہ خط پکڑا جاتا ہے۔ اور کسی عدالت میں پڑھا جاتا ہے۔ تو پھر اور ہی لطف ہوتا ہے +

۴۲۹

ایک مرتبہ ایک امریکہ کے ریل کے اسٹیشن پر یہ اشتہار لگا ہوا تھا۔ کہ "انجینروں اور ڈرائیوروں کو متنبہ رہنا چاہیئے۔ آج سے بعد جب دو ریلیں۔ ایک ہی وقت میں وہ مختلف اطراف سے دو جدا جدا سڑکوں پر آویں۔ تو دونوں بالکل ٹھیر جاویں۔ جب تک کہ ایک دوسرے کے پاس سے نہ گذر جاوے +

۴۳۰

مسٹر براون۔ سنا ہے۔ کہ تمہارے کنبے میں کچھ اور ترقی ہوئی ہے۔ **مسٹر براؤن** (غمناک لہجہ میں) "بیگم صاحبہ ضرب کے حساب سے یعنی توام بچے ہیں +

۴۳۱

ایک صاحب ایک روز مچھلیاں بیچنے والی کی دوکان پر مچھلی کی خرید کا حساب کرنے گئے۔ آپ کو مچھلی کھانے کا خیر سے بڑا شوق تھا۔ اور آپ کو اپنی دیانتداری کی تعریف کرنے کا بھی بڑا بڑا فخر تھا۔ باتوں باتوں میں دوکاندار کی نظر بچا کر ایک مچھلی اٹھا کر کوٹ کے دامن کے نیچے چھپالی۔ اور دوکاندار کی طرف دیکھکر کہنے لگے۔ آپ جانتے ہیں میں آپکا حساب ہمیشہ کوڑی کوڑی تک چکا دیا کرتا ہوں۔ دوکاندار ہاں صاحب بجا ہے مجھے آپ پر کوئی شکایت نہیں "دیانتدار" اور میرا ہمیشہ سے یہی قول ہے کہ دیانتداری بہت عمدہ حکمت ہے " اور یہ کہکر چل دیا۔ دوکاندار نے دیکھ لیا۔ کہ اس کے کوٹ کے نیچے ایک مچھلی ہے۔ کیونکہ کوٹ چھوٹا تھا۔ یا مچھلی کچھ بڑی تھی۔ دوکاندار نے آواز دی کہ ایک بات اور سنتے جانا۔ اور قریب بلا کر کہا" ایک میری نصیحت یاد رکھئے دیانتداری بیشک عمدہ حکمت ہے۔ لیکن آئندہ جب آپ دوکان پر آیا کریں۔ تو کوٹ لمبا پہنکر آیا کریں۔ اور یا مچھلی چھوٹی چرایا کریں +

۴۳۲

گاہک۔ ایک نوجوان لیڈی جس کے پاس دس ہزار پونڈ نقد ہیں۔ اور جس سے تم نے میری سفارش کی تھی۔ میں تو اس سے شادی کرنیوالا تھا "دلال" لیکن پھر تم نے کیوں نہ لی؟ گاہک "مگر مجھکو معلوم ہوگیا۔ کہ اس کو فالج کی کسر ہے" دلال" لیکن اگر تم کو ایسی عورت چاہئے۔ جو پہاڑوں پر چڑھ جایا کرے۔ یا دوڑیں جیتا کرے تو تم کو پہلے ہی کہہ دینا چاہئے تھا +

۴۳۳

ایک دفعہ ایک جہاز میں اثنائے سفر میں ایک میٹ جو جہاز کی رلاٹ لکھنے کی کتاب

پر متعین تھا شراب پی کر بیہوش ہوگیا۔ چونکہ اس سے پہلے ایسا قصور سرزد نہیں ہوا تھا کپتان جہاز نے اس کو معاف کر دیا۔ اور اس روز سے کتاب اپنے پاس رکھی اور اس میں لکھدیا۔ کہ آج فلاں میٹ نے شراب پی تھی۔ دوسرے روز جب میٹ نے کتاب میں یہ تحریر دیکھی۔ تو کپتان سے ضد کیا کہ آپ اس کو مٹا دیں۔ کپتان نے کہا "کیا یہ صحیح نہیں۔ اور جو صحیح ہے۔ تو اس کو مٹانے کی حاجت نہیں۔ دوسرے دن کپتان نے وہی کتاب دیکھی۔ تو اس پر درج تھا۔ کہ "آج کپتان نے شراب نہیں پی" کپتان یہ دیکھتے ہی خشمناک ہوکر میٹ سے پوچھنے لگا۔ کہ تم نے یہ کیا لکھا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ٹھیک تو ہے" کپتان نے کہا "کیا میں اس دن کے سوا باقی دنوں میں پیا کرتا ہوں" میٹ نے کہا "نہیں مگر یہ کیا صحیح نہیں ہے۔ جو میں نے لکھا ہے۔ کپتان صاحب نے خفیف ہوکر دونوں تحریریں کاٹ دیں +

۴۳۴

ایک افیونی صاحب ٹریموے پر سوار ہونے کی غرض سے سڑک کے کنارے ایک دوکان سے لگ کر کھڑے اونگھ رہے تھے۔ کہ گاڑی آئی۔ اور پاس سے ہوکر گذر چلی جو فکانے پر آپ چونکے۔ تو دوڑے اس کے پیچھے۔ گاڑی یہ جا وہ جا چلی گئی۔ اور آپ ہیں کہ پکارتے ہوئے دوڑے جاتے ہیں "روکو۔ روکو۔ باندھوں۔ باندھوں" اتفاقاً ادھر سے دوسری گاڑی آرہی تھی۔ آپ سمجھے۔ کہ وہی گاڑی لوٹ کر آئی۔ خوش ہوکر ہاتھ کا اشارہ کیا۔ گاڑی رک گئی۔ اور حضرت سوار ہوگئے۔ بینچ پر بیٹھنے کے ساتھ ہی پھر اونگھ گئے۔ چلانے عدالت پہنچ گئے۔ گھر میں بی بی نے پوچھا "میاں تم عدالت گئے تھے اتنا سویرے کیونکر لوٹ آئے۔ کیا آج گواہی دینے کی نوبت نہیں آئی" تو آپ سر ہلا کر فرماتے ہیں "خدا نہ کرے ہم اس مقدمہ میں کچھ نہیں جانتے" بی بی نے دو ہتھڑ مار کر کہا موئے اب بھی تو چونک کوئی دم میں وارنٹ آئیگا +

۴۳۵

ایک کتب فروش نے ایک مشہور مصنف کو خط لکھا۔ کہ میرے پاس آپ کے متعلق

چند خطوط مختلف مقامات سے آئے پڑے ہیں جن میں آپ کی شکایت لکھی ہوئی ہے اگر آپ صرف ایک سو روپیہ بھیجدیں۔ تو میں یہ خط آپ کے حوالہ کر دونگا۔ مصنف صاحب نے لکھا۔ کہ میرے پاس اس سے بھی زیادہ اس قسم کے پڑے ہیں۔ جو تم مجھکو پانسو روپیہ بھی دیدو۔ تو میں یہ سب خط تمہارے پاس بھیجدونگا +

۴۳۶

ڈاکٹر۔ میم تمہارے شوہر کو شکایت کیا ہے؟ کیا کوئی مزمن مرض ہے؟ ہاں جناب گزشتہ ۳۵ سال میں میں نے اس کو کبھی خوش ہو کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا +

۴۳۷

ریل بالکل چلنے کو تیار تھی تینوں گھنٹیاں ہو چکی تھیں۔ اور سیٹی مار رہی تھی۔ کہ ایک بھاری بھرکم لیڈی صاحبہ ہانپتی ہوئی گاڑی تک پہنچیں۔ گارڈ نے جلدی سے کھڑکی کھولدی۔ اور گھبرائی لیڈی کو گاڑی میں بٹھلا دیا۔ اتنے میں ریل چلدی اور گارڈ ٹکٹ دیکھتا ہوا اس کمرہ میں آیا۔ کہ جس میں وہی لیڈی بیٹھی ہوئی ابھی ہانپ رہی تھی وہ بولی۔

"میں صرف چاہتی تھی +

"کچھ ڈر نہیں۔ تم سوار ہونا چاہتی تھیں۔ سو خیر ذرا تکلیف سے سوار ہو گئیں۔"

"نہیں۔ .. میں صرف یہ .. "

"مہربانی کر کے اپنا ٹکٹ دکھایئے"

"ہاں۔ لیکن میں صرف یہ چٹھی لیٹر بکس میں ڈالنا چاہتی تھی۔ میں ریل میں سوار ہونے کو نہیں آئی تھی +

۴۳۸

وکیل صاحب۔ اگر کوئی آج شام کو مجھے پوچھنے آئے۔ تو کہدینا۔ کہ مجھے ایک نہایت ضروری کام پر بلایا گیا تھا +

نوکر۔ بہت بہتر جناب۔

آدہ گھنٹہ بعد ایک ایجنٹ نے آکر دریافت کیا۔ کہ وکیل صاحب کہاں ہیں؟
نوکر (اندر سے) نہیں صاحب آج ان کو کرکٹ کھیلنے کے لئے ایک نہایت
ضروری کام پر بلایا گیا تھا +

۴۳۹

ایک دوست نے کہا ہے۔ دوست تم ایک ورزش کلب کے ممبر ہو گئے ہو۔ تمہارے
جیسے آدمی کے لئے واقعی یہ عجیب بات ہے۔ جو کہ سو قدم جانا ہو۔ تو سواری کے
سوا نہیں جاسکتا +
دوسرا دوست یہی تو وجہ ہے۔ میں اسی لئے ہمیشہ طاقت بچاتا رہتا ہوں
اور پیادہ چل کر اسے بے فائدہ ضائع نہیں کرتا +

۴۴۰

ایک آدمی لکھتا ہے۔ کہ میرا چچا نہایت مودب اور مجلسی آدمی تھا۔ ایک مرتبہ دریائے
سندھ کے کشتی میں عبور کر رہا تھا۔ کہ کشتی ڈوبنے لگی جبکہ گردن تک پانی میں غرق ہو چکا
تو اس نے نہایت گھبراہٹ کے درمیان نہایت ادب سے ٹوپی اتار کر کہا جنٹلمین
اور لیڈی صاحبان میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ میری یہ حرکت معاف فرماوینگے۔ اور
ڈوب گیا +

۴۴۱

دیکھو وہ سامنے نوجوان باپ اپنے معصوم چلاتے ہوئے بچے کو کس لیاقت سے
چپ کرا رہا ہے۔ جو تم دس منٹ تک دیکھو۔ تو قایل ہو جاؤ۔ کہ یہ نوجوان اس مصیبت
میں نہ پھنستا۔ تو خاصا موجد ہو جاتا +

۴۴۲

سکھوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے کہا۔ کہ برہمن آپ کا سنکلپ کیا ہوا زمین پر
پھینک دیتے ہیں۔ ہم کو دیجئے۔ ہم پی لیا کریں گے۔ سرکار نے تو ایسا ہی کیا جب ان
کو خبر ہوئی۔ تو برہمنوں نے عرض کی کہ مہاراج ہم جل سنکلپ پرتھوی (زمین) پر ڈالدیتے

تھے۔ اور وہ دنیا سنوار آخرت ہو کر ہوتا پہلتا تھا۔ یہ لوگ پی کر پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں۔ دان کا پہل اڑ جاتا ہے +

۴۴۳

ایک دفعہ چار اکالی سکھوں نے کچھ لوٹ مار کا مال جمع کیا۔ تو وہ آپس میں تقسیم کرنے لگے۔ وہ سب حساب سے مطلق ناآشنا تھے۔ آخر ایک منشی کو تلاش کر کے جنگل میں لے گئے۔ اور چونکہ سنا ہوا تھا۔ کہ یہ پڑھے لکھے منشی لوگ ایسے چالاک ہوتے ہیں کہ ہر طرح سے حساب میں سے کچھ نہ کچھ اڑا لیتے ہیں۔ منشی صاحب کو درخت پر چڑھا کر نیچے روپے بکھیر دیئے۔ اور اس سے حساب پوچھنے لگے۔ اس نے کہا سات اور بارہ انیس اور چودہ تینتیس ہاتھ آئے تین۔ تو وہ سمجھے۔ کہ اس نے تین روپے ہاتھ میں کسی طرح لے لئے ہیں۔ اس کو مار کر نیچے اتارا۔ اور بیچارے کی تلاشی لی۔ تو اس کی گرہ سے قضاء تین روپے نکل آئے۔ اس کو مار ڈالا۔ اور کہا۔ کہ دیکھا۔ یہ قلم قصائی کیسے ہوتے ہیں درخت پر بیٹھے ہی تین روپے اڑا لئے +

۴۴۴

ایک دہقان کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہو۔ مولوی صاحب کے پاس جا کر پوچھا کہ حضرت آپ کے غلام کا نام کیا رکھا جائے؟ مولوی صاحب نے پوچھا۔ اے تیرے باپ کا کیا نام تھا۔ جی بیلا نام تھا۔ اور تیرا نام؟ جی بگھیلا ہے۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب مناسب ہے۔ کہ تو اپنے بیٹے کا نام سور رکھ لے۔ کیونکہ جہاں بیلا (رکھ) ہی ہو۔ اور بگھیلا (باگھ) بھی وہاں سور ہی کا گذارہ ہوگا +

۴۴۵

ایک میراسی کے گھر میں میراسی مہمان آیا۔ میراسی کی عورت نے بڑے بیٹے کو کہا۔ کہ بوٹا حقہ لے آؤ۔ دوسرے کو کہا گلاب تبا کو بھر جاؤ۔ تیسرے کو کہا۔ بیٹا جامن۔ آگ لاؤ۔ مہمان نے سوچ کر اس کی بیٹی کو کہا۔ بی بی چنبیلی پانی تو پلا دو +

۴۴۶

دہلی میں ایک زمانہ میں بادشاہ کی طرف سے حکم تھا۔ کہ فلاں ذات کے لوگ
قبریں مفت کھودا کریں۔ ان لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے
یکبارگی کئی چار سو قبریں کھود کر مشہور کر دیا۔ کہ بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ یہ خبر بادشاہ تک
پہنچی۔ اور ان کی بیگار معاف کر دی +

۴۴۷

ایک سردار صاحب کے یہاں ایک کم لیاقت آدمی منشی کے عہدہ پر ملازم تھا۔
ایک مرتبہ ایک اچھا تعلیم یافتہ آدمی بھی اُدھر آ نکلا۔ تو اس نے اپنی لیاقت کے بھروسہ پر
منشی کے لئے درخواست دی۔ سردار صاحب نے اگلے منشی کو نکال کر اسی کو رکھ لیا۔ سردار
صاحب کا نام تھا کرم سنگھ۔ اس طرح نیا منشی لکھا کرتا تھا۔ پہلے منشی نے ایک مرتبہ آ کر
عرض کی۔ کہ آپ اتنے بڑے سردار ہیں۔ مگر آپ کا منشی آپ کا نام نامی چھوٹے (ک)
سے لکھتا ہے۔ بڑے ق سے کیوں نہیں لکھتا۔ سردار صاحب نے خفا ہو کر حکم دیا۔ کہ اس
کو نکال دو۔ کیا اس نے ہم کو کوئی چھوٹا آدمی سمجھ رکھا ہے۔ اس بیچارے نے بہتیرے
عذر معقول پیش کئے۔ مگر وہاں سنتا ہی کون تھا +

۴۴۸

ایک مرتبہ سکھا شاہی کے دنوں میں اکالیئے سردار منشیوں پر خفا ہو گئے۔ تو
حکم دیا۔ کہ یہ پڑھے لکھے لوگ بڑے شرارتی ہیں۔ ان سب کو قید کر لو۔ ایک مشیر
باتدبیر نے عرض کیا حضور منشیوں کو آپ تک قید کرتے رہیں گے جبکہ ملا لوگ پیچھے
سے اور لڑکوں کو پڑھا کر منشی بنا دیا کریں گے۔ حکم دیا۔ اچھا تمام ملا لوگ بھی قید کر لئے
جائیں چلو چھٹی ہوئی +

۴۴۹

لڑکی کی ساس نے پوچھا۔ کہ پروہت جی کہو۔ لڑکے کی کیا خبر۔ تو بولے اسکے دل
وہی ہوا ہے۔ پوچھا شوخی تو نہیں کرتا۔ کہا بلکہ بڑا غریب بلکہ منہ میں زبان نہیں پوچھ

حیا والا ہے۔ کہا کسی کو آج تک آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ پوچھا پڑھنے کی عادت تو نہیں۔ کہا کبھی اپنے گھر سے قدم باہر نہیں رکھا۔ پوچھا۔ کرودھی تو نہیں۔ کہا اس کے پاس خواہ ڈھول بجاؤ۔ بیچارہ سنتا ہی نہیں (گونگا بہرا۔ لنگڑا سب کچھ ہی ہوا)۔

۴۵۰

ایک مسخرے نے دعا مانگی۔ کہ یا اللہ جو آج مجھکو کہیں سے ایک روپیہ دلوائے تو آٹھ آنے تیرے نام پر دونگا۔ اتفاقاً اسی روز کسی امیر سے اس کو ایک روپیہ ملا مگر وہ آٹھ آنہ کا نکلا۔ اب ایفائے وعدہ کرنا مشکل تھا۔ ہنسکر بولا۔ کہ واہ رے مولا مجھ پر اتنا اعتبار نہ کیا۔ کہ اپنا حصہ پہلے ہی نکال لیا۔

۴۵۱

ایک حاملہ لڑکی نے اپنی ماں کو کہا۔ کہ ماں میں نے کبھی کسی عورت کو بچہ جنتے نہیں دیکھا۔ جب میرے بچہ پیدا ہوگا۔ تو مجھے جگا نا۔ ماں نے کہا۔ تو محلہ والوں کو جگا دے گی۔

۴۵۲

ایک دیہاتی ہندو زمیندار کو ایک دفعہ سرادھوں کے ایام میں خیال آیا۔ کہ سب لوگ اپنے بڑے کی سرادھ کرتے ہیں۔ اور برہمنوں کو جنماتے ہیں۔ آؤ اب ہم بھی ایک چھوٹا سا غریبانہ سرادہ اپنی مائی کا کرادیں۔ دل میں یہ کہکر مصر جی کے گھر پہنچا۔ اور ان کو کہہ آیا۔ کہ کل صبح ہمارے گھر میں سرادھ ہے یعنی چھوٹا سا غریبانہ سرادھ ہے آپ تشریف لائیں۔ دوسرے روز پنڈت جی وقت معین پر آموجود ہوئے۔ دہقان نے ماحضر حاضر کیا۔ پنڈت جی نے پیٹ بھر کر کھایا۔ بلکہ اس سے زیادہ کھایا۔ اور اب وہ معمولی پنڈدان کی رسم شروع ہوئی۔ پنڈت جی نے دہقان کو سمجھالیا۔ کہ جو کچھ میں کہونگا وہی تم نے بھی کہتے جانا۔ آخر پنڈت نے کہا "اچھا بولو" وہ بولا "اچھا بولو" پنڈت "یہ کیا بکتا ہے" جاٹ "یہ کیا بکتا ہے" پنڈت "ارے تیری ایسی تیسی ہم سے" جاٹ

ارے تیری ایسی تیسی ہم سے والتے ہیں پنڈت جی نے غصیلے ہوکر ایک چپت جمائی
جاٹ نے بھی ترکی بترکی جواب دیا۔ آخر پنڈت جی لپٹ گئے۔ اور جاٹ بھی لپٹ گیا
چونکہ وہ تو اپنی طرف سے سچے دل سے سرادھ کی عبادت اور رسم رسوم ادا کر رہا تھا
چونکہ وہ پنڈت جی سے مضبوط تھا۔ اس نے ان کو خوب سیدھا کیا۔ اتنے میں پنڈت
جی کو خیال آیا۔ او ہو یہ تو جاہل ہے۔ جو میں کرتا ہوں۔ وہی کرتا ہے۔ آخر پنڈت
جی نے کہا "اب بس کرو" اس نے بھی ویسی گنبد کی سی آواز کہدی "اب بس کرو"
پنڈت اپنے کئے پر پشیمان ہوا۔ اور جاٹ نے کھڑے ہوکر پوچھا۔ کہ "مہاراج یہاں
تو ایک چھوٹی سی سرادھ ہری تھی۔ جہاں دولتمند لوگوں کے بڑے بڑے سرادھ
ہوتے ہیں۔ وہاں تو خون کی ندیاں بہتی ہونگی +

۴۵۳

ایک آواز "مجھ پر رحم کیجئے۔ میری آواز جاتی رہی ہے۔ اور اب کام نہیں کر سکتا"
پیر مرد شریف۔ کیا تم گویئے تھے۔ جو آواز کے جاتے رہنے سے تمہارا کام بھی جاتا رہا
نہیں جناب میں مچھلی بیچا کرتا تھا +

۴۵۴

ایک فرانسیسی جنرل مار یو نامی ایک مرتبہ اضلاع متحدہ میں گیا۔ تو اس کے دوست
اس کو ایک تماشا گاہ میں لے گئے۔ ایک گیت گایا جاتا تھا۔ کہ جس کے آخر
میں ہر مرتبہ "ٹو مرو" (صبح) "ٹو مرو" (صبح) دو دفعہ آتا تھا۔ جہاں ایک گیت گایا جاتا
سمجھا کہ میری کچھ تعریف ہو رہی ہے۔ ہر دفعہ جو گانے والے ٹو مرو کہتے یہ اٹھکر
تسلیم کرتے۔ کہ جس سے دیکھنے والوں میں عجیب ہنسی بلند ہوئی +

۴۵۵

دوکان کا مالک (اپنے محرر سے مخاطب ہوکر) "دیکھو جی تمہارا چہرہ ہمیشہ برہم رہتا
ہے اسی ترشروئی سے تو تمام گاہک ہماری دوکان پر آنا چھوڑ دینگے
محرر "جناب معاف رکھئے۔ خندہ پیشانی ہونے کے لئے مجھے تنخواہ کا بقایا د

ہے۔ کیونکہ قرضخواہوں نے مجھے تنگ کر رکھا ہے ٭

۴۵۶

صاحب آپ کے قہوہ میں ایک اچھی صفت ہے۔ اور ایک بُری ہے" جناب یہ کس طرح ہو سکتا ہے"؟ قہوہ خانہ کے مہتمم نے کہا ٭

اچھی تو اس لئے۔ کہ اس میں کھوٹ (ملاپ) نہیں ہے۔ اور بری اس لئے کہ اس میں قہوہ بھی نہیں ہے۔

۴۵۷

نوجوان تاجر" میں آپ سے اس قدر محبت رکھتا ہوں۔ اور آپ کی اس قدر عزت کرتا ہوں۔ کہ اگر میرے ہاتھ میں ہوتا۔ تو گولکنڈہ کی تمام کانیں تمہارے ہاتھ میں دیدیتا ٭

نوجوان لیڈی" اچھا ہے۔ کہ آپ کے اختیار میں نہیں۔ ورنہ میرے ہاتھ اتنے بڑے نہیں۔ کہ ان میں اتنی کانیں سما سکیں ٭

۴۵۸

جرمنی میں ہمبولڈٹ ایک بڑا مشہور محقق نیچرلسٹ گذرا ہے۔ اس سے ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال کیا" گرین لینڈ میں آپ نے اکثر لوگوں کو سو سال کی عمر میں دیکھا ہے۔ اور ابھی وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ کیا یہ بات عجیب نہیں"

ہمبولڈٹ نے جواب دیا۔ ہمارے یہاں برلن میں کئی سو ڈاکٹر ہیں۔ اور تاہم کئی شخص بچکر سو سال کی عمر تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیا یہ اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہیں"

۴۵۹

لوکومیٹو منیجر" تم نے انجن ڈرائیور کی آسامی کے لئے درخواست کی ہے۔ تم انجن تو چلا سکتے ہو گے"

امیدوار" ہاں جناب۔ میں امید کرتا ہوں۔ میں بیس سال سے اوپر کچھ

رہا ہوں۔ اور بڑے بڑے سرکش گھوڑوں کو چلایا ہے +

۲۰۰

حامد ہم نے کل رات ایک بھانتی کا تماشا دیکھا تھا۔ جو ایک ہی بوتل سے دو قسم کی شراب نکال لیتا تھا۔

محمود۔ اوا یہ کچھ بات نہیں۔ ہمارے ہمسایہ میں ایک عطار رہتا ہے۔ جو کہ ایک ہی بوتل سے تین قسم کی شربت نکال دیتا ہے۔ شربت بنفشہ۔ شربت نیلوفر۔ سکنجبین اور شاید کچھ اور بھی +

۲۰۱

تین انگریز دوست اکٹھے ریل میں سفر کر رہے تھے۔ کہ راستہ میں ایک ان میں سے سو گیا۔ دوسرے نے دیکھا۔ تو اس کا ٹکٹ جیب سے باہر آرہا تھا اس نے ٹکٹ لیکر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد منزل مقصود پر پہنچے ریل سٹیشن پر ٹھہر گئی۔ اور ٹکٹ کلکٹر کی آواز آئی ٹکٹ لاؤ ٹکٹ لاؤ۔ سویا ہوا مسافر بھی بیدار ہو گیا۔ اور جیب میں ہاتھ ڈالکر دیکھنے لگا۔ اس جیب میں اس جیب میں اور پھر اسی پہلی میں ہاتھ ڈالا۔ مگر بے سود تھا۔ دوستوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ یارو میرا ٹکٹ کہاں گیا۔ ایک نے کہا۔ ہاں تم نے ہمارے ساتھ ہی تو لیا تھا۔ مگر خیر پھر کرایہ دیدینا کچھ زیادہ نہیں ہے۔ ہاں مگر میرے پاس تو ایک پیسہ بھی نہیں۔ تم دیدو۔ تو میں اپنے مکان پر پہنچکر دیدونگا ؟ انہوں نے کہا۔ ہمارے پاس بھی پیسے نہیں ہیں۔ تو پھر کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے یہ صلاح دی۔ کہ نشستگاہ کے نیچے گھس جاؤ ٹکٹ کلکٹر ٹکٹ لیجائیگا۔ تو تم بھی نکل آنا۔ اس نے یہ صلاح مان لی۔ اور نیچے گھس گیا۔ اتنے میں ٹکٹ کلکٹر آیا۔ اور ان دونوں نے تین ٹکٹ دیئے اس نے کہا۔ تم دو صاحب ہو۔ اور یہ تیسرا ٹکٹ کس کا ہے۔ انہوں نے کہا وہ ہمارے دوست کا ہے۔ جو نشست کے نیچے بیٹھا ہوا ہے ؟ نشست کے نیچے بھی کوئی بیٹھتا۔ ٹکٹ کلکٹر بولا ؟ ہاں اس کی عادت ہی یہی ہے ؟ اور کہکر اسکو باہر نکالا +

۴۶۲

کرنل صاحب میں آپ سے اجازت لینے آیا ہوں - کہ میں ان چھٹیوں کے درمیان
ایک سیر و شکار کی جماعت کے ہمراہ تفریح طبع کراؤں "!

سیر و شکار کی جماعت یا شاید لفٹننٹ تمہارے ہمراہ لیڈیاں بھی ہونگی "!

"بیشک جناب "!

ہاں اجازت تو دیجاتی ہے - اور یہ بھی امید ہے - کہ تم کو سچی تفریح حاصل ہو گی
لیکن خدا کے واسطے میرے نوجوان دوست ہوشیار رہنا کیونکر کئی سال گذرے ہیں
میں بھی اسی طرح (اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر کے) اس بڑھیا کے دام فریب میں
پھنس گیا تھا +

۴۶۳

مریض " تم میرے دردِ سر کا کس طرح علاج کر سکتے ہو "!

حکیم " نہایت سہل طریقہ سے اور پوری ہمدردی کے ساتھ ذرا مجھے اپنے سر کا
ایک بال دے دو "!

مریض " اچھا لو "!

حکیم " غور سے دیکھئے - میں اس بال کو پاک کی ہوئی مٹی میں تو چندے اتوار کو
عین اس وقت دباؤنگا - کہ آپ دیکھیں گے - کہ درد فی الفور دفع ہو جائیگا +

حکیم " صاحب ٹھہرئیے اور ہماری فیس تین آنے ہوئی - وہ دیجائے "!

مریض - تین آنے ؟ بہت بہتر یہ دیکھو پیسے میرے ہاتھ میں ہیں - میں بھی ان کو
اسی طرح پاک کی ہوئی مٹی میں تو چندے اتوار کو دبا دونگا - اور جوں ہی میرے سر کا
درد دفع ہو جائیگا - یہ پیسے اسی ہمدردی کی طرح آپ کی جیب میں خود بخود پہنچ جاینگے -

۴۶۴

ایک مرتبہ ایک بڑے شہر کے ڈاکخانہ میں آگ لگی - آگ بجھانے والے موقعہ پر
پہنچکر کام میں مشغول ہوئے - تماش بینوں کا بھی بڑا ہجوم ہو گیا - ایک طرف سے ایک

شخص کی آواز سنی گئی "ارے یار وہ پانی پت والی تھیلی کبھی لینا" کیونکہ اس روز اس بیچارے نے اپنے دوست کو ایک خط بھیجا تھا - اور اس کے لئے تو سارے ڈاکخانہ میں یہی ضروری اور کوئی چیز نہ تھی +

۴۶۵

ایک مرتبہ ایک نقاش کو ایک گرجا گھر میں دیواروں پر نقاشی کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ گرجا میں پادری صاحب کے ممبر پر ایک عینک پڑی ہوئی دیکھ کر اس نے تمسخر کے طور پر اس کے ایک شیشہ پر ایک مکھی کی تصویر کھینچ دی - اور اس کو وہیں رکھ دیا - اب پادری کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ دو عینکیں رکھا کرتے تھے - ایک گھر کے استعمال کیلئے اور ایک گرجا کے واسطے اتوار کی صبح کو عبادت کے لئے جب پادری صاحب نے انجیل کھولی اور عینک لگا کر پڑھنے لگے - تو ان کو معلوم ہوا - کہ ایک حرف پر مکھی بیٹھی ہوئی ہے - پادری صاحب نے مکھی کی طرف پھونکا - مگر وہ بدستور وہیں رہی - پھر ورق اُٹھایا مگر وہ تب بھی نہ اڑی - آخر کتاب بند کر دی - پھر جب وہی صفحہ کھول کر پڑھنا شروع کیا تو مکھی برابر برابر ساتھ سطر پر چلتی ہوئی دکھائی دی - پادری صاحب جھنجلا کر انجیل پر ہاتھ دے مارا - جماعت حاضرین یہ حرکت دیکھ کر حیران ہوئی - ایک نے کہا - پادری صاحب آپ کی عینک پر مکھی بیٹھی ہوئی ہے - پادری صاحب حقیقت حال معلوم کر کے بہت خفیف ہوئے +

۴۶۶

"بیٹی کیا کبھی تم نے میرے ہاتھ بھی ایسے میلے کچیلے دیکھے ہیں - جیسے تمہارے ہوتے ہیں" - "اماں میں نے تو نہیں دیکھے - مگر نانی جان دیکھا کرتی ہونگی"

۴۶۷

معشوقہ (نہایت شوخی سے بات کاٹ کر) "اگر تم بیچارے چاند کی قسم کیوں کھاتے ہو - کسی ایسی چیز کی قسم کھاؤ - جو دنیا میں تم کو سب چیزوں سے عزیز ہو - اور جس کے سوا تمہاری زندگی دوبھر ہو جاوے +

عاشق:- اچھا تو پیاری میں اپنی تنخواہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ کہ میں تم کو تہ دل سے پیار کرتا ہوں +

۴۶۸

مجسٹریٹ:- مسز نارس تمہارا شوہر شکایت کرتا ہے۔ کہ تم نے اس پر تیل کی کڑاہی پھینکدی ہے +

مسز نارس:- جناب ہاں میں نے سنا ہوا ہے۔ کہ جب سمندر جوش میں آتا ہے۔ تو جہاز والے جہاز کے آگے سمندر میں تیل ڈالتے جاتے ہیں۔ اور اس سے پانی کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ میرا شوہر نہایت جوش میں تھا جبکہ میں نے اس پر تیل ڈالا۔

مجسٹریٹ:- تو کیا اس تجویز سے پھر تمہارا شوہر ٹھنڈا ہو گیا۔

مسز نارس:- ہاں حضور جیسے بچہ سو جاتا ہے۔

۴۶۹

معشوقہ۔ میرے پیارے تمہارے ہمراہ زندگی کاٹنے کی خاطر میں سب کچھ چھوڑنے کو تیار رہوں۔ ہاں والدین عزت آسائش اور دولت غرضیکہ سب کچھ۔

عاشق:- تو پھر پیاری میں تم کو کیا کرونگا +

۴۷۰

ڈاکٹر۔ اب تم بالکل تندرست ہو۔ البتہ ورزش کے لئے بہت ٹہلا کرو۔

مریض۔ بہت بہتر ڈاکٹر صاحب آپ کے بل کے لئے۔ روپیہ قرض لینے کیلئے مجھکو اس قدر پھرنا پڑیگا۔ کہ کافی ورزش ہو جائے گی +

۴۷۱

پادری۔ کیوں بیٹی تم اپنی اماجان کے حکم کی ہمیشہ نہایت فرمانبرداری سے تعمیل کیا کرتی ہونا؟

چھوٹی لڑکی:- ہاں جی اور ایسے ہی اباجان بھی کیا کرتی ہیں۔

راوی:- بہت خوب!!

سلام مسٹر جونس میں آپ کی لڑکی کی طلبگاری کے لئے حاضر ہوا ہوں" ایک نوجوان نے ٹوپی اتار کر ادب کے لہجہ میں کہا۔

مسٹر جونس "کونسی لڑکی کے لئے"

نوجوان صاحب مس میریلے کے واسطے جو نہایت حسین ہے"

مسٹر جونس۔ مگر تمہاری امیدیں اور آمدنی کیا کچھ ہیں؟

نوجوان "بس یہی کچھ تین سو پونڈ سال کی باقاعدہ آمدنی ہے۔ اور علاوہ اس کے میں ایک نیک چلن محنتی آدمی ہوں"

مسٹر جونس "ہوں مسٹر جولیس۔ کیا تم اس آمدنی پر میری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

نوجوان "اور کس قدر آمدنی ہونی چاہئے؟"

مسٹر جونس۔ جبکہ میں نے شادی کی تہی۔ تو میری آمدنی تو صرف ۵۰ پونڈ سالانہ کی تہی۔ مگر میری بیوی مس میریلے سے بہت غریب تہی"

۴۷۳

ایک چھوٹا لڑکا اپنے دوست دوسرے لڑکے سے مخاطب ہوکر "میری اماں اگر میں مچھلی کے تیل کا ایک چمچہ ہر روز پی لوں۔ تو دو آنہ روز دیا کرتی ہے" دوست "خوب مگر تم وہ دو آنے ہر روز لے کر کیا کرتے ہو؟" لڑکا "ارے میاں جب میں تیل پی لیتا ہوں۔ تو ماما مجھکو دو آنہ دکہا کر ایک چھوٹے سے صندوق میں انہیں ڈالدیا کرتی ہیں۔ اور جب وہ ڈیڑہ روپیہ کے قریب ہوجاتے ہیں۔ تو پہر ایک اور بوتل لے آتی ہے"

۴۷۴

ولایت میں ایک مرتبہ ایک پادری صاحب ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں تبدیل ہونے لگے تو ایک سالخوردہ میم نے ان کی روانگی پر نہایت دردناک الفاظ میں جدائی کا رنج ظاہر کیا۔ پادری نے سمجھایا۔ کہ جو پادری میری جگہ آئیگا۔ وہ بھی بہت اچھا [illegible] کے صاحب بھی بوڑھے [illegible] نہایت سنجیدگی

کے ساتھ مرجھا کر کہا۔ کہ جناب جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ اس گرجا میں
چودہ پادری آ رہے ہیں۔ مگر ہمیشہ ایک دوسرے سے برا ہی آتا ہے +

۴۷۵

ایک قاضی صاحب نے عندالاستفسار اپنا نام "کبوتری رطل بوق بنت الشم مالپادہ"
بیان کیا۔ اور جب انہیں طول طویل نام کی کیفیت پوچھی گئی۔ تو آپ نے حسب ذیل شرح فرمائی۔ "میرے
باپ نے میرا نام قاضی منصور بن موسیٰ رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی بزرگی جتاتی ہیں۔
وہ بھی قاضی اور میں بھی قاضی۔ چونکہ قاضی قاز کے مادہ کو کہتے ہیں جو بڑا جانور ہے۔ کوئی چھوٹا
جانور تجویز کرنا چاہئے اس لئے میں نے تصغیر پر نظر کر کے کبوتر تجویز کیا چونکہ کبوتر نر ہوتا ہے اور قاضی قاز
کی مادہ اس لئے کبوتری کر دیا۔ اب جبکہ اس لفظ میں اتنی تحقیر کی گئی۔ تو اب باقی میں تحقیر کرنی پڑی منصور
بہ سیر کا ہوتا ہے اس میں سے ایک رطل (سیر) لے لیا۔ باقی چھوڑ دیا۔ صور جو ایک چیز ہوتی ہے۔
اس کی بجائے بوق رکھا۔ اب ابن کی جگہ خواہ مخواہ بنت کہنا پڑا۔ اب ان الفاظ کے ساتھ موسیٰ کا لفظ
میرے باپ کا نام ہے۔ کیونکہ اچھا معلوم ہوتا ہو کے معنی الشم کے کر لیا۔ اب رہا سی اس کا نصف پادہ
کر دیا۔ ایک اچھا خاصا پورا نام نکل آیا جس میں انکسار خاطر خواہ موجود ہے +

۴۷۶

ایک عورت اپنے واسطے شوربہ بھر کر علیحدہ بچوں سے پوشیدہ رکھ چھوڑتی تھی۔ اور لڑکوں کو روکھی سوکھی
روٹی دیا کرتی جب لڑکے باہر سے آتے۔ تو بڑی محبت سے ان کی بلائیں لے کر کہتی بیٹا روٹی کھالے
اور جو وہ کہتے۔ کہ اماں تو بھی کھالے۔ تو کہا کرتی۔ کہ اماں پر تو چوہے ہیں۔ ایک روز اتفاق سے بچوں نے
چوہے کا شکار پا لیا۔ اور چٹ کر کے باہر چلے گئے۔ اور پھر جب کھانا کھانے کو آئے۔ تو ماں نے روٹی دی
بچوں نے جواب دیا۔ کہ اس چوہے کے بہت دنوں رہتا۔ آج ہم چوہے میں پڑ چکے ہیں۔ تو روٹی کھالے +

۴۷۷

ایک عورت کو عادت تھی۔ کہ ہمیشہ کلام کرتی۔ اور بات بات میں گم بیان دیا کرتی جب اس کی لڑکی کی
شادی ہونے لگی۔ تو گھر کے لوگوں نے اس خیال سے کہ یہ بات بات میں بد شگونی کیا کرے گی۔ اس کو
کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اور وہ ایک جھروکے سے دیکھا کرتی۔ جب پھیرے ہونے لگے تو اندر سے جلا

۴۰۷

کسی فقیر نے ایک بیگم صاحبہ کے دروازہ پر سوال کیا۔ اندر سے لونڈی نے جواب دیا کہ گھر میں بی بی نہیں ہے۔ فقیر نہایت ظریف تھا کہنے لگا ہے کہ مائی بی بی میں مانگنے نہیں آیا۔ روٹی مانگنے آیا ہوں۔"

۴۰۸

ایک فقیر نے کسی دنیادار کے دروازہ پر پہنچکر روٹی کا سوال کیا۔ اندر سے آواز آئی۔ کہ گھر میں آدمی نہیں ہے۔ فقیر بولا۔ دم بھر کے لئے تو ہی آدمی بن جا۔

۴۰۹

ایک دھرم سال کا سورداس (نابینا) مہنت جو لڑکے بھی پڑھایا کرتا تھا۔ ایک شاگرد سے ہر روز پوچھتا۔ کہ کیا تمہاری ماں مجھے بھی یاد کرتی ہے۔ بھولا بھالا لڑکا جواب دیتا۔ کہ سورداس جی نہیں۔ آخر ایک روز لڑکے نے اپنی ماں سے جاکر کل حال بیان کیا۔ کہ کیوں سورداس مجھے ہر روز پوچھتا ہے۔ کہ تمہاری ماں مجھے بھی یاد کرتی ہے۔ عورت تھی ہوشیار۔ سورداس کا مطلب بھانپ گئی۔ اور بیٹے کو سمجھا دیا۔ کہ جو اب کے سورداس نے پوچھا۔ تو کہدینا کہ اب بہت یاد کرتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ آج شام کو ہمارے گھر آیئے۔ لڑکے نے صبح ایسا ہی کیا۔ کیفیت سنکر سورداس جی کی ملاقات کا شوق بانسوں بڑھ گیا۔ وہ بیچارہ چاہتا تھا۔ کہ شام جلدی ہو سکے مگر آفتاب کو آج کوئی غیر معمولی کام نہیں تھا۔ وہ اپنی معمولی رفتار سے چل رہا تھا۔ کہ جوں توں کر کے تیسرا پہر ہوا۔ ابھی دن کوئی ایک آدھ گھنٹہ باقی ہوگا کہ سورداس جی نے ربوداس (اپنی شام کی عبادت) حسب معمول گھنٹے بجا کر شروع کر دی۔ لوگ جو دھرم سال کے قریب رہا کرتے تھے۔ حیران ہو کر دوڑے آئے۔ کہ آج کیا وجہ ہے۔ کہ ربوداس دن ہوتے ہی شروع ہو گئی۔ سورداس نے جھنجھلا کر کہا۔ کہ شام کو بھی تو یہ بپتا (مصیبت) ہم کو ہی کرنی تھی۔ سو ہم اسی وقت فارغ ہو گئے۔ آخر شام ہوئی۔ اور بیچارے اندھے بھگت نے ور محبوب کی راہ لی۔ عورت نے اپنے شوہر کو بھی اس معاملہ کی خبر دے رکھی تھی۔ سورداس کو دیکھکر اظہار محبت کیا۔ مگر اتنے میں اس کے شوہر کی باہر سے آہٹ سنی گئی۔ عورت نے گھبرا کر کہا۔ کہ میرا شوہر آ گیا ہے۔ تم جلدی سے یہ جھول اوڑھ کر گیہوں کا مٹکا

جو چکی پڑا ہے۔ پیسنا شروع کر دو۔ اور جب تک یہ گھر میں رہے پیستے رہو۔ میں کہہ دوں گی۔ کوئی عورت پیسنے والی ہے۔ مسنگ آمد و سخت آمد بیچارہ نے بمصداق قہر درویش بر جان درویش پیسنا شروع کر دیا۔ اور صبح تک پیستا رہا۔ صبح کو صاحب خانہ اٹھکر باہر نکلا۔ تو عورت نے بیچارے سور داس کو کہا۔ کہ اب دن ہو گیا ہے جلدی دھرم سال کو جاؤ۔ کوئی دیکھ نہ لے۔ آخر بیچارہ بے نیل مرام لوٹ گیا۔ کئی روز کے بعد عورت نے اپنے لڑکے سے پھر پوچھا کہ اب تو سورداس جی کچھ نہیں پوچھتے۔ آج ان کو کہنا۔ کہ میری ماں پھر سورداس جی کو بڑا یاد کرتی ہے جب لڑکے نے صبح کو جا کے ایسا کہا۔ تو سورداس نے کھسیانے ہو کر کہا۔ کہ حرامزادی کا پہلا پیسا ہوا آٹا ختم ہو گیا ہوگا +

۴۹۰

ایک شخص جو کہ اپنے حکم کی تعمیل کو نہایت درستی سے دیکھنے کا شائق تھا۔ ایک روز اس نے ایک نوکر کو ایک کام پر بھیجا۔ لیکن جب نوکر واپس آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ کچھ اس کام میں اپنی مرضی سے اس سے زیادہ کر آیا ہے۔ جتنا کہ اس کو حکم دیا تھا۔ مالک نے یہ معلوم کر کے اس کو تنبیہ کی۔ کہ آئندہ جو کچھ ہم کہا کریں۔ بالکل اسی کی تعمیل کیا کرو اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہ کیا کرو۔ کچھ مدت کے بعد ایک روز مالک نے اسی نوکر کو حکم دیا۔ کہ جاؤ دیکھو ڈاکخانہ میں کوئی ہمارے نام کا پیکٹ آیا ہے۔ نوکر سلام کر کے فوراً دوڑ گیا۔ اور آدھ گھنٹہ کے بعد آکر سلام کیا۔ مالک نے پوچھا۔ کیا کوئی ہمارے نام کا پیکٹ نہیں آیا۔ حضور آیا ہے۔ نوکر نے جواب دیا۔ تم پھر تم لائے کیوں نہیں۔ آقا نے پوچھا۔ نوکر بولا۔ کہ جناب مجھکو سخت تاکید کی گئی ہے۔ کہ جو حکم ملا کرے۔ بالکل اسی کی تعمیل ہوا کرے۔ تو جیسا آپ نے فرمایا۔ کہ جاؤ دیکھو ہمارے نام کا کوئی پیکٹ تو نہیں آیا۔ تو میری مجال تھی۔ کہ میں اپنے آپ سے پیکٹ کو لے آتا۔ مالک یہ دندان شکن جواب سنکر بہت ناراض ہوا۔ اور آخر شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا +

۴۹۱

ایک لالہ جی کے گھر میں شام کو چور آیا۔ آہٹ پا کر عورت کو کہا۔ زیوروں کو ڈبہ تو سنے باہر طاق میں رکھ چھوڑا ہے۔ جو کوئی چور گھسا۔ کہ مکان سے کچھ بھی حفاظت رہ جائے گی سے

منار پر کود جاوے۔ تو کیا ہوگا۔ یہ سنکر چور خوش ہوا۔ کہ کام تو باہر ہی سے بن گیا ہے۔ اندر جانے سے حاصل نہ پا ہر طاق میں ہاتھ مارا۔ تو وہ بن بھڑوں کا چھتا تھا۔ انہوں نے تیہ سبیل کر دیا۔ صبح تک وہیں پڑا رہا۔ صبح ایک خاتون نے اس کو دیکھکر کہا۔ کہ چلو تم کو کوتوالی میں نوکر کرواویں۔ چور نے کہا۔ خدا تمہاری باتوں سے محفوظ رکھے ؛

۴۹۲

ایک مکان میں بیراگی اور مراسی مقیم تھے۔ سونے کے وقت کسی نے کہا۔ میرا پارس طاق پر رکھ دیا۔ اور یہ انگوٹھی سے لٹکا دیا۔ کسی نے کہا۔ وہ ہیرا اسکے کو سنہرا اسکے کے نیچے رکھ دیا۔ چور نے یہ سنکر رات بھر دیوار پہاڑی۔ خاک بھی نہ ملا ✦

۴۹۳

ایک بنیئے نے شادی کی۔ اور شادی کے تین مہینے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ یار لوگوں نے بنیئے کو قائل کرنا شروع کیا۔ اور لڑکے کو حرامی بکانے لگے۔ بنیئے نے ایک روز اپنے جی میں بچار کی جامیں بھی تو ذرہ حساب لگاؤں۔ کہ یہ لوگ کیونکر حرامی کہتے ہیں۔ اب ذرہ حساب ملاحظہ ہو۔ قلم دوات لیکر بیٹھے اور لکھا۔ کہ تین مہینے میری شادی کو ہوئے اور تین مہینے میری بی بی کی شادی کو۔ اور تین مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا تین اور تین چھ اور تین نو میزان سے تو ٹھیک ٹھاک نو مہینے ہوتے ہیں۔ اس میں پائی بھر کا فرق نہیں۔ پھر یار لوگ ہمیں کیوں احمق بناتے ہیں۔

۴۹۴

ایک بنگالی بابو صاحب گھر سے سفر میں گئے۔ دو سال کے قریب عرصہ گذر چکا تھا۔ کہ ناگاہ ایک روز گھر سے خط پہنچا۔ اور اس میں یہ خوشخبری درج پائی۔ کہ ایشور کی کرپا سے آپ کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ بابو صاحب یہ خط دیکھ دیکھ کر کچھ متفکر ہو رہے تھے۔ ہمیں تو گھر سے آئے مدت ہوگئی ہے یہ لڑکا کیسا۔ اتنے میں ان کے باپ نے فکر کا سبب پوچھا۔ بابو نے کیفیت سنائی باپ نے کہا۔ اور بیٹا یہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ جب تم پیدا ہوئے تھے۔ تو ہم کو گھر سے نکلے پانچ سال گذر گئے تھے

۴۹۵

ایک روز ایک شخص نے ایک پادری صاحب کو جو اس کے بچوں کے استاد تھے

پہلا دوست: "اور یار گئے بارہ۔ ہم کو بھی مبارکباد دے ڈالو۔ آج ہی اسی مس صاحبہ نے ہماری درخواست منظور کر لی ہے۔ کہ ہم ان سے شادی نہ کریں گے"

۴۹۸

ماں (تار پڑھتے ہوئے) "ہنری نے اس تار میں کہا ہے۔ کہ فٹ بال کا میچ ختم ہو چکا ہے اور میری تین ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔" باپ (سرشوق سے) "کیا اس نے کوئی انعام بھی حاصل کیا؟"

ماں۔ "یہ تو اس نے نہیں لکھا۔" باپ (مضطرب ہو کر) "یہ لڑکا سوائے اپنے اور کسی شخص کا خیال نہیں کرتا۔ میرے خیال میں کل کے اخبار تک مجھے انتظار کرنا چاہئے"

۴۹۹

امیدوار۔ "کیوں جناب! مجھ سے پہلے جو شخص اس جگہ کام کرتا تھا۔ وہ کیوں چھوڑ کر چلا گیا"

دوکاندار۔ "بعض اوقات اسے ضعف بصارت کا عارضہ ہو جاتا تھا" امیدوار۔ "مگر میں نے اسے چند مرتبہ دیکھا ہے۔ اور مجھے اس کی بینائی میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی۔ واقعی بڑے تعجب کی بات ہے۔" دوکاندار۔ "دراصل بات یہ ہے۔ کہ گاہکوں سے پیسے لینے کے بعد اکثر اوقات اسے کیش بکس (گولک) نظر نہ آتا تھا"

۵۰۰

ایک مشہور مصور سے ایک بار کسی شخص نے سوال کیا۔ "کیا تمہارے خیال میں فنون لطیفہ کے طالب علموں کا براعظم (یورپ) میں جانا مفید ہوگا۔" اس نے جواب دیا۔ "کہ بلاشبہ یورپ میں عام طور پر مناظر بہت اعلے ہیں۔ مگر پیرس کو میں مستثنیات میں شامل سمجھتا ہوں" اس بیان کی تشریح کرنے کے لئے اس نے ایک لڑکے کی مثال بیان کی جس نے سہ سال پیرس میں رہ کر اپنے والد کو لکھ بھیجا تھا۔ کہ "میں نے اب کام شروع کرنے کا ارادہ کر لیا ہے مہربانی سے مجھے اطلاع دیجئے۔ کہ میں پیرس میں مصوری سیکھنے کے لئے آیا تھا یا معماری یا موسیقی؟"